حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ دار خواتین

شہناز کوثر

اختر کتاب گھر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ دار خواتین

تحریر:
شہناز کوثر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ دار خواتین

مصنفہ	شہناز کوثر (ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور)
پروف ریڈر	شمیم اختر۔ کوثر پروین
کمپیوٹر کمپوزنگ	نعت کمپوزنگ سنٹر
نگران طباعت	اظہر محمود (ایڈیٹر ہفت روزہ "اخبار عام" لاہور)
اشاعت اول	یکم ربیع الاول ۱۴۱۴ھ
مطبع	جیم پرنٹرز
قیمت	ایک سو روپیہ

ناشر

اختر محمود

اختر کتاب گھر

اظہر منزل۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور (کوڈ نمبر ۵۴۵۰۰)

فون: ۷۴۶۳۶۸۴

حضرت امامہ بنت ابوالعاص

کے نام

جنہیں گود میں اٹھا کر

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی

فہرست

دادیاں

نانی

والدہ ماجدہ

رضاعی مائیں

منہ بولی مائیں

خالائیں

رضاعی خالہ

چچیاں

پھوپھیاں

بہنیں

رضاعی بہنیں

بھابیاں

بیویاں

خوشدامنیں

سالیاں

بیٹیاں

منہ بولی بیٹی

سمدھنیں

بھتیجیاں

منہ بولی بھتیجی

بھانجیاں

نواسیاں

دیباچہ

ہر مخلوق حضور محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانِ رحمت سے مستفید ہوئی۔ حضور رحمتِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری دنیاؤں کی طرح دنیائے انسانیت کے بھی محسن ہیں۔ بنی نوعِ انسان میں بچوں، جوانوں، بوڑھوں کی طرح میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے بھی محسن و مربی ہیں۔ خواتین کو معاشرے میں ایک کمتر مخلوق سمجھا جاتا تھا، انہیں اپنے لیے باعثِ ذلت و ندامت گردانا جاتا تھا۔ ان کی عزت و احترام کا کیا سوال، ان کی زندگیوں تک سے کھیلنا اپنی عزت و افتخار کو بچانے کے لیے ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ ہمارے سرکار و سردار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں معاشرے میں باوقار مقام عطا کیا۔ لوگوں کو سمجھایا کہ عورت صرف ایسی بیوی ہی نہیں جو مرد کے رحم و کرم پر ہو، وہ محض ایسی بیٹی بھی نہیں جسے پیدا ہوتے ہی قتل کرنا ضروری سمجھا جائے، وہ ایسی بہن بھی نہیں جو بھائیوں کو ناحق لڑائیوں میں مشغول دیکھے اور بے جواز قتل کرتے یا قتل ہوتے دیکھے۔ اسے تو بالآخر ماں بننا ہوتا ہے اور بیوی، بہن، بیٹی کے رشتے اس راستے کے رشتے ہیں اور جس ہستی کی تخلیق کا بنیادی مقصد ماں بننا ہو، وہ اپنے راستے کے ہر رشتے میں قابلِ شفقت یا لائقِ احترام ہوتی ہے۔

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خواتین کے حوالے سے اپنے سارے رشتوں کے لیے شفیق و رحیم یا مؤدب رہنے کے آداب بتائے، خونی رشتوں کا اکرام سکھایا، رضاعی رشتوں کی تکریم کا سبق دیا۔ اور، ------- ظاہر ہے کہ حضور رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حکم دیا، پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہی دنیائے اسلام کے تمام افراد کے لیے رہنما ہے۔

آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق مومنوں کے لیے دوسرے ہر تعلق سے زیادہ گہرا اور مضبوط ہوتا ہے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت جب تک دوسرے ہر رشتے سے زیادہ نہ ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس شخص کو اپنی جان، اولاد، ماں باپ سے پیارے نہ ہوں، اس کا ایمان کا دعویٰ بے اصل ہے۔

ایسے میں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر تعلق، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہر رشتہ اور ہر نسبت ہمارے احترام و تکریم کا ہدف کیوں نہ ہو۔ اسی لیے میں نے خواتین کے حوالے سے کچھ کام کرنا چاہا تو ابتدا ان پاک ہستیوں سے کی ہے جو ہمارے خالق کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ دار ہیں۔ ان رشتوں، ان نسبتوں پر دنیا کے تمام رشتے، تمام نسبتیں قربان!

اس تلاش کے سلسلے میں مجھے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کئی رشتہ دار خواتین کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے ذکر میں نہیں ملتا یا نہ ہونے کے برابر ملتا ہے۔ کتبِ سیَر میں تو بہت اہم خواتین کا ذکر بھی زیادہ نہیں ہے۔ یہ تو یوں بکھرا ہوا کہ اسے تلاش کرنا، مرتب کرنا اور جمع کرنا واقعی کام ہے۔

ان خواتین میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ ایسی رشتہ دار بھی ہیں جو مسلمان نہ ہوئیں یا ان تک اسلام کی روشنی نہ پہنچی مثلاً" چند چچیاں اور خوشدامنیں وغیرہ۔ کچھ رشتہ دار خواتین تابعات ہیں، خصوصاً" بھتیجیاں وغیرہ۔ تابعات کے تذکروں میں بھی گنتی کی خواتین کا مختصراً" ذکر ملتا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں تابعین کے حالات دیکھے اور ان میں بیویوں اور بیٹیوں یا دیگر کئی رشتوں کے حوالے سے ضروری معلومات ریزہ ریزہ جمع کیں۔ مجھے ایک خاتون کا ذکر مختلف صحابہ کے ذکر سے اکٹھا کرنا پڑا کیونکہ انہوں نے یکے بعد دیگرے مختلف افراد سے نکاح کیا۔

اس کتاب میں رضاعی رشتے کو بھی شامل کیا گیا ہے کہ یہ خون کے رشتہ کی طرح ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسی خواتین بھی شامل کر دی گئی ہیں جن سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی خونی یا رضاعی رشتہ نہیں ہے مگر ان میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں فرمایا تو کسی کو بھتیجی۔

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہی ہے کہ ہم نے ایک اَن دیکھے خدا کو مان لیا، آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے کہنے پر ہمارا جنت اور دوزخ پر ایمان ہے۔ ماں، بہن، بیٹی، بیوی کے رشتے بھی تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے بتائے ہوئے ہیں۔ اس لیے جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان مبارک نے کسی خاتون کے لیے اپنے کسی رشتے کا اعلان فرما دیا، ہمارے لیے وہ نسبت بھی اسی طرح محترم ہو گئی، جیسی خون یا رضاعت کے حوالے سے ہے۔

دراصل، مومن کے لیے حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نسبت محترم ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ مومنوں کو ان نسبتوں کا علم تو ہو۔ اور، زیرِ نظر کتاب کی صورت میں ہم نے یہی کوشش کی ہے کہ قارئین کرام کو ان نسبتوں کا کچھ علم ہو جائے۔ خدا کرے، حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کاوش کو شرفِ قبول سے نوازیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ——— دادیاں

حضرت فاطمہؓ بنتِ عمرو

یہ حضرت عبدالمطلبؓ کی بیوی اور حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ کی والدہ ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی تھیں۔

نام و نسب

فاطمہؓ بنتِ عمرو کا نسب یہ ہے۔ فاطمہؓ بنتِ عمرو بن عایذ بن مایذ بن عمران ابن مخزوم۔ فاطمہؓ کے سگے بھائی وہب بن عمرو تھے۔

ابنِ اسحاق لکھتے ہیں کہ یہ وہب بن عمر بہت شریف آدمی تھے۔ تعمیرِ کعبہ کے موقع پر شریک تھے۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور قریش نے کعبہ کی از سرِ نو تعمیر پر اتفاق کیا تھا، اس موقع پر ابو وہب بن عمرو ہی وہ شخص تھا جس نے کعبہ کا ایک پتھر اس وقت نکالا تھا جب قریش کعبہ کو ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے۔ پتھر ابو وہب کے ہاتھوں سے اچھل کر اپنی جگہ پر جا بیٹھا تو ابو وہب نے اس موقع پر کہا تھا "اے گروہ قریش! اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز داخل نہ ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگاؤ، سود کی کمائی نہ شریک کرو۔ کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز داخل نہ کی جائے"۔

عرب کے ایک شاعر نے ابو وہب کی مدح میں کچھ اشعار کہے۔ ان اشعار میں ابو وہب کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ترجمہ دیکھیے۔

○ اگر میں وہب کے پاس اپنی اونٹنی بٹھاؤں تو اگلے دن کے سفر کے لئے میری سواری کی خرجیاں خالی نہ رہیں گی۔

○ جب شرافتِ نسب کا حساب کیا جائے تو لوی بن غالب کی دونوں شاخوں میں سب سے

زیادہ شریف ہے۔

○ وہ بدلہ لینے سے نفرت کرنے والا' اور سخاوت سے راحت حاصل کرنے والا ہے۔ اس کے دونوں دادا' محاسن کی تمام شاخوں میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

○ ان کی دیگوں کے نیچے کی راکھ ڈھیروں میں ہوئی ہے۔ وہ اپنے بڑے کاسے روئی سے بھرتا ہے اور اس پر لذیذ گوشت ہوتا ہے۔

فاطمہؓ بنتِ عمرو نے اپنے بھائی ابو وہب کی بیٹی عاتکہ بنتِ وہب سے اپنے بڑے بیٹے زبیر بن عبدالمطلبؓ کی شادی کی۔ عاتکہ بنتِ وہب نے اپنے خاوند زبیرؓ کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن میں ان کی پرورش و نگہداشت میں حصہ لیا۔ عاتکہ بنتِ وہب کو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ماں کہا۔

حضرت عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بار ابو وہب کے پوتے جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمر کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا۔

حضرت عبدالمطلبؓ کی نذر اور حضرت عبداللہؓ کے ننھیال

حضرت عبدالمطلبؓ نے جب اپنی منت پوری کرنے کے لئے حضرت عبداللہؓ کو ذبح کرنا چاہا تو دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ حضرت عبداللہؓ کے ننھیال بھی مزاحمت میں شریک ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم میں سے ایک بھی آدمی زندہ ہے' ہم اپنے بھانجے کو ذبح نہیں ہونے دیں گے۔

نکاح

ایک دن حضرت عبدالمطلبؓ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ جاگے تو قریش کے کاہنوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہوا تو تمہاری پشت سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا جس پر زمین و آسمان کی ساری مخلوق ایمان لے آئے گی اور وہ انسانوں میں ایک روشن علامت ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ بنتِ عمرو سے شادی کرلی۔ جن سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے۔
حضرت عبدالمطلبؓ نے حضرت فاطمہؓ بنتِ عمرو سے نکاح کیا تو حق مہر میں ایک سو سرخ

اونٹ اور ایک سو رطل خالص سونا شامل تھا۔
"جنات النعیم فی ذکر نبی الکریم" میں لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلبؓ نے بڑی کوہان والی ایک سو ناقہ اور دس اوقیہ سونا جو ایک سو تولے بنتا ہے' مہر میں دیا تھا۔

اولاد

حضرت فاطمہؓ بنتِ عمرو کے بیٹوں میں سے سب سے بڑے زبیرؓ تھے۔ زبیرؓ مکہ کے مشہور تاجر تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں بھی حصہ لیا تھا۔ جب لڑائیوں کے متواتر سلسلوں نے سینکڑوں گھروں کو برباد کر دیا اور قتل و غارت اور سفاکی موروثی "اخلاق" بن گئے تو اس موقع پر حضرت زبیرؓ نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر مظلوم کی مدد کی جائے اور ظالم کو مکہ میں رہنے نہ دیا جائے۔ اس کو حلف الفضول کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا زبیرؓ کی شفقت اور محبت سے بہت متاثر تھے۔ ان کو اکثر یاد کیا کرتے تھے اور ان کی بیوی عاتکہ کو ماں کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت فاطمہؓ کے دوسرے بیٹے ابوطالبؓ اپنے والد کے بعد قریش کے سردار تھے اور تاجر تھے۔ حضرت عبدالمطلبؓ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور کفالت کی اور مرتے دم تک اس فرض کو نبھایا' بڑے بڑے مشکل اور کٹھن حالات میں نہایت عزم و ثبات کا نمونہ پیش کیا۔ اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت سے دستبردار نہ ہوئے۔

ان کے سب سے چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ کا اصل نام عبدالدار تھا مگر اونٹوں کے فدیہ کے بعد یہ عبداللہؓ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ یہ اپنے باپ کے بڑے چہیتے' حسین' حلیم الطبع' فیاض اور پاکیزہ تھے۔ حضرت عبداللہؓ نیک سیرت تھے اور قریشی نوجوانوں میں بلند مقام رکھتے تھے۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے زم زم کی کھدائی کے وقت منت مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دس بیٹے دے گا تو وہ ایک بیٹے کی قربانی کریں گے۔ جب وہ اپنی قسم کو پورا کرنے کے لئے حضرت عبداللہؓ کو ذبح کرنے لگے تو حضرت عبداللہؓ کے ماموؤں اور دوسرے لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے فیصلہ ہوا کہ کاہنوں سے پوچھ کر نذر پوری کی جائے۔
اس طرح کاہنوں سے پوچھ کر قرعہ ڈالا گیا اور سو اونٹ کعبہ کے سامنے ذبح کئے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں یعنی حضرت اسماعیلؑ اور دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہؓ۔ حضرت عبداللہؓ حضرت آمنہؓ سے شادی کے بعد تجارت کی غرض سے ملکِ شام گئے اور وہاں سے واپسی پر مدینہ میں اپنے ننھیال میں ٹھہرے اور وہیں فوت ہو گئے۔

حضرت فاطمہؓ بنتِ عمرو کی لڑکیوں میں بیضا' امیمہ' اروی' برہ اور عاتکہ شامل ہیں۔

□□□□□

دیگر دادیاں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کی بیویوں میں حضرت عبداللہؓ کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ عمرو کے علاوہ چار بیویوں کے نام یہ ہیں۔ فیلہ بنتِ جناب' صفیہ بنتِ جندب' لبنٰی بنتِ ہاجراں اور ممنعہ بنتِ عمرو۔ ان دادیوں کے علاوہ اجداد میں کچھ اور دادیوں کے نام بھی ملتے ہیں۔ وہ یہ ہیں

سلمٰی بنتِ عمرو (والدہ حضرت عبدالمطلبؓ) بنتِ عاتکہ' حیا بنتِ خلیلہ' فاطمہ بنتِ عون' رند (والدہ قصی)' سلمٰی بنتِ عمر۔ جندلہ بنتِ حارث۔ برہ بنتِ بریں۔ ہند بنتِ قیس۔ برہ بنتِ اذبن بن طابخہ' سلمٰی بنتِ اسد' جذعہ بنتِ عامر' حزیمہ یا حنفا اعاد بن احاطب بن عمرو بن احمیر' عبیدہ یا عنکلات بن عدی بن عدنان' معاذہ بنتِ جوش بن عدی' امیہ (بنو عدنان) ۔ملمات بنتِ یعز بن قحطان' سلمٰی بنتِ حارث' جیبہ بنتِ قحطان' حارثہ بنتِ مراد بن زرعہ بن حمیر' سعدیہ' عاضرہ' ہالہؓ بنتِ حارث' ہاجرہ (زوجہ ابراہیمؑ والدہ اسماعیلؑ)۔

عواتک

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماؤں میں عاتکہ نامی تین خواتین کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ "سیرۃِ حلبیہ" میں ان خواتین کے متعلق لکھا ہے کہ وہ تینوں بنو سلیم سے تھیں علامہ حلبی کے مطابق وہ تینوں کنواری تھیں۔ تحقیق کے بعد اس بات کا انکشاف ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ **"انا ابن العواتک"** یعنی میں عاتکہ نامی عورتوں کا بیٹا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدات ہیں۔ ان دادیوں میں عاتکہ ہذلیہ (زوجہ فہر)

عاتکہ بنتِ مخلد بن النضر بن کنانہ (زوجہ غالب) عاتکہ بنتِ کاہل بن عذرہ (زوجہ لوی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیال اور ددھیال کے اجداد آپس میں مل جاتے ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیال سے حضرت آمنہؓ کی نانی کی نانی کا نام عاتکہ لیلٰی بنتِ عوف تھا اور سلمان منصور پوری کے مطابق حضرت آمنہؓ کی نانی ام حبیب کی پرنانی کا نام عاتکہ بنتِ عاضرہ تھا اور ان کا سلسلہ قصی سے جا ملتا ہے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ **"انا ابن العواتک من بنی سلیم"** کہ میں بنی سلیم کی عواتک کا بیٹا ہوں۔ یہ خواتین بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدات ہیں۔ قصی کی بیوی اور عبدِ مناف کی والدہ عاتکہ بنتِ فالج بن ذکوان اور حضرت ہاشم کی والدہ اور عبد مناف کی بیوی کا نام عاتکہ بنتِ مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بشہ بن سلیم بن منصور۔ اور حضرت آمنہؓ کی سگی دادی حضرت عاتکہ بنتِ الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن سلیم۔ یہ تینوں دادیاں بنو سلیم کی تھیں۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات کے لئے کتاب "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن" میں دیکھئے۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ـــــ

نانی

برّہ بنتِ عبدالعزیٰ

یہ حضرت وہب بن عبد مناف کی بیوی اور حضرت آمنہؓ بنتِ وہب کی والدہ ہیں۔ اس نسبت سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نانی ہیں۔

مختصر حالات

حضرت برّہ بنتِ عبدالعزیٰ حضرت آمنہؓ سلام اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ برّہ بنتِ عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبداللہ بن قصی ہے۔ حضرت برّہ کی والدہ ام حبیب بنتِ اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہے اور ام حبیب کی والدہ کا نام برہ بنتِ عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی ہے۔

حضرت برّہ بنتِ عبدالعزیٰ کے خاوند اور حضرت آمنہؓ سلام اللہ علیہا کے والدِ محترم حضرت وہب بن عبد مناف تھے۔ حضرت وہب بنی زہرہ کے سردار تھے اور قریش میں نہایت محترم تھے۔ حضرت آمنہؓ نے اپنے چچا حضرت وہیب کے ہاں پرورش پائی۔ وہیب بھی اپنے بھائی کی طرح معزز و محترم تھے۔ حضرت وہب کا نسب یہ ہے: وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام نانیاں سب شریف خاندانوں سے تھیں اور عفت و عصمت کی دیویاں تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوپر کی نانیاں خاندانِ قریش میں سے ہی تھیں۔ بعض تو نسب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت قصی پر اور بعض کعب بن لوی سے جاملتی ہیں۔ اور وہ سب شرافتِ نسب اور طہارتِ نفس میں ممتاز ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھ برس کی عمر میں حضرت آمنہؓ سلام اللہ علیہا مدینہ میں بنی نجار میں لے کر گئیں تھیں۔ بنی نجار میں حضرت آمنہؓ کے بھائی رہتے تھے۔ اس جگہ کا نام نابغہ تھا۔

حضرت برّہ بنت عبدالعزیٰ کے بیٹے اسود بن وہب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ماموں تھے۔ حضرت اسود بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کو بعض لوگ وہیب بن اسود بھی کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں اسود بن وہب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آنے کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے ماموں چلے آؤ"۔ چنانچہ وہ آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دی اور فرمایا۔ اس پر بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے عرض کی نہیں مجھے یہ جگہ کافی ہے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی پر بیٹھو۔ پھر فرمایا کہ ماموں باپ کے برابر ہوتا ہے۔ اے ماموں جس کے ساتھ کچھ احسان کیا جائے اور وہ شکر گزاری نہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اس احسان کا ذکر کرے۔ جب وہ اس احسان کا ذکر کرے گا تو اس کی شکر گزاری ہو جائے گی۔

حضرت آمنہؓ سلام اللہ علیہا کی ایک بہن فریعہ بنتِ وہیب کا ذکر ہم "خالہ" کے باب میں کر رہے ہیں۔

حضرت وہب بن اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری کے بارے میں ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں کے بیٹے تھے۔ جناب وہب اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نسب وہب بن عبد مناف میں جمع ہو جاتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ——

والدۂ ماجدہؓ

حضرت آمنہؓ بنتِ وہب

حضرت آمنہؓ سلام اللہ علیہا وہ مقدس ماں ہیں جنہوں نے پیغمبروں کے سردار (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو جنم دیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی والدہ ہونے کی حیثیت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تمام رشتہ دار خواتین میں سے اہم شخصیت یہی پاک ہستی ہے۔

نام و نسب

حضرت آمنہؓ کے نام کا مطلب ہے امن چین اور سلامتی چاہنے والی اور حفاظت، پناہ اور سکون و قرار دینے والی۔ حضرت آمنہؓ کے والد کا نام وہب بن عبد مناف تھا اور والدہ کا نام برہ تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اجداد میں سے حضرت کلاب سے جا ملتا ہے۔ یعنی حضرت عبداللہؓ کی طرف سے اوپر کی چھ پشت اور حضرت آمنہؓ کی طرف سے پانچ پشتوں میں یہ دونوں خاندان کلاب پر جا کر مل جاتے ہیں۔

خصوصیاتِ آمنہؓ

ابراہیم سیالکوٹی حضرت آمنہؓ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہؓ بنتِ وہب اپنی خاندانی شرافت، اخلاقی طہارت، حسنِ صورت، حسنِ سیرت، شرافتِ طبع، سنجیدگی مزاج اور خداداد عقل و تمیز میں قریشی لڑکیوں میں اپنا جواب نہ رکھتی تھیں۔

نکاح

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلب بھی

نہایت نیک سیرت شخص تھے اور قریشی نوجوانوں میں ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ کئی گھرانوں میں ان کو دامادی میں لینے کی آرزو تھی۔ جس راستے سے گزرتے، لوگوں کی نظریں انہیں تکتی کی تکتی رہ جاتیں۔ ان کی پیشانی کا نور دیکھنے والوں کے دلوں کو آنکھوں کے رستے کھینچ لیتا تھا۔

روزنامہ نوائے وقت کراچی کے ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء کے شمارہ میں خبر شائع ہوئی کہ مدینہ میں مسجدِ نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدِ ماجد حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلب کا جسدِ مبارک دیگر چھ صحابہؓ کے جسدِ مبارک سمیت بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔ جنہیں نہایت عزت و احترام سے جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہؓ کو وہاں دفن کیے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے مگر جسدِ مبارک اصلی حالت میں برآمد ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادتِ پاک

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس دنیا میں تشریف آوری کے بارے میں حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے، میں نے ایک نور طلوع ہوتے دیکھا جس سے شام کے محل اس قدر روشن ہو گئے کہ میں نے اس روشنی میں شام کے محل دیکھ لیے۔ حضرت آمنہؓ اپنے لختِ جگر کو تعریف کے قابل دیکھنا چاہتی تھیں اس لیے انہوں نے احمدؐ نام رکھا۔

خصوصیاتِ آمنہؓ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے منقول ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت ہوئی تو حجون کے مقام پر جس کے نیچے قبرستان ہے اور قریش اس مقام پر اپنے کپڑے دھو کر سکھایا کرتے تھے۔ اس مقام کے جنّ نے کوہِ ابو قیس کے جنّ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری جن اشعار میں دی، ان اشعار میں حضرت آمنہؓ کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

○ میں قسم کھاتا ہوں کہ کوئی عورت انسانوں میں نہ اتنی سعادت مند ہے اور نہ کسی نے اتنے سعادت مند اور نجیب و شریف کو جنم دیا ہے۔

○ جیسا کہ بنو زہرہ سے تعلق رکھنے والی قابلِ صد افتخار امتیازی اوصاف کی مالکہ قبائل کی ملامت اور طعن و تشنیع سے منزہ و مبرا اور مجد و بزرگی کی مالکہ حضرت آمنہؓ نے مقدس اور سعادت مند بچے کو جنم دیا ہے۔

○ تحقیق اس نے اس ذاتِ اقدس کو جنم دیا ہے جو سب مخلوق میں بہتر ہیں اور احمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے پیارے نام سے موسوم۔ پس کس قدر عزت والا اور کتنا بلند مقام والا مولود ہے۔

اس مبارک خبر کو پا کر کوہِ ابو قیس کے جنؓ نے بھی حضرت آمنہؓ کے فضائل یوں بیان کیے۔

○ بے شک بنو زہرہ قبیلہ ابتدا اور انتہا دونوں میں تمہارا ہی حصہ ہے اور وہ شاخ اور سرو ناف کے رشتہ میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔

○ مگر تم گزشتہ لوگوں میں سے یا جو باقی بچ رہے ہیں' ان میں سے کوئی ایسی مقدس عورت دکھاؤ اور پاکیزہ ماں بتلاؤ۔

○ جس کا بیٹا بنی زہرہ کی لاڈلی ماں آمنہؓ کے مقدس بیٹے جیسا ہو جو کہ مقامِ نبوت کے مالک ہیں اور خدا ترس اور پابندِ احکامِ خداوندِ اعلیٰ ہیں۔

حضرت آمنہؓ کے اشعار

حضرت آمنہؓ نے اپنے خاوند حضرت عبداللہؓ کی وفات پر جو دلدوز مرثیہ لکھا اس کے چند اشعار نودی ابن سعد وغیرہ مولفوں نے محفوظ کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھرانے کے مرد ہی نہیں' عورتیں بھی ذہنی حیثیت سے کتنا ممتاز اور بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ حضرت آمنہؓ کے ان اشعار سے حضرت عبداللہؓ کی قابلیت' ہردلعزیزی اور فیاضی جیسی خصوصیات کا ذکر ملتا ہے۔ ترجمہ یہ ہے۔

○ آلِ ہاشم یعنی حضرت عبداللہؓ سے بطحا کی سمت خالی ہو گئی' وہ شور و غوغا کے جہان سے نکل کر لحد کے مجاور بن گئے۔

○ موت نے انہیں پکارا تو انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا۔ موت نے لوگوں میں ابنِ ہاشم (عبداللہ) جیسا کون چھوڑا ہے۔ یعنی ان کی مثل اب دنیا میں کون رہ گیا ہے۔

○ ان کے دوستوں نے ان کے جنازے کا تخت اٹھایا ہوا تھا اور وہ کندھا دینے کے لیے ایک دوسرے کے مزاحم ہوتے تھے یعنی ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

○ موت نے انہیں بغیر کچھ بتائے اپنی آغوش میں لے لیا اور ان کے جانے کا افسوس کیوں نہ ہو جبکہ وہ کثرت کے ساتھ عطا کرنے والے اور بہت زیادہ رحم کرنے والے تھے۔

حضرت آمنہؓ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان کی رضاعی ماں حضرت حلیمہؓ کے سپرد کیا تو کچھ دعائیہ اشعار کہے۔ ان کا ترجمہ یوں ہے۔

○ میں اپنے بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے شتر پر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں کے ساتھ اور درماندہ لوگوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہے۔

حضرت آمنہؓ نے اپنی وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کچھ اشعار کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

○ اے بیٹے اللہ آپؐ کو برکت عطا فرمائے۔ آپؐ اس عظیم باپ کے فرزندِ ارجمند ہیں جو قوم کے سردار اور شریف تھے۔

○ جنہوں نے بلند شان کے مالک اللہ تعالیٰ کی نصرت سے نجات حاصل کی اور جن کی زندگی بچانے کے لیے صبح کے وقت تیروں سے قرعہ اندازی ہوئی۔ ان کے بدلے میں اچھی نسل کے ایک سو اونٹ کا فدیہ دیا گیا۔

○ میں نے خواب میں دیکھا ہے اور اگر وہ درست ہے تو آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے۔

○ آپؐ حلت و حرمت کے لیے اسی دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے جو دین آپؐ کے باپ ابراہیمؑ کا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ بتوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا اور آپؐ کی دوستی ان لوگوں سے نہیں ہو گی جو بتوں کی پرستش کرتے ہیں۔

حضرت آمنہؓ نے مزید فرمایا۔

○ ہر زندہ کے لیے موت ہے' ہر ایجاد کا اختتام ہے اور ہر بڑی عمر والے کے لیے فنا ہے۔

○ میں مرجاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا۔ اس لیے کہ میں نے پاکیزہ اور طاہر کو جنم دیا ہے اور اپنی یاد کے لیے خیر کو چھوڑا ہے۔

سیرۃ ابنِ اسحاق میں حضرت آمنہؓ کا ایک شعر نقل کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عبداللہؓ کی قربانی کے موقع پر حضرت آمنہؓ نے یہ شعر پڑھا تھا۔ شعر یہ ہے۔

یا رب بارک فی الغلام الازہر

فی الہاشمی والکریم العنصر

(ترجمہ) "اے میرے پروردگار! اس خوبصورت اور روشن چہرے والے نوجوان کو برکت عطا فرما جو ہاشمی اور کریم النسب ہے"۔

حضرت آمنہؓ کی وفات

ہیکل لکھتے ہیں کہ حضرت آمنہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر اپنے میکے بنی نجار میں گئیں۔ وہاں ایک ماہ قیام کیا۔ اور واپسی پر ابواء کے مقام پر فوت ہو گئیں۔ اس وقت آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس تھی۔ حضرت آمنہؓ نے قریباً" بیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور ابواء کے مقام پر ہی دفن ہوئیں۔

الخصائص الکبریٰ میں حضرت سماعہ بنت الجارھم کی والدہ کی روایت کے مطابق حضرت آمنہؓ کا انتقال ہوا تو انہوں نے جنّوں کو نوحہ کرتے سنا اور اس نوحے کو یاد رکھا۔ اس کا ترجمہ دیکھیں۔

○ وہ جوان خاتون جو محسنہ اور مطیعِ خدا اور امینہ ہیں اور انتہائی باوقار جمال و عفت کی مالکہ ہیں۔ ہم لوگ ان کو روتے ہیں۔

○ وہ مقدس بی بی جو حضرت عبداللہؓ کی صاحبِ قرینہ زوجۂ مکرمہ اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکون و راحت دینے والی والدہ معظمہ ہیں۔

○ آپؓ ان کی امی جان ہیں جو مدینہ منورہ میں صاحبِ منبر ہوں گے لہٰذا آپؓ کو خوشی سے سپردِ لحد نہیں کیا جا سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ سے محبت

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابواء کے مقام سے گزرے تو حضرت

آمنہؓ کے مزار پر گئے۔ اپنی والدہ کی قبر مبارک کو اپنے دستِ مبارک سے درست کیا اور بے اختیار رو دیے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتا دیکھ کر صحابہؓ بھی رونے لگے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ تو رونے سے منع فرماتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ان کی ممتا مجھے یاد آگئی اور میں رو دیا"۔

غزوۂ احد کے موقع پر جنگ کے ارادے سے کفار کا لشکر جب ابوا کے مقام پر پہنچا تو کچھ کافروں نے پروگرام بنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتقام لینے کے لیے اور انہیں ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کے لیے ان کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کی قبر مبارک کو اکھاڑا جائے اور ان کی قبر کی بے حرمتی کی جائے۔ مگر جب یہ تجویز قائدینِ کفر تک پہنچی تو انہوں نے اس کے تمام نتائج اور عواقب پر غور کیا اور اس ارادے کو ملتوی کر دیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس طرح لاشوں کی بے حرمتی کا انجام کیا ہو سکتا ہے۔

کراماتِ آمنہؓ

میرے والدِ گرامی راجا رشید محمود ۱۹۹۲ء میں اپنے آٹھ دوستوں کے ہمراہ ابواء شریف میں حضرت آمنہؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابواء کا گاؤں پہاڑی کے پیچھے ہے اور حضرت آمنہؓ کی قبر مبارک ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ پہاڑی کی چوٹی کی سطح ہموار ہے۔ ساتھ کچھ اور پہاڑیاں بھی ہیں۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے گرداگرد پتھر رکھے ہوئے ہیں۔ ان پتھروں کی باہر کی سطح پر سبز اور سفید رنگ بھی لگا ہوا ہے اور رات کو ایک بہت روشن ستارہ اس بارگاہ میں اپنی روشنی نچھاور کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

حافظ لدھیانوی اپنے سفرنامہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت آمنہؓ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے گئے' وہ یہ واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ مستورہ سے پہلے کا راستہ چونکہ سڑک پر تھا اس لیے وہاں تک تو کوئی دقت نہ ہوئی لیکن مستورہ سے راستہ نرم ریت اور کچی زمین ہونے کی وجہ سے سفر بہت مشکل تھا۔ بہرحال پختہ ارادہ لیے جب یہ چلے تو مستورہ کے مقام سے ان کی کار پر ایک بادل کا ٹکڑا سایہ کرنے لگا۔ یہ سایہ کار کے کچھ آس پاس بھی پڑتا تھا مگر اس کے باہر ہر طرف سخت دھوپ تھی۔ کار بادل کے سایہ کی وجہ سے دھوپ سے قطعی محفوظ تھی۔ جب کار کہیں موڑ کاٹتی تو ساتھ ہی بادل کا سایہ کار کو احاطہ میں

لیے ہوئے مڑ جاتا۔ یہ سایہ بہت دیر تک رہا۔ یہ واقعہ پڑھ کر حضرت آمنہؓ کی عظمت اور بزرگی کا احساس ہوتا ہے۔

ماں کی عظمت

راجا رشید محمود اپنی کتاب "ماں باپ کے حقوق" میں ایک اہم نکتہ یوں بیان کرتے ہیں کہ "ماں تو قدرت کی ایسی نعمت ہے جسے اولاد کی کوئی تکلیف کسی بھی طرح گوارا نہیں ہوتی۔ جس کی آغوش میں طمانیت ہی طمانیت' سکون ہی سکون' راحت ہی راحت ہوتی ہے۔ بھوک اور پیاس کی زیادتی کے باعث اس کا دودھ تک سوکھ جائے تو وہ بچے کی حالت دگرگوں دیکھ کر دیوانہ وار پانی کی تلاش میں بھاگتی ہے' کبھی بلندی پر چڑھتی ہے تو اپنے نور نظر کو بھی دیکھتی رہتی ہے' نشیب میں پہنچتی ہے اور بیٹا نظر نہیں آتا تو بھاگتی ہوئی پھر ایسی جگہ آ جاتی ہے جہاں سے بیٹا نظر آئے۔ اور ایک ماں کے اپنے بیٹے کے لیے اس اضطراب میں جو پاکیزگی اور ایثار ہے' اس کے پیش نظر خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو تا قیامِ قیامت ماں کی سنت میں بھاگ بھاگ کر اوپر نیچے جانے کو ضروری قرار دے دیا کہ اس کے بغیر کسی کا حج ہی نہیں ہوتا"۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ——— رضاعی مائیںؓ

حضرت ثویبہؓ

حضرت ثویبہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ اس رضاعی رشتہ سے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کے بعد حضرت ثویبہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا۔

مختصر حالات

ابو نعیم اصبہانی کے مطابق ان کے اسلام کے بارے میں علما کو اختلاف ہے۔ ابنِ حجر نے لکھا ہے کہ صرف ابنِ مندہ نے ان کو صحابیات میں شامل کیا ہے۔ حافظ ذہبی تجرید اسماء الصحابہ میں ان کے اسلام لانے کے بارے میں لکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے کے لئے حضرت ثویبہؓ اکثر تشریف لایا کرتی تھیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پہلے مکہ میں اور مدینہ آنے کے بعد بھی انہیں کپڑے' چیزیں اور تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔

مودودی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ثویبہؓ کے لیے مدینہ سے کپڑا اور خرچ انہیں بھیجا کرتے تھے۔ یہ ۷ ہجری میں فوت ہوئیں۔ ان کی وفات کی خبر سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہو گئے۔

اولاد

حضرت ثویبہؓ کا صرف ایک بیٹا مسروح تھا۔ حضرت ثویبہؓ کے بیٹے مسروح کے اسلام لانے کا حال معلوم نہیں ہوا۔ محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسروح کی مالی امداد کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

□□□□□

حضرت حلیمہؓ

حضرت حلیمہؓ سعدیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ عبدالمصطفیٰ محمد اشرف لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام کو دودھ پلانے والیاں مخصوص ہوا کرتی ہیں اور انبیاء کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کس عورت کا دودھ پیا ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت کے لیے حضرت حلیمہؓ سعدیہ بھی مخصوص تھیں کیونکہ حضرت حلیمہؓ کا نسب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں حضرت الیاس سے جا ملتا ہے۔

مختصر حالات

حضرت حلیمہؓ کے والد کا اصل نام عبداللہ بن حارث تھا اور یہ سعد بن بکر کے کنبہ سے تھے اور ابوذوہیب کے نام سے مشہور تھے۔ حلیمہؓ اپنی قوم کی باعزت خواتین میں سے تھیں۔ اس زمانے میں عرب اپنے بچوں کو رضاعت اور ابتدائی پرورش کے لیے دیہات میں بھیج دیتے تھے کیونکہ وہاں کی آب و ہوا زیادہ صاف و پاکیزہ اور وہاں کے رہنے والوں کے اخلاق میں اعتدال اور سلامتیٔ طبع زیادہ نمایاں تھی۔ شہر کے مفاسد سے بھی حفاظت تھی۔ دیہات کی زبان بھی صحیح اور فصیح مانی جاتی تھی۔ اس کام کے لیے بنی سعد کی عورتیں خاص شہرت رکھتی تھیں۔ اسی قبیلہ کی حضرت حلیمہؓ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے اور پرورش کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

حضرت حلیمہؓ کے گھر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کا آغاز ہوا تو خدا تعالیٰ نے اس غریب و نادار و مفلس خاتون کے لیے اپنی رحمتِ بے پایاں کے ابواب کھول دیئے۔ حضرت حلیمہؓ اور ان کی بیٹی شیماؓ ہر وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا کرتی تھیں اور ایک منٹ کے لیے بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھیں۔

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً" پانچ برس بنی سعد کے اس قبیلہ میں قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں دو یا تین بار حضرت حلیمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت آمنہؓ سے

ملوانے لائیں۔ آخر تقریباً" پانچ برس تک پرورش و خدمت کرنے کے بعد اس قیمتی متاع کو حضرت آمنہؓ کے حوالے کر گئیں۔

حضرت حلیمہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ ان کے باعث میرے گھر میں بہت برکت تھی۔ جب سے یہ میرے گھر میں رونق افروز ہوئے تھے، مجھے چراغ جلانے کی حاجت کبھی رات کو بھی پیش نہ آئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کے نور سے تمام گھر روشن و درخشاں رہتا اور میں اندھیرے کمرے سے بلاتکلف اپنی مطلوبہ چیز لے لیتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مادری زبان وہ ہے جو انہوں نے اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہؓ سے سیکھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں عربوں میں سب سے بہتر اظہارِ خیال پر قادر ہوں، میری پیدائش قریش میں ہوئی اور میری پرورش بنو سعد میں ہوئی تو میرے کلام میں اور لحن کہاں سے آتی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے اور ملنے حضرت حلیمہؓ اکثر آیا کرتی تھیں۔

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی رضاعی والدہ سے بے حد محبت فرماتے۔ ان سے اچھا سلوک فرماتے۔ جب بھی وہ تشریف لاتیں، آپؐ ان کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ حضرت حلیمہؓ کا احترام فرمایا۔ ایک بار انہوں نے عرض کی کہ سخت قحط کی وجہ سے مویشی مر گئے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چالیس بکریاں اور سامان سے لدا ہوا اونٹ عطا فرمایا۔ اور فتح مکہ کے موقع پر حضرت حلیمہؓ کی بہن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حلیمہؓ کی وفات کی خبر دی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

مُنہ بولی مائیں

فاطمہؓ بنتِ اسد

حضرت فاطمہؓ بنت اسد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ کی بھتیجی، چچا ابو طالبؓ بن عبدالمطلب کی بیوی، حضرت علیؓ، جعفرؓ، عقیل اور طالب کی والدہ اور حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس ہیں۔ یہ کئی حوالوں سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کہہ کر پکارا۔ اس نسبت سے بھی یہ قابلِ قدر حیثیت رکھتی ہیں۔ ہم نے ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن کے باب میں کیا ہے۔

□□□□□

حضرت عاتکہؓ بنتِ وہب

حضرت عاتکہؓ بنت وہب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی دادی حضرت فاطمہ بنت عمرو کے سگے بھائی وہب کی بیٹی ہیں اور حضرت فاطمہ بنت عمرو نے ان کا نکاح اپنے بڑے بیٹے زبیرؓ بن عبدالمطلب سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معزز خاتون کو ماں کے مقدس لفظ سے بھی پکارا۔ اس خاتون کے ساتھ ساتھ ان کے بچوں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد شفقت و محبت فرماتے تھے۔ حضرت عاتکہؓ کا تفصیلی ذکر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی کے طور پر کیا گیا ہے۔

□□□□□

حضرت ام ایمنؓ

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حبشی کنیز ام ایمنؓ کے بارے میں فرمایا کرتے کہ

ام ایمنؓ میری ماں کے بعد میری ماں ہیں اور جب ان پر نظر پڑتی تو امی کہہ کر پکارتے۔

مختصر حالات

یہ عظیم خاتون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم حضرت عبداللہؓ کی کنیز تھیں اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ورثہ میں ملی تھیں۔ یہ آپؐ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و خدمت میں انہیں خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت حلیمہؓ سعدیہ کے لے جانے سے پہلے اور بعد میں اس خاتون نے ہر پرورش کرنے والے کے ساتھ مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔ یہ ہر وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر مدینہ منورہ اپنے میکے گئیں تو یہ بھی ان کے ہمراہ تھیں اور جب ابواء کے مقام پر سیدہ آمنہؓ کی وفات ہو گئی تو یہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابواء سے لے کر مکہ پہنچیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد انہیں آزاد کر دیا اور ان کا نکاح حضرت عبیدؓ بن زید حبشی سے کر دیا۔ جن سے ایمنؓ پیدا ہوئے۔ حضرت عبید کی وفات کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح اپنے جلیل القدر صحابی حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کر دیا۔ جن سے اسامہؓ بن زید پیدا ہوئے۔

اس خاتون کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ ان کے دونوں شوہر مسلمان تھے اور ان کے دونوں بیٹوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے ایمنؓ بن عبید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خدمت گاروں میں سے تھے۔ بعض کے مطابق یہ آپؐ کو لوٹا دینے پر معمور تھے۔ یہ غزوۂ حنین کے ان دس ثابت قدم صحابہؓ میں سے تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد دشمنوں سے بچانے کے لئے گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ اس غزوہ میں یہ نہایت بہادری سے شہید ہوئے۔ حضرت ام ایمنؓ کے دوسرے بیٹے اسامہؓ بن زید سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ "حُبِ رسولؐ" کے لقب سے مشہور تھے۔

حضرت ام ایمنؓ نے غزوۂ احد، غزوۂ حنین، اور غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ یہ کئی احادیث کی راوی ہیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر مرثیہ بھی لکھا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کا بڑا مان رکھتے تھے اور ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔ حضرت ام ایمنؓ کی وفات کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔ شاید یہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں فوت ہوئیں۔

ایک بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جانثاروں میں سے کوئی بھی حضرت ام ایمنؓ کے مرتبے پر اس لحاظ سے نہیں پہنچ سکتا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہؓ کی کنیز ہونے کی حیثیت سے اس وقت سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدائش مبارک، لڑکپن، شباب، وقتِ نبوت اور حتیٰ کہ وصال تک آپؐ کے ساتھ رہیں۔

اس خاتون نے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اجداد کا زمانہ دیکھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال اور آپؐ کی تمام اولاد نے حضرت ام ایمنؓ کے سامنے انتقال فرمایا۔

□□□□□

حضرت شیماؓ بنتِ حارث

حضرت شیماؓ بنت حارث بنیادی طور پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رضاعی بہن ہیں۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بچپن میں اپنی والدہ حضرت حلیمہؓ سعدیہ کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پرورش و نگہداشت میں حصہ لیا۔ "السیرۃ الحلبیہ" میں ہے کہ اس کے پیشِ نظر آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں ماں کہہ کر پکارا۔ بڑی بہن ماں کے برابر ہے کیونکہ وہ چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔ ان کا تفصیلی ذکر "رضاعی بہنوں" میں کیا گیا ہے۔

□□□□□

حضرت سلمیٰؓ بنتِ ابوذوہب

حضرت سلمیٰ بنت ابوذوہب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں کیونکہ یہ حضرت حلیمہؓ کی بہن ہیں۔ جب یہ ملنے آتیں تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی عزت و تکریم فرمایا کرتے تھے اور تحفے تحائف دیا کرتے تھے۔ "اسد الغابہ" میں ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں ماں کہہ کر بلاتے تھے۔ ان کا تفصیلی ذکر "رضاعی خالہ" میں کیا گیا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ——

خالائیں

فریعہؓ بنتِ وہب زہریہ

یہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حقیقی خالہ تھیں۔ یعنی یہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کی سگی بہن تھیں۔

مختصر حالات

حضرت فریعہ بنت وہب کے بارے میں لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں اپنے ہاتھ پر اٹھا لیا اور فرمایا کہ جو شخص میری خالہ کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ دیکھ لے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جعفر نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے اور اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ ان کے مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

خالدہؓ بنتِ اسود

انہیں بھی آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خالہ کہا گیا ہے۔

مختصر حالات

ان کا نسب یہ ہے: خالدہؓ بنت اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ قرشیہ زہریہ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر تشریف لائے تو وہاں ایک عورت کو بیٹھے دیکھا۔ دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ خالدہؓ بنت اسود بن عبد یغوث ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ایک خالہ۔

ابن حبیب کے بقول خالدہؓ بنت اسود نے ہجرت کی۔ یہ بڑی پارسا خاتون تھیں۔
ابو موسی نے بھی ذکر کیا ہے۔

□□□□□

ام سلیمؓ بنتِ ملحان

آبائی سلسلے سے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنت زید کی پوتی تھیں۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ "اکثر سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت ام سلیمؓ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ مشہور تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت ام سلیمؓ کو اس لیے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خالہ کہا جاتا تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پردادی (حضرت عبدالمطلبؓ کی والدہ) سلمٰی کا تعلق بھی بنونجار سے تھا۔ اور حضرت ام سلیمؓ سلمٰی کے بھائی کی پوتی تھیں۔ اسی نسبت سے وہ اور ان کی بہن ام حرامؓ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خالہ مشہور ہو گئی تھیں۔ اگرچہ یہ رشتہ دور کا تھا لیکن سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نزدیک اس کی بڑی قدروقیمت تھی"۔

نام و نسب

ان کے اصل نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان کا نام رمیلہ' رملہ' یا رمیثہ کہا جاتا ہے۔ ام سلیمؓ اور ام انسؓ ان کی کنیت ہے۔ ام سلیمؓ کی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ اور لقب غمیصاء یا رمیصا ہے۔ یہ ام حرامؓ بنت ملحان کی سگی بہن ہیں۔ ان کے ماں اور باپ دونوں کا تعلق انصار کے قبیلہ نجار سے تھا۔ لیکن ان کے والد ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب رہتے مدینے میں تھے۔

نکاح اول

حضرت ام سلیمؓ کا پہلا نکاح اپنے چچا زاد مالک بن نضر بن ضمضم بن زید سے ہوا۔ ان سے خادمِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انس بن مالک پیدا ہوئے۔ جب پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حق کی طرف بلایا تو حضرت ام سلیمؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر شوہر اپنے

آبائی مذہب پر قائم رہا۔ اور ان کے قبولِ اسلام پر بھی ناراض ہوا مگر یہ نہ صرف اسلام پر قائم رہیں بلکہ اپنے ننھے بچے انسؓ بن مالک کو بھی کلمہ پڑھاتیں اور اپنے رنگ میں رنگتی رہیں۔ حضرت انسؓ اس وقت بچے تھے۔ ان کے باپ مالک بن نضر حضرت ام سلیمؓ پر خفا ہوتے کہ تم میرے بچے کو بھی بے دین کر رہی ہو۔ حضرت ام سلیمؓ انھیں بھی اسلام قبول کرنے پر اصرار کرتیں۔ غرض کشیدگی اس قدر بڑھی کہ مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

نکاحِ ثانی

حضرت ام سلیمؓ بیوہ ہوئیں تو ہر طرف سے نکاح کے پیغام آنے لگے۔ لیکن انھوں نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ جب تک میرا بچہ مجلسوں میں اٹھنے 'بیٹھنے اور گفتگو کرنے کے قابل نہ ہو جائے' میں نکاح نہیں کروں گی۔ اور اس خیال سے کہ کہیں سوتیلے باپ سے حضرت انسؓ کو تکلیف نہ ہو' کہنے لگیں کہ جب انسؓ ہی نکاح پر رضامند ہو گا تو کروں گی۔ جب حضرت انسؓ سن شعور کو پہنچے تو ام سلیمؓ کے قبیلہ کے ایک شخص ابو طلحہ نے نکاح کا پیغام دیا۔ مگر مالک کی طرح یہ بھی مشرک تھے۔ ام سلیمؓ کے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اور تم کافر۔ افسوس کہ تم اس خدا کو پوجتے ہو جو ایک درخت ہے جو زمین سے اُگا ہے۔ یا جس کو فلاں حبشی نے گھڑ کر تیار کیا ہے۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو اسی کو میں اپنا مہر سمجھ لوں گی اور کسی چیز کا تقاضا نہیں کروں گی۔ ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور حضرت ام سلیمؓ نے اپنے بیٹے انسؓ بن مالک سے کہا کہ اب تم ان سے میرا نکاح کر دو۔ اس طرح حضرت ام سلیمؓ کا مہر اسلام قرار پایا۔ حضرت انسؓ کہا کرتے تھے کہ یہ مہر نہایت عجیب و غریب تھا۔ حضرت ثابتؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی عورت کا مہر ام سلیمؓ سے افضل نہیں سنا۔

مواخاتِ مدینہ اور ام سلیمؓ کی خدمات

ہجرتِ مدینہ کے چند ماہ بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرایا۔ وہ مکان حضرت ام سلیمؓ کا تھا جس میں اس مقصد کے لیے صحابہؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکٹھے ہوئے تھے۔

غزوات میں شرکت

حضرت ام سلیمؓ بھی بعض مسلمان شیر دل خواتین کی طرح غزوات میں مردوں کے ساتھ مل کر لڑا کرتی تھیں۔ اور برابر کام کرتی تھیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوات میں ام سلیمؓ سمیت انصار کی جن عورتوں کو ساتھ رکھتے تھے' وہ جنگ میں پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔

غزوۂ احد میں ام سلیم اپنے شوہر ابو طلحہؓ کے ہمراہ شریک تھیں۔ ابو طلحہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے یعنی دشمنوں کی طرف سے آنے والے تیر اور نیزے خود پر روک رہے تھے اور دوسری طرف ام سلیمؓ بڑی مستعدی سے مجاہدین کی خدمت میں مصروف تھیں۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیم کو غزوہ احد میں پائنچے چڑھائے مشک بھر بھر کر لاتے اور زخمیوں کو پانی پلاتے دیکھا۔ جب مشک خالی ہو جاتی تھی تو یہ پھر بھر لاتی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ خیبر کے لیے تشریف لے چلے تو حضرت ام سلیمؓ بھی دوسری صحابیات کے ہمراہ لشکر کے ساتھ چل دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو ناراض لہجے میں پوچھا۔ کہ تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان! ہم اون کاتتے ہیں اور اس سے خدا کی راہ میں اعانت کرتے ہیں۔ ہمارے پاس زخمیوں کے علاج کے لیے سامان ہیں۔ ہم لوگوں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا جواب سن کر انھیں اجازت دے دی۔

ام سلیمؓ غزوۂ خیبر میں بھی شریک تھیں اور جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت صفیہؓ بنت حیی سے نکاح ہوا تو اس موقع پر ام المومنین حضرت صفیہؓ کو دلہن بنانے کی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلیم کو سونپی۔

غزوہ حنین میں ام سلیم ایک خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے تھیں۔ جب ان کے خاوند ابو طلحہؓ نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ام سلیمؓ کو دیکھیں یہ خنجر لیے کھڑی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ اس خنجر کا کیا کرو گی۔ بولیں "اگر کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی"۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے۔ حضرت ام سلیمؓ نے کہا "یا رسول اللہ

صلی اللہ علیک وسلم! مکہ کے جو لوگ فرار ہو گئے ہیں۔ ان کے قتل کا حکم دیجیے"۔ ارشاد ہوا کہ خدا نے خود ان کا انتظام کر دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام سلیمؓ کی محبت

حضرت ام سلیمؓ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جایا کرتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے۔ حضرت ام سلیمؓ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے گھر تشریف لاتے اور آرام فرماتے تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک اور گرے ہوئے موئے مبارک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام وہیں نماز ادا فرماتے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مشکیزے سے پانی پیا تو یہ فوراً اٹھیں اور مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس تبرک کے طور پر رکھ لیا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹ مبارک مس ہوئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حج سے فارغ ہو کر منی پر اپنے بال مبارک ترشوائے تو حضرت ام سلیمؓ نے اپنے شوہر طلحہؓ سے کہا کہ حجام سے ان بالوں کو مانگ لو۔ جب طلحہؓ نے مبارک بال حاصل کر لیے تو انھوں نے ان کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے بہت محبت فرماتے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان پر رحم آتا ہے کہ ان کے بھائی نے میری اعانت میں شہادت پائی ہے۔

ایک بار حج کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ تشریف لے جانے لگے تو حضرت ام سلیمؓ سے فرمایا۔ کیا تم اس سال ہمارے ساتھ حج کرنے نہیں جاؤ گی۔ انھوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے شوہر کے پاس دو سواریاں تھیں اور وہ ان دونوں سواریوں پر اپنے بیٹے کے ہمراہ حج کے لیے چلے گئے ہیں اور مجھے چھوڑ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ازواجِ مطہرات کے ہمراہ سوار کرا دیا۔ راستہ میں عورتوں کے اونٹ پیچھے رہ گئے۔ ہانکنے والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام انجشہؓ تھے۔ انھوں نے حدی خوانی کی تو اونٹ دوڑنے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب آگئے اور فرمایا۔ انجشہؓ آہستہ

آہستہ! شیشے ہیں شیشے۔

خصوصیاتِ ام سلیمؓ

حضرت ام سلیمؓ بہت صابر اور مستقل مزاج تھیں۔ ان کا بیٹا ابو عمیر بڑا لاڈلا اور پیارا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو صبر سے کام لیا اور گھر والوں کو بھی منع کیا کہ ابو طلحہؓ کو آتے ہی یہ خبر نہ سنائیں۔ جب رات کو ابو طلحہؓ آئے تو ان کو اطمینان سے کھانا کھلایا۔ وہ اطمینان سے بستر پر لیٹے۔ کچھ رات گزرنے کے بعد ام سلیمؓ نے ان سے کہا کہ اگر کوئی امانت دے اور بعد میں اپنی امانت مانگے تو کیا تم واپس دینے سے انکار کرو گے۔ ابو طلحہؓ نے کہا، نہیں۔ تو ام سلیمؓ نے انہیں بیٹے کے بارے میں بتایا۔ ابو طلحہؓ کو بہت غصہ آیا کہ پہلے کیوں نہ بتایا۔ صبح انہوں نے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خدا نے اس رات تم دونوں کو بڑی برکت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ آہٹ کس کی ہے تو کہا گیا کہ یہ انسؓ کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہیں۔

حضرت ام سلیمؓ بڑی صاحبِ عقل و کمال والی خاتون تھیں۔ انہوں نے نہایت دقیقہ شناس اور نکتہ رس دماغ پایا تھا۔ ابنِ اثیر نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ عقل مند عورتوں میں سے تھیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ انہیں حدیث کا علم بھی تھا۔ لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے اور شکوک رفع کرتے تھے۔ ایک بار حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت عبداللہؓ بن عباس میں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا تو دونوں نے انھی کو حکم قرار دیا۔

انہیں اسلام سے بہت محبت تھی اور صاحبِ اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ہمیشہ کے لئے جلوہ افروز ہوئے تو ہجرت کے چند ہی دنوں کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے انسؓ بن مالک کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دے دیا۔

حضرت انسؓ بن مالک غلام نہ تھے مگر ہمیشہ کے لئے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں آگئے۔ اس وقت حضرت انسؓ بن مالک کی عمر دس برس تھی۔

راویٔ حدیث

حضرت ام سلیمؓ سے چند احادیث مروی ہیں۔ جن کو حضرت انسؓ، حضرت ابنِ عباس، زید بن ثابت، ابو سلمہ اور عمرو بن عاصم نے ان سے روایت کیا ہے۔ لوگ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔

اولاد

حضرت ام سلیمؓ کے پہلے خاوند سے انسؓ اور دوسرے خاوند ابو طلحہؓ سے ابو عمیر اور عبداللہ بن ابو طلحہ پیدا ہوئے۔

حضرت انسؓ بن مالک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے۔ جب ان کی والدہ ام سلیمؓ ان کو لے کر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! انس آپؐ کا خدمت گزار ہے، اس کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے اللہ تو اس کے مال اور اولاد میں برکت دے اور جو کچھ تو اسے عطا کرے، اسے اس کے لئے مبارک کر۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ میری ماں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئیں اور کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ میرا بیٹا ہے اور لکھنا بھی جانتا ہے۔ اسے اپنی خدمت میں رکھئے"۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کی خدمت میں نو برس رہا اور آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کام بُرا تھا۔

انسؓ بن مالک کی کنیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "ابو حمزہ" رکھی۔ حمزہ ایک ترکاری کا نام ہے اور انس اس کو نہ کھاتے تھے۔

حضرت انسؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کثرتِ مال و اولاد کی دعا دی تھی۔ چنانچہ ان کے اسی بیٹے اور حفصہ اور ام عمرو نامی دو بیٹیاں تھیں۔ بعض لوگوں کے مطابق ان کی وفات کے وقت ان کے ایک سو بیس بیٹے تھے۔

حضرت ام سلیمؓ کے دوسرے بیٹے ابو عمیر سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت محبت فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی آپ ام سلیمؓ کے گھر جاتے تو ابو عمیر سے پیار سے باتیں کیا

کرتے۔ ایک دن ان کے ہاں تشریف لائے تو ننھے ابو عمیر اداس بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیمؓ سے پوچھا کہ کیا بات ہے' آج ابو عمیر خاموش ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی ایک چڑیا تھی جس سے یہ کھیلا کرتا تھا۔ وہ آج مر گئی ہے' اس لیے یہ افسردہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ننھے ابو عمیر کو قریب بلایا اور پیار سے ان کی چڑیا کی وفات پر تعزیت کی کہ اے ابو عمیر تیری چڑیا نے یہ کیا کیا۔ یہ سن کر ابو عمیر ہنس پڑے اور پھر کھیل کود میں مشغول ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جملہ ضرب المثل بن گیا۔ ابو عمیر کم سنی میں فوت ہو گئے۔

ابو عمیر کی وفات کا حضرت ابو طلحہؓ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ ابو عمیر کی وفات کے بعد ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ "پھر عبداللہ کی جوانی اور شادی کے بعد خدا نے انہیں اسحاق دیا۔ انہیں خدا نے برکت دی اور اسحاق اور ان کے بھائیوں کی تعداد دس تھی اور سب نے اپنے باپ سے علم حاصل کیا"۔

□□□□□

ام حرامؓ بنت ملحان

یہ بنو نجار سے تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ مشہور تھیں۔

نام و نسب

یہ ام حرامؓ کی کنیت سے مشہور تھیں۔ ابن اثیر انھیں رمیصاء یا غمیصا لکھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان کا اصل نام معلوم نہیں ہے۔

یہ بنی خزرج کے خاندان نجار سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ ام حرامؓ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔ ان کی والدہ ملکیہ تھیں۔ جو مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی بیٹی تھیں۔

حضرت ام حرام اپنے آبائی سلسلے سے سلمٰی بنت عمرو بن زید کے بھائی کی پوتی تھیں۔ اور سلمٰی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ تھیں۔ اس نسبت سے انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ کہا جاتا ہے۔ یہ ام سلیمؓ کی حقیقی بہن

اور حضرت انس بن مالک کی سگی خالہ ہیں۔ ان کے سگے بھائی حرامؓ بن ملحان بیر معونہ میں شہید ہوئے تھے۔

نکاح اول و ثانی

ام حرامؓ کا نکاح عمرو بن قیس سے ہوا۔ عمرو کا نسب یہ ہے۔ عمرو بن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی۔ ان کی کنیت ابو عمر اور ابوالحکم ہے۔ ام حرام' ان کے بہن بھائیوں' اور خاوند عمرو بن قیس' اور بیٹے قیس بن عمرو نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی۔ غرض اس گھرانے کے سارے مردوں اور عورتوں نے شروع میں ہی اسلام قبول کیا۔

ابو معشر اور واقدی اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ کے مطابق عمرو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ اور سب کا اتفاق ہے کہ یہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے احد کے شہداء میں ان کا ذکر یوں کیا ہے کہ بنی نجار کے قبیلہ بنی سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار سے عمرو بن قیس اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب ایسا ہی بیان کیا ہے اور ان کو بدری لکھا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انھیں نوفل بن معاویہ نے قتل کیا تھا۔ "المشاہد" میں حکم رحمان علی بھی ان کے قاتل کا نام نوفل بن معاویہ دیلی کا ذکر کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ ابو عمر نے ان کے بدری ہونے پر اختلاف کیا ہے مگر یہ غزوۂ احد میں اپنے والد کے ہمراہ شریک تھے اور شہید ہوئے۔

غزوۂ احد میں عمرو بن قیس کی شہادت ہوئی اور کچھ عرصہ بعد حضرت ام حرامؓ کا دوسرا نکاح حضرت عبادہؓ بن صامت سے ہوا۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کا مکان قبا سے متصل تھا۔ جو غربی جیسے پتھریلے علاقے کے کنارے واقع ہے۔ حضرت ام حرامؓ نکاحِ ثانی کے بعد اس مکان میں آ گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت

ابن سعد' ابن حجر' ابن اثیر اور زرقانی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام حرام کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ ان کو دیکھنے کے لیے ان کے ہاں

تشریف لے جایا کرتے اور ان کے گھر آرام فرماتے۔

"سیر الصحابیات" میں لکھا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی قبا کی طرف تشریف لے جاتے تو حضرت ام حرامؓ کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے۔

شہادت کی خوشخبری

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں شہادت کی خوشخبری سنائی۔

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ جس واقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو شہادت کی خبر سنائی، وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور کھانا کھانے کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سو گئے اور مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوے کے ارادے سے سوار ہیں۔ حضرت ام حرامؓ نے التجا کی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ میں بھی اس میں شامل ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا فرمائی اور سو گئے۔ دوبارہ اٹھے تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو۔ اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی۔

شہادت اور مدفن

حضرت امیر معاویہ جو حضرت عمرؓ کی طرف سے شام کے حاکم تھے۔ انھوں نے کئی بار جزائر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر انھوں نے اجازت نہ دی۔ جب حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں امیر معاویہ نے ارادہ ظاہر کیا تو حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر انھوں نے جزیرۂ قبرص پر حملہ کرنے کے لیے ایک بیڑا تیار کیا۔ اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے۔ حضرت ابوذرؓ حضرت ابودرداؓ وغیرہ۔ اس موقع پر حضرت ام حرامؓ بھی اپنے شوہر عبادہؓ بن صامت کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ جب بیڑا حمص کے ساحل سے روانہ ہوا اور قبرص فتح ہو گیا تو واپسی پر حضرت ام حرامؓ سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں۔ لوگوں نے انھیں وہیں دفن کر دیا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ جب سمندر عبور کر چکے تو چوپائے پر سوار ہوئیں جس نے انھیں گرا دیا اور یہ فوت ہوئیں۔ یہ واقعہ جنگِ

قبرص میں پیش آیا۔ ابنِ اثیر اور نیاز فتح پوری ۲۷ ہجری اور ۲۸ ہجری کو حضرت ام حرامؓ کی وفات کا ذکر کرتے ہیں۔

راویۂ احادیث

حضرت ام حرامؓ سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت انسؓ، عمرو بن اسود، حضرت عبادہؓ بن صامت، عطاء بن یسار، یعلی بن شداد بن اوس نے ان کی سماعت پر اعتبار کیا ہے اور ان کے سلسلہ سے حدیث بیان کی ہے۔

اولاد

حضرت ام احرامؓ کے تین بیٹے تھے، پہلے شوہر عمرو بن قیس سے قیس بن عمرو اور عبداللہ بن عمرو اور دوسرے شوہر سے محمد بن عبادہؓ بن صامت پیدا ہوئے۔ قیس بن عمرو کی غزوۂ بدر میں شرکت میں اختلاف ہے۔ ابنِ کلبی نے ان کو شرکاء بدر میں شمار کیا ہے۔ ابنِ اسحاق نے انھیں غزوۂ احد کے شہدا میں ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن قیس "ابنِ ام حرام" کے نام سے مشہور تھے۔ انھوں نے بڑی لمبی عمر پائی۔ ابراہیم بن ابی عبلہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن ام حرامؓ انصاری کو دیکھا ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی۔ جب میں نے انھیں دیکھا تو ان کے جسم پر خاکی رنگ کا ایک سوتی کپڑا تھا۔

□□□□□
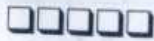
فاختہ بنتِ عمرو الزہریہ

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ تھیں۔ فاختہ بنت عمرو کا نسب یہ ہے۔ فاختہ بنت عمرو بن عائذ بن مخزوم

مختصر حالات

جابرؓ بن عبداللہ نے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خالہ

فاختہ بنت عمرو کو ایک غلام عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اس غلام کو نہ قصاب بنانا، نہ سنار اور نہ حجام۔ ان کا ذکر ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے کیا ہے۔

غزوہ طائف میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی خالہ فاختہ بن عمرو کا ایک آزاد کردہ مخنث غلام ماتع بھی تھا۔ یہ شخص کبھی کبھی امہات المومنین کے حجروں میں چلا جاتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں منع نہیں کرتے تھے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے خالد بن ولید یا عبداللہ بن ابی امیہ سے کہتے سنا کہ غزوۂ طائف میں فتح ہوجائے تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ کو ضرور حاصل کرنا کیونکہ جب وہ سامنے ہوتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل ہوتے ہیں اور پیچھے سے آٹھ بل ہوتے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین کو ہدایت فرمائی کہ آج کے بعد ماتع کو اپنے حجروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ محمد بن منکدر اور صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دور حکومت میں ماتع کو جلاوطن کرکے فدک کے مقام پر بھیج دیا تھا۔ جہاں وہ تنہا رہا کرتا تھا۔

□□□□□

ام المنذر بنتِ قیس

ام المنذر بنت قیس انصاریہ تھیں۔ ابو نعیم نے انھیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ بتایا ہے۔

نام و نسب

ام المنذر کا نام سلمٰی تھا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ عدویہ اور انصاریہ میں کوئی فرق نہیں کیونکہ عدی بن نجار کا تعلق انصار سے ہے۔ ابو نعیم نے انھیں بنو مازن بن نجار میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ سلیط بن قیس کی بہن تھیں پھر انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ کہا ہے۔ اس سے ابو عمر کے قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ بنو عدی بن نجار آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیال تھے۔

مختصر حالات

انھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی ہے۔ سلیط بن ایوب نے ام المنذر

سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت علیؓ بھی ان کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھے اور انگور کے گچھے لٹکے ہوئے تھے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور ان کو کھانے لگے۔ حضرت علیؓ نے بھی کھانا چاہا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا تو حضرت علیؓ رک گئے۔ ام المنذر جو اور سبزی پکا رہی تھیں۔ اتنے میں وہ لے آئیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ نے فرمایا۔ تمہارے لیے یہ مناسب ہے، یہ کھالو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ام المنذر پر بہت اعتماد تھا اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ———

رضاعی خالہ

حضرت سلمیٰؓ بنتِ عبداللہ بن حارث

حضرت سلمیٰ حضرت حلیمہؓ سعدیہ کی سگی بہن ہیں۔ حضرت حلیمہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ ہی نہیں بلکہ سرورِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابتدائی اور قیمتی سالوں میں پرورش و خدمت کرنے والی خاتون بھی ہیں۔ حضرت حلیمہؓ کی نسبت سے حضرت سلمیٰ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ لگتی ہیں۔

نام و نسب

حضرت حلیمہؓ اور سلمیٰ کے والد سعد بن بکر کے کنبہ سے تھے اور ان کا اصل نام عبداللہ بن حارث تھا۔ اُن کا نسب آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے حضرت الیاس سے جاملتا ہے۔ الیاس مضر کے بیٹے تھے اور حضرت حلیمہؓ کا نسب الیاس کے ایک بیٹے قیس عیلان تک جاتا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد بنو مضر میں جمع ہوتا ہے۔ غطفان ہوازن، سلیم اور عازن کے قبائل انہی قیس کی اولاد ہیں۔

حضرت سلمیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آیا کرتیں

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملنے آیا کرتیں۔ ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں کہ یہ کب اور کس کس موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ یہ ملنے آیا کرتیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ فتحِ مکہ کے موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آئیں۔ مودودی لکھتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے موقع پر یہ تشریف لائیں اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ کی وفات کی اطلاع دی۔ اس اطلاع سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے رخصت ہونے لگیں تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دو سو درہم اور کپڑے اور سواری کے لیے کجاوے سمیت ایک اونٹ بھی عطا فرمایا۔

ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ رضاعی خالہ حضرت سلمیٰ بنت ابوذوہیب جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آتیں تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ماں کہہ کر مخاطب کرتے اور بیٹھنے کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا کرانہیں خوش آمدید کہتے۔ کتنی مقدس ہیں وہ ہستیاں، جن کے استقبال کے لیے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر مقدس کو زمین پر بچھا دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر صحابہ کو اہلِ حنین کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حلیمہؓ اور ان کے عزیزوں اور گھر والوں کے ساتھ اپنے بچپن کا بہترین حصہ گزارا تھا۔

قبولِ اسلام

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ جعفری اور مستغفری نے حضرت سلمیٰ بنت ابوذوہیب کو صحابیات میں شامل کیا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی —— چچیاں

غزیہ بنت قیس

غزیہؓ بنت قیس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے چچا حارث بن عبد المطلب بن ہاشم کی بیوی ہیں۔ یعنی یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی چچی ہیں۔

نسب

ان کا نسب یہ ہے: غزیہؓ بنت قیس بن ظریف۔ شاہ معین الدین ان کے نسب میں یوں اضافہ کرتے ہیں "بن عبد العزیٰ بن عمیرہ بن ودیعہ بن حارث"۔

اولاد

غزیہؓ بنت قیس کے بیٹے مغیرہ ہیں۔ مغیرہ ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ شکل و شباہت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتے جلتے تھے۔ یہ پہلے اسلام دشمن تھے۔ اور بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت ابوسفیان کی بیٹی اور غزیہؓ بنت قیس کی پوتی ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہے۔

غزیہ کے دوسرے بیٹے نوفلؓ بن حارث بن عبد المطلب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے محبت کرتے اور ان کی خبر گیری فرماتے تھے اور ان کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کروائی تھی اور ان کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ نوفلؓ بن حارث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور حنین کی ابتدائی بدحواسی میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اس غزوے میں انہوں نے اسلامی لشکر کی مدد کے لئے تین ہزار تیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا "اے نوفلؓ! میں دیکھ

رہا ہوں کہ تمہارے تیر دشمنوں کی پیٹھوں کو بر مار رہے ہیں"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت نوفل بن حارث اور حضرت عباسؓ بن عبد المطلب میں مواخات کرا دی اور قیام کے لیے دو مکان مرحمت فرمائے۔ ایک مکان رحبۃ القضا میں جو مسجد نبوی کے متصل تھا اور دوسرا مکان بازار میں ثنیۃ الوداع کے راستہ پر تھا۔

تیسرے بیٹے ربیعہ بن حارث ہیں۔ ربیعہ تجارت میں حضرت عثمانؓ کے شریک تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ۲۳ ہجری میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے عہد میں فوت ہوئے۔

چوتھے بیٹے عبداللہ بن الحارث بن عبد المطلب ہیں۔ ان کا نام پہلے عبد شمس تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام عبد شمس سے بدل کر عبداللہؓ رکھ دیا۔ عبداللہؓ کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں صفرا کے مقام پر ہوئی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اور اس وقت فرمایا "یہ سعید ہے' ان کو ان کی سعادت نے اٹھا لیا۔" ان کا تذکرہ ابو عمر نے کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کو صعب وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

□□□□□

حضرت عاتکہؓ بنت وہب

حضرت عاتکہؓ بنت وہب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت زبیرؓ بن عبد المطلب کی بیوی ہیں۔

مختصر حالات

حضرت عاتکہؓ بنت وہب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حقیقی ماں کی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا مگر کسی دوسری خاتون کو ماں کہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معزز خاتون میں ماں کی جھلکیاں ہیں کہ وہ خاتون بھی ماں کی طرح عزیز ہے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس خاتون کو ماں کہا' وہ یقیناً "اپنے افکار و کردار سے ماں کہلوانے کے قابل ہوگی۔ عاتکہؓ بنت وہب کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے اصل ذمہ دار تو حضرت ابو طالبؓ اور ان کی زوجہ محترمہ فاطمہؓ بنت

اسد تھیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و نگہداشت میں حضرت عاتکہؓ برابر کی حصہ دار تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زبیرؓ کی بیوی حضرت عاتکہؓ کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور زبیرؓ اور ان کی بیٹیوں سے ہمیشہ حسن سلوک فرماتے اور خیبر کی جائیداد سے انہیں وافر مقدار میں حصہ دیا۔ حضرت عاتکہؓ کے بیٹے عبداللہؓ بن زبیر کو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے چچا کے بیٹے اور میرے دوست فرمایا کرتے۔ کبھی انہیں میری ماں کے بیٹے اور میرے محب فرماتے۔

حضرت زبیر بن عبدالمطلبؓ انسان دوست تھے۔ انہی کی تحریک پر حلف الفضول کا قیام ہوا۔ حلف الفضول کے قیام کی کوششوں سے حضرت زبیرؓ کی نیکی اور رحم دلی ظاہر ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاہدے میں شریک تھے اور اعلان نبوت کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلے میں اگر مجھ کو سرخ اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا اور آج بھی کوئی مجھے ایسے ہی معاہدے کے لئے بلائے تو میں حاضر ہوں گا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی اور اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل عرب کے جھگڑے کو اس طرح ختم کیا کہ اپنے دست مبارک سے حجر اسود نصب فرمایا۔ اس موقع پر حضرت زبیرؓ بھی اپنے خاندان کے ساتھ کعبے کی تعمیر میں شریک تھے اور ان لوگوں کے ذمہ بنیادوں میں مٹی بھرنے کا کام تھا۔ اس موقع پر حضرت زبیرؓ بن عبدالمطلبؓ نے کچھ اشعار کہے۔ ابن ہشام نے ان کے دس اشعار کا ذکر کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت عبداللہؓ بن زبیرؓ کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جنگِ اجنادین میں نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے کہ ان کے گرد دشمنوں کی لاشوں کا ڈھیر تھا۔

□□□□□

حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالبؓ کی بیوی ہونے کی وجہ سے چچی ہیں اور اس کے علاوہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدامن ہونے کی وجہ سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن بھی ہیں۔ ہم نے ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن کے ذکر میں کیا ہے۔

□□□□□

ام الفضل بنتِ حارث

یہ خاتون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ ام المومنین حضرت میمونہؓ بھی ان کی بہن ہیں مگر یہاں ان کا ذکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی کی حیثیت سے کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی زوجہ ہیں۔

نام و نسب

ان کا نام لبابہؓ بنت حارث ہے مگر یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ان کا لقب کبریٰ بھی ہے۔ انہیں لبابہ الکبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قبیلہ بنوہلال سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے: لبابہؓ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن دویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن معصعہ ہلالیہ۔ ان کی والدہ قبیلہ کنانہ سے تھیں' ان کا نام ہند بنت عوف تھا۔

نکاح

حضرت ام الفضلؓ کا نکاح حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے ہوا۔

اسلام

ابن سعد کہتے ہیں کہ ام الفضلؓ نے حضرت خدیجہؓ کے ایمان کے بعد سب عورتوں میں سے پہلے اسلام قبول کیا۔ یہ اسلام اور صاحبِ اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت محبت کیا کرتی تھیں۔ اسلام سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ غزوۂ بدر میں ابولہب شریک جنگ نہ ہوا تھا مگر قریش کی ذلت آمیز شکست کی خبر جب مکہ پہنچی تو گھر گھر صف ماتم بچھ گئی۔ نامراد ابولہب غم سے اس قدر نڈھال ہو گیا کہ چلتے ہوئے اس کے قدم لڑکھڑاتے تھے۔ وہ اسی حالت میں اپنے بھائی حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے گھر پہنچا اور حضرت عباسؓ کے غلام ابو رافعؓ کے قریب بیٹھ گیا جو تیر سازی کر رہے تھے۔ اتنے میں ابوسفیانؓ بن حارث وہیں پہنچ گئے۔ یہ غزوۂ بدر سے آئے تھے۔ ابولہب نے انہیں آواز دی کہ بھتیجے میرے پاس آؤ۔ وہ

آئے اور ابولہب کو جنگ کے حالات بتاتے ہوئے کہنے لگے کہ مسلمانوں کے سامنے اس غزوہ میں ہماری حیثیت مردے کی طرح تھی' انہوں نے جس طرح چاہا ہمیں مارا اور جسے چاہا قید کر لیا۔ وہاں ایک عجیب نظارہ یہ تھا کہ ابلق گھوڑوں پر سوار سفید پوش آدمیوں نے مار مار کر ہمارا بھرتا بنا دیا۔ معلوم نہیں کہ وہ کون تھے۔ ابو رافعؓ فوراً پکار اٹھے "وہ فرشتے تھے"۔ یہ سن کر ابولہب غصہ سے بھڑک اٹھا اور ابو رافعؓ سے گتھم گتھا ہو گیا۔ ابو رافعؓ کمزور تھے۔ جب انہیں ابولہب مارنے پیٹنے لگا تو حضرت عباسؓ کی بیوی **ام الفضلؓ** نے غصہ میں آکر ایک موٹا لٹھ لے کر اس زور سے ابولہب کے سر پر مارا کہ خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ پھر کڑک کر بولیں۔ اس کا آقا موجود نہیں' اس لیے تو اسے کمزور سمجھ کر مارتا ہے۔ ابولہب اپنی بھاوج سے مار کھا کر چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی محبت

حضرت **ام الفضلؓ** کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر جاتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ اقدس اپنی گود میں رکھ کر بالوں میں کنگھی کیا کرتیں۔ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ "قبل و بعد نبوت کسی عورت کو یہ شرف حاصل نہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک اپنی گود میں رکھ کر بال صاف کرتی یا سرمہ لگاتی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند فرماتے لیکن یہ شرف خصوصیت سے **ام الفضلؓ** ہی کو حاصل تھا کہ یہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بال صاف کرتیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت **ام الفضلؓ** کو دیکھنے کے لئے اکثر ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور ان کے گھر میں دوپہر کے وقت تھوڑی دیر آرام فرمایا کرتے تھے۔

حجۃ الوداع اور ام الفضلؓ

حضرت **ام الفضلؓ** نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج بھی کیا ہے۔ حجۃ الوداع میں لوگوں کو عرفہ کے دن شبہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے ہیں تو انہوں نے حضرت **ام الفضلؓ** سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فوراً آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ یہ دودھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پی لیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے نہ تھے اور اس طرح لوگوں کی تشفی ہو گئی۔

حضرت حسینؓ کی پرورش و رضاعت

ایک بار حضرت **ام الفضلؓ** نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ایک عضو میرے گھر میں ہے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ان شاء اللہ فاطمۃؓ الزہرا کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اور تم اسے دودھ پلاؤ گی اور اس کی پرورش کرو گی"۔ اور جب حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے تو حضرت **ام الفضلؓ** نے انہیں دودھ پلایا اور پالا۔ ایک بار حضرت امام حسینؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کر دیا تو حضرت **ام الفضلؓ** نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود سے لے لیا اور جھڑکا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا "تم نے میرے بچہ کو جھڑک کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے"۔ پھر پانی منگوا کر پیشاب دھویا گیا۔

دوشنبہ کا روزہ رکھتیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے یوم پیدائش پر ہر ہفتے دوشنبہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت **ام الفضلؓ** بہت عابدہ زاہدہ تھیں۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم پیدائش کے حوالے سے ہر دوشنبہ کو روزہ رکھتی تھیں۔ یہ پنجشنبہ کو بھی روزہ رکھا کرتی تھیں۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو بالالتزام روزہ رکھتی تھیں۔

راویؓ حدیث

حضرت ام الفضلؓ سے تیس احادیث مروی ہیں۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کے راویوں میں خیرالامت حضرت عبداللہؓ اور عباسؓ کے دوسرے فرزند اور حضرت انسؓ بن مالک شامل ہیں۔ نیاز فتح پوری اور سعید انصاری ان راویوں کے علاوہ عبداللہ بن حارث بن نوفل، عمیر، کریب اور قابوس کا نام لکھتے ہیں۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ان کے راویوں میں عمیر حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل کے غلام تھے۔ مگر ابنِ اثیر ان کے بیٹوں میں سے دو

حضرت عبداللہؓ بن عباس اور تمامؓ بن عباس کا ذکر راویوں میں کرتے ہیں اور ان کا مقصد تمام فرزندان عباس نہیں بلکہ تمام بن عباس مراد تھے جنہیں طالب ہاشمی عبداللہ اور "دوسرے فرزندانِ عباس" لکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس نے اپنی والدہ ام الفضلؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن مغرب کی نماز ہمارے یہاں ادا کی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دردِ سر کی وجہ سے پٹی باندھی ہوئی تھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نماز میں سورۃ مرسلات کی قرآت فرمائی اور اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال ہو گیا۔

اولاد

"اسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ "یہ ان نجیب خواتین میں شمار ہوتی ہیں جنھوں نے چھ بیٹوں کو جنم دیا۔ اس عہد میں یہ شرف صرف انہیں کو حاصل ہوا۔ چونکہ ان کے سب بیٹے نہایت قابل تھے اس لیے یہ خوش قسمت سمجھی جاتی تھیں۔ فضل، عبداللہ، معبدہ، عبیداللہ، قثم، عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ ان کی اولاد ہیں۔ عرب شاعر عبداللہ بن یزید الہلالی حضرت ام الفضلؓ کی خوش نصیبی پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

○ کسی نجیب عورت نے ایک جوانمرد سے 'اس طرح چھ لڑکے نہیں جنے' جس طرح کہ ام الفضلؓ کے بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے۔

○ وہ خاتون اپنی کہولت اور عمر رسیدہ بزرگ کی وجہ سے جو رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قابلِ احترام چچا ہے، کتنی معزز اور مکرم ہے۔

وفات

حضرت ام الفضلؓ نے خلافتِ عثمانیہ میں وفات پائی اور اس وقت ان کے شوہر حضرت عباسؓ زندہ تھے۔ حضرت عثمانِ غنیؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

□□□□□

امِ سلمہؓ بنتِ محمیہ

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی بیویوں میں امِ سلمہؓ بنت محمیہ کا نام بھی ملتا ہے۔

اس لیے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی ہیں۔

امِ سلمہؓ بنت محمیہ کا نسب ام سلمہؓ بنت محمیہ بن جزء الزبیدی ہے۔ ان کی اولاد میں حضرت ام کلثوم کا ذکر ملتا ہے کہ وہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی تھیں۔ ام کلثومؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کے بدن پر اللہ کے ڈر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو گناہ اس کے جسم سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح کہ خشک درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ ام سلمہؓ بنت محمیہ کے مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

ام ولد

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی بیوی ہونے کی وجہ سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی لگتی ہیں۔

مختصر حالات

یہ ایک رومی کنیز تھیں اور ان کا نام حمیریہ تھا۔ شاہ معین الدین نے ان کا نام ام ولد لکھا ہے، ام ولدؓ یقیناً ان کی کنیت ہوگی۔

اولاد

ام ولدؓ کی اولاد میں دو بیٹے کثیر بن عباس اور تمام بن عباس ہیں اور دو لڑکیاں صفیہ اور امیمہ ہیں۔ ان کے بیٹے کثیر بن عباس کی کنیت ابو تمام ہے۔ یہ بڑے فقیہ اور عالم فاضل تھے۔ ان کی روایت ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے، عبداللہ، عبیداللہ اور قثم کو جمع کرتے اور اپنا ہاتھ ہماری طرف بڑھا کر فرماتے تم میں سے جو مجھ تک پہلے پہنچے گا۔ اسے فلاں چیز ملے گی۔ انھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے چند ماہ پہلے ۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اس قدر چھوٹا بچہ کیسے چل سکتا ہے۔

ان کے دوسرے بیٹے تمام بن عباس کے بارے میں علماء نے ان کے صحابی ہونے پر اختلاف کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے سب بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ ابو نعیم نے تذکرہ کے شروع میں تمام بن عباس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام بن عباس بن عبدالمطلب ہیں مگر زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ قثم بن عباس کی اولاد نہ تھی۔ ہاں تمام بن عباس کا ایک بیٹا تھا۔ اس کا نام بھی قثم ہے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ غالباً" غلطی سے لکھا گیا ہے، ورنہ صحیح قثم بن تمام بن عباس ہیں۔

□□□□□

جمیلہ

جمیلہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں اور اس تعلق کی بناپر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی ہیں۔ یہ قبیلۂ ہذیل سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا ایک بیٹا حارث بن عباس ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابو عمر نے حارث بن عباس کا ذکر ان کے بھائی تمام بن عباس کے ذکر میں کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عباس کے سب بیٹوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔

□□□□□

حضرت خولہؓ بنتِ قیس

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں۔

نام و نسب

ان کا نام خولہؓ ہے اور نسب یہ ہے۔ خولہؓ بنت قیس بن فہد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاریہ نجاریہ۔ یہ حضرت حمزہؓ کی بیوی تھیں۔ ان کی کنیت "ام محمد" تھی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت حمزہؓ کی زوجہ خولہ ثامر کی بیٹی تھیں۔ اور ایک روایت میں ثامر قیس بن فہد کا لقب تھا۔ یہ خولہؓ بنت قیس ہی ہیں۔ علی بن المدینی کے مطابق بھی خولہؓ بنت قیس، خولہؓ بنت ثامر ہی ہیں۔ ابنِ اثیر بھی لکھتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ ثامر

قیس بن فہد کا لقب ہو کیونکہ دونوں تراجم میں مذکور حدیث ایک ہی ہے "ان المال حلوة خضرة"۔

نکاح اول و ثانی

خولہؓ بنت قیس کا پہلا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب سے ہوا۔ حضرت حمزہؓ کو بچپن ہی سے شمشیرزنی، تیراندازی اور پہلوانی کا شوق تھا اور سیر و شکار میں غیر معمولی دلچسپی تھی۔ ان کی شخصیت اس قدر رعب دار تھی کہ کوئی ان کے مدمقابل آنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں "اسد اللہ واسد الرسول" لقب عطا فرمایا۔

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ نے ۶ نبوی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور خیال ہے کہ یہ بھی ان کے ساتھ ہی ایمان لائی تھیں اور پھر چند سال بعد ان کے ساتھ ہی ہجرت کر کے مدینہ آگئیں۔

اسلام کے پہلے جرنیل حضرت حمزہؓ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے سریہ "سریہ سیف البحر" کا سالار حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کو بنایا تھا۔

غزوۂ ذی عشیرہ اور غزوۂ بنی قینقاع میں بھی علمبردار یہی بنے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں وحشی بن حرب کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد خولہؓ بنت قیس نے حضرت نعمانؓ بن عجلان انصاری سے نکاح کیا۔ نعمان کا نسب یہ ہے: نعمان بن عجلان بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ یہ صاحب فصیح البیان شاعر تھے اور اپنی قوم کے سردار۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور پوچھا نعمان کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کی "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سخت تکلیف میں ہوں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "اے اللہ! اگر یہ مرض عارضی ہے تو مریض کو شفائے عاجل عطا فرما اور اگر اسے لمبا کرنا ہے تو نعمان کو صبر کی توفیق دے اور اگر اس کی زندگی ختم ہو رہی ہے تو اسے دنیا سے نکال کر اپنی رحمت میں جگہ دے"۔

راویٔ حدیث

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ خولہؓ بنت قیس کو نام کے اختلاف میں ام حبیبہ بھی لکھتے ہیں۔
ان کی حدیث کے راوی اہلِ مدینہ ہیں۔ یحییٰ بن محمود نے ابوبکر بن عمرو سے 'انہوں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے 'انہوں نے اسامہؓ بن زید سے 'انہوں نے نعمان بن خربوذ سے انہوں نے ام حبیبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پانی کے ایک برتن سے وضو کیا تھا۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہؓ سے ملنے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلوہ بنایا جسے سب نے کھایا۔

ابوالولید عبید سے روایت ہے کہ میں ابوعبیدہ زرقی کے ساتھ خولہؓ بنت قیس کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مالِ دنیا کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مالِ دنیا ایک شیریں اور دل کش چیز ہے۔ جو جائز طریقے سے حاصل کرے 'اسے اللہ تعالیٰ برکت عطا کرے گا اور بہت ایسے لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مال میں اس طرح تصرف کرتے ہیں 'جس طرح ان کا جی چاہتا ہے 'قیامت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔

محمود بن لبید نے حضرت خولہؓ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا 'کیا میں تمہیں خطاؤں کے کفارے کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ" (صلی اللہ علیک وسلم) ضرور ارشاد فرمائیں۔ ارشاد فرمایا "ناگواریوں میں اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد کی طرف بکثرت آمد و رفت رکھنا اور بعد از نماز دوسری نماز کا انتظار کرنا"۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں بڑی محبت اور عقیدت تھی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان پر بڑا ناز اور اعتماد تھا۔

اولاد

حضرت خولہؓ بنت قیس سے حضرت حمزہؓ کے ایک صاحبزادے عمارہ پیدا ہوئے۔ انہی کے نام کی نسبت سے حضرت حمزہ کی کنیت "ابو عمارہ" تھی۔ عمارہ لاولد فوت ہوئے۔

□□□□□

حضرت سلمیٰؓ بنتِ عمیس

حضرت سلمیٰؓ بنت عمیس حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔

مختصر حالات

سلمیٰؓ بنت عمیس قبیلۂ خثعم سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا اور وہ قبیلۂ کنانہ سے تھیں۔ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے: ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث کنانیہ۔ حضرت سلمیٰؓ بنت عمیس کا نسب یہ ہے: سلمیٰؓ بنت عمیس بن معبد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشیر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل۔
ابنِ مندہ نے اس نسب کو عمیس بن مغنم بن یتیم بن مالک بن قحافہ بن تمام بن ربیعہ بن خثعم بن اسماء بن معبد بن عدنان لکھا ہے۔ اس نسب میں انمار میں پھر اختلاف ہے کہ آیا یہ بنو معبد سے ہیں یا یمنی ہیں۔ سلمیٰؓ بنت عمیس اور اسماء بنت عمیس 'ام المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث کی بہن تھیں۔ حضرت عباسؓ کی بیوی ام الفضل بھی ان کی بہن ہیں۔ یہ نو یا دس بہنیں تھیں۔ ان سب بہنوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا "اخوت مومنات"۔

حضرت سلمیٰؓ بنت عمیس کا پہلا نکاح حضرت حمزہؓ سے ہوا۔ ان سے امامہ بنت حمزہؓ پیدا ہوئیں اور حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے شداد بن اسامہ الہادی سے نکاح کر لیا تھا اور ان سے عبداللہ اور عبدالرحمن دو لڑکے پیدا ہوئے۔

□□□□□

حضرت بنت الملہ بن مالک

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں اور اس نسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی تھیں۔

مختصر حالات

شاہ معین الدین اور نواز رومانی ان کا نام بنت الملہ لکھتے ہیں۔ نام نہیں لکھتے۔

طالب ہاشمی ان کا ذکر کرتے ہوئے بنت الملہ کی بجائے "بنت لمتہ بن مالک" لکھتے ہیں مگر نام کا ذکر یہ بھی نہیں کرتے۔

بنت الملہ کا نکاح حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب سے ہوا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا بھی تھے اور ان کی والدہ ہالہ بنت وہیب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت ثوبیہؓ نے انہیں دودھ بھی پلایا تھا۔ اس نسبت سے حضرت حمزہؓ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ سید اولاد حیدر فوق بلگرامی لکھتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کی وفات ہو گئی تو اس موقع پر حضرت عبدالمطلبؓ کی عمر اسی سال کی تھی اور ان کے بیٹے جوان تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنے بڑھاپے کی ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و پرداخت اپنے ذمہ لی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ ہالہ بنت وہیب ان کی بیوی تھیں۔ اس لیے ہالہؓ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرداخت میں انہیں بڑی سہولت ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہؓ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔

بنت الملہ کی اولاد میں یعلی اور عامر دو بیٹے تھے۔ عامر تو اپنے بھائی عمار کی طرح لاولد فوت ہوئے مگر یعلی سے چند اولادیں ہوئیں جو بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔ شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کا سلسلۂ نسل شروع ہی میں منقطع ہو گیا اور طالب ہاشمی اس میں کچھ اضافہ کرتے ہیں کہ "حضرت حمزہؓ کا سلسلہ نسب نہ بیٹیوں سے اور نہ بیٹی سے چلا۔ بعض بلوچ قبائل اپنے آپ کو حضرت حمزہؓ کی اولاد بتاتے ہیں لیکن ان کا دعویٰ قوی ثبوت کا محتاج ہے"۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

پھوپھیاں

حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی پھوپھی تھیں۔

نام و نسب

ان کے والد حضرت عبدالمطلب تھے۔ ابنِ اثیر عبدالرحمٰن ابنِ جوزی، عبدالرؤف دانا پوری اور محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب کی والدہ حضرت ہالہؓ بنتِ وہیب ہیں۔ حضرت ہالہؓ حضرت آمنہ بنتِ وہب کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت ہالہؓ بنتِ وہب کے بیٹے حضرت حمزہؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثوبیہؓ کا دودھ پیا تھا۔ اس نسبت سے یہ چچا بھتیجا اور خالہ زاد بھائی کے علاوہ رضاعی بھائی بھی تھے۔

نکاح

حضرت صفیہؓ بنتِ عبدالمطلب کا پہلا نکاح ابو سفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب سے ہوا جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ حارث کی وفات کے بعد ان کا دوسرا نکاح حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد سے ہوا۔

غزوات میں شرکت

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ کئی غزوات میں شریک ہوئیں مگر غزوۂ خندق میں ان کی جرات کی مثال ملتی ہے۔ وہ غزوۂ اُحد میں بھی شریک تھیں۔ عفان ابن مسلم کی روایت ہے کہ مسلمان کفار کی کثرت سے گھبرا کر آمادہ فرار تھے اور ایک طرح سے شکست ہو چکی تھی اس موقع پر حضرت صفیہؓ ہاتھ میں ایک نیزہ لئے ہوئے آئیں اور لوگوں کو مار مار

کر روکتی جاتی تھیں اور غصہ میں کہتی جاتی تھیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھاگتے ہو۔

غزوۂ خندق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مسلمان عورتوں اور بچوں کو انصار کے ایک قلعہ فارع یا اطم میں منتقل کر دیا اور خود اپنے تمام جانثاروں کے ہمراہ جہاد میں مشغول ہو گئے۔ یہ قلعہ بنو قریظہ کے محلے میں تھا اور بہت مضبوط تھا مگر اس قلعے کے درمیان کوئی فوجی دستہ نہ تھا۔ ایک یہودی کو شک گزرا اور وہ قلعے میں موجود لوگوں کی سُن گُن لینے لگا۔ اتفاق سے اس کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے دیکھ لیا، وہ سمجھ گئیں کہ یہ یہودی اپنے ساتھیوں کو جا کر بتا دے گا کہ قلعے میں صرف عورتیں اور بچے ہیں تو کہیں وہ میدان خالی دیکھ کر اس قلعے پر حملہ نہ کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے قلعہ کے نگران حضرت حسانؓ بن ثابت سے کہا کہ وہ اس یہودی کو قتل کر دیں۔ حضرت حسانؓ نے جواب دیا کہ میں اس یہودی سے لڑنے کے قابل ہوتا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ ہوتا۔ اہلِ سِیَر کے مطابق حضرت حسانؓ کو کوئی جسمانی یا قلبی کمزوری تھی۔ حضرت حسانؓ کا جواب سن کر حضرت صفیہؓ کو جوش آیا۔ انہوں نے خیمے کی ایک چوب اکھاڑی اور اس یہودی کے سر پر ماری جس سے وہ مر گیا۔ اسے مارنے کے بعد پھر حضرت حسانؓ کے پاس آئیں اور کہا کہ اس کا سر کاٹ لاؤ۔ انہوں نے اس میں بھی عذر کیا تو انہوں نے خود ہی اس کا سر کاٹا اور قلعے سے نیچے پھینک دیا۔ یہودیوں نے جب کٹا ہوا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اس قلعہ میں بھی مسلمانوں کی فوج موجود ہے۔ اس لئے قلعے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی تھی اس لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مالِ غنیمت میں حصہ بھی عطا فرمایا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ "صفیہؓ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے دشمنوں کے ایک آدمی کو قتل کیا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفیہ سے محبت

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صفیہؓ نے ایک ہی گھر میں پرورش پائی تھی۔ اس لیے انہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر معمولی محبت تھی۔ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان سے پیار و محبت سے پیش آتے اور ان کے بیٹے زبیرؓ بن عوام کو اکثر

پیار سے "ابنِ صفیہ" کہہ کر پکارا کرتے۔

غزوہ اُحُد میں جب حضرت صفیہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدانِ جنگ میں آتے دیکھا تو ان کے بیٹے زبیرؓ سے کہا کہ "صفیہؓ اپنے بھائی حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں"۔ جب حضرت زبیرؓ نے اپنی والدہ کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چاہتے کہ آپ اپنے محبوب اور شجاع بھائی کی لاش کو اس حالت میں دیکھیں تو کہنے لگیں "میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی ہے، مجھے یہ پسند نہیں مگر میں صبر سے کام لوں گی"۔ جب اس جواب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگاہ کیا گیا تو آپؐ نے انہیں حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے پُرنم آنکھوں سے بھائی کو دیکھا اور دعائے مغفرت کے بعد دو چادریں ان کی تدفین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیں اور واپس چلی گئیں۔ مگر ایک روایت میں ہے کہ دعائے مغفرت کے بعد آنسو ضبط نہ کر سکیں اور بے اختیار رونے لگیں۔ ان کو روتا دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اشک بار ہو گئے اور پھر حضرت صفیہؓ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا "مجھے جبریلِ امینؑ نے خبر دی ہے کہ عرشِ معلیٰ پر حمزہؓ بن عبدالمطلب کو اسدُ اللہ اور اسدُ الرسولؐ لکھا گیا ہے"۔

خصوصیات صفیہؓ

اُسُدُ الغابہ میں لکھا ہے کہ "صحیح یہ ہے کہ ان کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی پھوپھی ایمان نہیں لائیں"۔ ابنِ سعد اور حافظ ابنِ رحیم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیوں میں عاتکہ بنتِ عبدالمطلب اور اروئیؓ بنتِ عبدالمطلب کو بھی اسلام لانے والی خواتین میں شامل کیا ہے مگر حضرت صفیہؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے دعوتِ حق کے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضرت صفیہؓ کے مرثیے

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ صاحب درالمنثور کے مطابق حضرت صفیہؓ ایک فصیح شاعرہ تھیں اور تمام عرب کے نزدیک قوم، فعل، حسب، نسب اور بزرگی کے لحاظ سے خاص امتیاز کی مالک تھیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ جب اس دنیا سے رخصت

ہونے لگے تو انھوں نے اپنی بیٹیوں کو بلایا اور کہا کہ مجھ پر روؤ اور نوحہ کرو تاکہ میں سُن سکوں۔ یعنی جو گریہ وزاری تم نے میرے مرنے کے بعد کرنی ہے۔ وہ میرے سامنے کرو تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تم میری کون کون سی صفات کا ذکر کرتی ہو۔ ابنِ ہشام لکھتے ہیں کہ علماءِ شعر میں سے کوئی بھی ان اشعار سے واقف نہیں، سوائے محمد بن سعید بن المسیب کے، جنھوں نے اس کی روایت کی اور اسی طرح لکھ دیا۔ غرض باپ کے حکم کے مطابق بیٹیوں نے باپ کے سامنے مرثیے کہے اور باپ کے فضائل اور خوبیوں کا ذکر کیا۔ اس موقع پر حضرت صفیہؓ کے گیارہ اشعار نقل ہیں۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

○ رات میں نے ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اُچٹ گئی، جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی۔

○ اسی وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکنے والے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔

○ اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعویدار نہ تھا۔ جسے بندگانِ خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔

○ شیبہ (عبدالمطلبؓ) پر جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا۔ اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔

○ اس پر، جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا، اپنے ہمسروں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا، نہ کم رتبے والا اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

○ اس پر، جو بہت ہی کشادہ دست، عجیب حسن و شجاعت والا، بھاری بھر کم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

○ اس پر، جو عالی خاندان، روشن چہرہ، قسم قسم کے فضائل والا اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

○ اس پر، جو اعلیٰ شان والا، ننگ و عار سے بری، سرداروں اور خادموں پر فضل و انعام کرنے والا تھا۔

○ اس پر، جو بڑے علم والا اور سخی لوگوں میں ایک فرد، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والا، سردار شیروں کے لیے پشت پناہ تھا۔

○ اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا تو ضرور وہ اپنی فضیلت و شان

اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا لیکن بقاء کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔

حافظ ابنِ حجر نے "اصابہ" میں وہ مرثیہ بیان کیا ہے جو حضرت صفیہؓ نے اپنے بھائی حضرت حمزہؓ کی شہادت پر کہا تھا۔ اس مرثیہ کے ایک شعر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے یوں مخاطب ہوتی ہیں۔

○ آج آپؐ پر وہ دن آیا ہے کہ آفتاب سیاہ ہو گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔

پھر صفیہؓ پر وہ اہم وقت بھی آیا کہ جب آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا۔ اس موقع پر ان کے مرثیہ کے اشعار کا ترجمہ دیکھیں۔

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہماری امید تھے۔ آپ ہمارے محسن تھے، ظالم نہ تھے۔ آپ رحیم تھے، ہدایت کرنے والے اور تعلیم دینے والے تھے۔ آج ہر رونے والے کو آپؐ پر رونا چاہیے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر میری ماں، خالہ، چچا اور ماموں قربان ہوں۔ اور میں خود اور میرا مال بھی۔ کاش اللہ ہمارے آقاؐ کو ہمارے درمیان رکھتا تو ہم کیسے خوش قسمت تھے۔ لیکن حکمِ الٰہی اٹل ہے۔ آپؐ پر سلام ہو اور آپؐ جناتِ عدن میں داخل ہوں۔

ایک اور مرثیہ میں یوں کہتی ہیں "اے آنکھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات پر خوب آنسو بہا"۔

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ "حماسیات میں بھی ان کی شاعری بری نہ تھی۔ وہی جوش و خروش، وہی الفاظ کا رکھ رکھاؤ اور بندش کی وہی متانت جو حماسی شعراء کا خاصہ ہے۔ ان کے کلام میں بھی بڑی حد تک موجود ہے۔ مثلاً "کوئی ہے جو میری طرف سے قریش کو پہنچا دے کہ تم ہم پر کس بات میں حکومت کرتے ہو۔ ہمارے بزرگ بہت قدیم ہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ ہمارے لیے قریب سے کبھی جنگ کی آگ نہیں جلائی گئی۔ ہم میں تو تمام اوصاف نیکیوں کے موجود ہیں اگرچہ بعض اخلاق نقصان عار پر بھی مبنی ہیں"۔

اولاد

ابنِ اثیر ان کے پہلے شوہر حارث بن حرب سے ان کی کسی اولاد کا ذکر نہیں کرتے اور لکھتے ہیں کہ حارث بن حرب کی وفات کے بعد ان کا نکاح عوام بن خویلد سے ہوا اور دو

بچے زبیرؓ اور عبدا لکعبہ پیدا ہوئے۔ سعید انصاری طالب ہاشمی اور نیاز فتح پوری کے مطابق حارث بن حرب سے ایک بیٹا بھی پیدا ہوا تھا۔ لیکن عوام بن خویلد سے ان کی اولاد میں سعید انصاری اور طالب ہاشمی صرف زبیرؓ بن عوام کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر نیاز فتح پوری حضرت زبیرؓ کے علاوہ صائب اور عبدا لکعبہ کا نام بھی لیتے ہیں۔

طالب ہاشمی زینبؓ بنت عوام کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ یہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی بہن ہیں مگر زینب بن عوام کی والدہ کا نام نہیں لکھتے۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے بیٹے زبیرؓ بن عوام کی تربیت نہایت عمدہ طریقے سے کی تھی۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا ایک نڈر اور بہادر سپاہی بنے چنانچہ وہ حضرت زبیر سے نہایت سخت محنت اور مشقت کے کام لیا کرتیں اور سزا دینے سے بھی گریز نہ کرتیں۔ ایک بار حضرت زبیرؓ کے چچا نوفل بن خویلد نے انہیں حضرت صفیہؓ سے پٹتے دیکھا تو حضرت صفیہؓ کو بہت ڈانٹا کہ تم اس طرح بچے کو مار ڈالو گی۔ نوفل نے اپنے قبیلے اور بنو ہاشم کے لوگوں سے کہا کہ صفیہؓ کو بچے پر سختی کرنے سے روکیں۔ جب ان کی سخت گیری کا چرچا ہو گیا تو انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ رجز پڑھا کہ (ترجمہ) جس نے یہ کہا کہ میں اس (زبیرؓ) سے بغض رکھتی ہوں' اس نے غلط کہا' میں اس کو اس لیے پیٹتی ہوں کہ یہ عقلمند ہو اور فوج کو شکست دے اور مالِ غنیمت حاصل کرے۔

ایک بار حضرت زبیرؓ نے اپنے لڑکپن میں ایک آدمی کا ہاتھ توڑ دیا۔ جب لوگ حضرت صفیہؓ کے پاس شکایت لے کر آئے تو یہ بجائے معذرت کرنے کے ان سے پوچھنے لگیں کہ تم نے میرے بیٹے کو بہادر پایا یا بزدل۔ حضرت صفیہؓ کی سختی اپنی جگہ مگر انہوں نے اپنے بیٹے کی تربیت بہت اچھی کی۔

حضرت صفیہؓ کے دوسرے بیٹے سائبؓ کے بارے میں حکیم محمد اسماعیل ظفر آبادی لکھتے ہیں کہ "سائب بن العوام بھی ان کے بیٹے ہیں جنہوں نے غزواتِ بدر و خندق اور جنگِ یمامہ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے"۔

ابن اثیر سائب بن عوام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ کے بیٹے تھے۔ صفیہؓ نے ان کے بارے میں کہے گئے ایک شعر کا ترجمہ ہے "سائب صفیہؓ کو تکلیف دیا کرتے تھے"۔ مزید لکھتے ہیں کہ سائب احد' خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

وفات

حضرت صفیہؓ نے لمبی عمر پائی اور ہجرت کے بیسویں سال حضرت عمرؓ فاروق کے عہد خلافت میں ۷۳ برس کی عمر میں فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ نیاز فتح پوری ان کے مدفن کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "بمقام بقیع مغیرہ بن شعبہ کے صحن میں دفن ہوئیں"۔

□□□□□

برہؓ بنت عبدالمطلب

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

نکاح

آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی برّہ بنت عبدالمطلب کا نکاح عبدالاسد سے ہوا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قریشی مخزومی۔ عبدالاسد سے برّہ کے ایک بیٹا ابو سلمہ پیدا ہوئے اور عبدالاسد کی وفات کے بعد برّہ کا دوسرا نکاح ابو رہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔ ابو رہم عامر بن لوی کے خاندان سے تھا۔ اس سے ابو سبرہؓ پیدا ہوئے۔ ابو رہم کا نسب یہ ہے: ابو رہم بن عبدالعزیٰ بن ابو قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی عامری

برّہ کے اشعار

عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کی ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات کا وقت آیا تو اس موقع پر حضرت عبدالمطلبؓ کی بیٹیوں کے اپنے باپ کے بارے میں مرثیہ کے اشعار کہے۔
برہ بنت عبدالمطلب کے چھ اشعار کا ترجمہ دیکھیں۔

○ اے میری آنکھ! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

○ اعلیٰ شان والے پر، لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر، حسین چہرے اور بڑے رتبے والے پر
○ بزرگیوں والے قابلِ ستائش شیبہ (عبدالمطلبؓ) پر، عزت و شان والے اور افتخار والے پر۔
○ آفتاب میں فضل و عطا و حلم کرنے والے پر، بہت خوبیوں والے بڑے سخی مالدار پر۔
○ اپنی قوم پر اسے بڑی فضیلت حاصل تھی۔ وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی طرح چمکتا رہتا تھا۔
○ زمانے کی گردشوں اور مکروہاتِ تقدیر کو لئے ہوئے موتیں اس کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں بلکہ کاری وار کیا۔

اس کا مطلب ہے کہ شاعری کرتی تھیں مگر کسی اور اشعار کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔

اولاد

برّہ بنت عبدالمطلب کے پہلے شوہر عبدالاسد سے حضرت ابوسلمہؓ پیدا ہوئے۔

ابوسلمہؓ جب مسلمان ہوئے تو حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والوں میں ان کا گیارہواں نمبر تھا۔ یعنی یہ قدیم اسلام ہیں۔ ابوسلمہؓ ام سلمہؓ کے پہلے شوہر ہیں اور ابوسلمہؓ کی وفات کے بعد ام سلمہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

ابنِ اسحاق ابوسلمہؓ کے قبولِ اسلام کا واقعہ یوں لکھتے ہیں کہ ابوسلمہؓ بن عبدالاسد، ابوعبیدہ بن حارث، ارقم بن ابو ارقم اور عثمان بن مظعون اکٹھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور آیات سنائیں۔ ان حضرات نے فوراً "اسلام قبول کرلیا۔ ہجرت کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن خثیمہ انصاری سے ابوسلمہؓ کی مواخات کرادی اور مستقل سکونت کے لیے ایک قطعہ زمین مرحمت فرمایا۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور غزوۂ احد میں ابواسامہ جشمی کے تیر سے زخمی ہوئے اور ایک ماہ تک علاج کراتے رہے۔ زخم بظاہر ٹھیک ہوگیا مگر مکمل صحت یاب نہ ہوئے۔ سریۂ قطن کے لیے ان کا انتخاب ہوا اور یہ محرم ۴ ہجری میں ڈیڑھ سو مجاہدین کے ہمراہ بنو اسد سے لڑے، کامیاب ہوئے اور نہایت مالِ غنیمت لائے۔

اس مہم سے پھر زخم عود آیا اور آخر جمادی الآخر ۴ ہجری میں فوت ہوگئے۔ یہ مدینہ کے قریب عالیہ کے مقام پر فوت ہوئے کیونکہ وہ قباء سے منتقل ہو کر یہیں سکونت پذیر تھے۔ انہیں بنی امیہ بن زید کے کنوئیں یسیرہ کے پانی سے غسل دیا گیا۔ اس طرح یہ خاکِ مدینہ میں چھپ گئے۔

ان کی نمازِ جنازہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی اور خلافِ معمول نو تکبیریں کہیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ تو ہزار تکبیروں کے مستحق تھے۔

ابوسلمہؓ کے لڑکوں سلمہؓ اور عمر اور لڑکیوں درہؓ اور زینبؓ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ رحمت میں پرورش پائی۔

برّہ بنت عبدالمطلب کے دوسرے خاوند ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ابو سبرہؓ پیدا ہوئے۔ ابو سبرہؓ بھی قدیم الاسلام ہیں۔ یہ دونوں ہجرتوں اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

□□□□□

امیمہ بنت عبدالمطلب

یہ بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

نکاح

ان کا نکاح جحش بن رباب سے ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن ابنِ جوزی ابنِ قتیبہ کے حوالے سے ان کا نام جحش بن رِئاب اسدی لکھتے ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ سے تھا جو مشہور عدنانی قبیلہ بنو مضر کی ایک شاخ سے تھا اور زمانۂ جاہلیت میں یہ بنو عبد شمس یعنی قریش کا حلیف تھا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ جحش کا حلیفانہ تعلق حرب بن امیہ سے تھا یعنی وہ بنو امیہ کے حلیف تھے۔ چونکہ بنو امیہ بھی بنو عبدِ شمس ہی کی شاخ تھے اس لیے ان کے خاندان کو بنی غنم بن دودان بھی کہا جاتا ہے۔

امیمہ کا مرثیہ

امیمہؓ بنت عبدالمطلب نے اپنے والد حضرت عبدالمطلبؓ کی وفات کے موقع پر

مرثیہ کہا۔ اس مرثیہ کے کچھ اشعار کا ترجمہ دیکھیں۔

○ سن لو کہ خاندان کا محافظ، خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا، حاجیوں کا ساقی، عزت و شان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

○ جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔

○ جو خوبیاں ایک جواں مرد حاصل کیا کرتا ہے، اے قابلِ ستائش شیبہ (عبد المطلبؓ) تو نے ان خوبیوں کی بہترین صفتیں کم سنی میں ہی حاصل کر لی تھیں اور ان پر تو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

○ ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی، پس تو اسے اپنے دل سے دور نہ کر کہ ہر زندہ دور ہونے والا ہے۔

○ میں تو جب تک رہوں گی، آبدیدہ و غمگین ہی رہوں گی اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اسی کا سزاوار تھا۔

○ محمد میں تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والے، خدا تجھے اپنی رحمت کی بارش سے سیراب رکھے۔ میں تو اس پر روتی ہی رہوں گی، اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے۔

○ وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو، وہ اس تعریف کا سزاوار تھا۔

اولاد

امیمہ بنت عبد المطلب کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں زینب بنت جحش، ام حبیبہ بنت جحش اور حمنہ بنت جحش ہیں۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو اس موقع پر امیمہ کی تمام اولاد نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی اور قبولِ اسلام کے بعد دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ خاندان بھی قریشِ مکہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا۔ جب کفار کے ظلم کی انتہا ہو گئی تو حضرت عبید اللہ بن جحش اور ان کا خاندان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حبش کو ہجرت کر گئے۔ حبشہ میں عبید اللہ بن جحش بری صحبت میں پڑ گیا اور اسلام سے منحرف ہو کر عیسائی ہو گیا اور اسی حالت میں مرگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

عبید اللہ بن جحش کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان کو نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کیا اور شاہِ حبشہ نجاشی نے شرعی طریقہ پر ان کا غائبانہ نکاح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔ یہ خاندان ہجرتِ مدینہ سے کچھ عرصہ پہلے حبش سے مکہ واپس آ گیا۔ طبرانی کے مطابق آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ کے بعد جو چند مسلمان مکہ میں رہ گئے تھے۔ ان میں سب سے آخر میں حضرت عبد اللہ بن جحش اور ابو احمد بن جحش نے ہجرت کی اور اپنے قبیلہ بنی غنم کے سب لوگوں کے ساتھ مکہ کو ہجرت کی۔ اس خاندان کو مدینہ میں حضرت عاصمؓ بن ثابت نے اپنا مہمان بنایا۔

رجب ۲ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نخلہ کی جانب ایک سریہ بھیجا اور اس کا سردار حضرت عبد اللہؓ بن جحش کو بنایا۔ یہ "سریۂ عبد اللہ بن جحش" کے نام سے مشہور ہے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ بقول بعض یہ سب سے پہلے سردار ہیں، جن کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا اور یہ مسلمانوں کی پہلی غنیمت تھی۔ انہوں نے مالِ غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور ایک کو بیت المال کے لیے رکھ لیا۔ اسلام کا پہلا خمس اسی دن ہوا۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور غزوۂ احد میں نہایت بہادری سے لڑے اور شہید ہوئے۔ انہوں نے غزوۂ احد کے دن دعا کی کہ یا اللہ میرا مقابلہ ایسے شخص سے ہو جو سخت ہو اور اس کا رعب غالب ہو۔ میں اس سے صرف تیرے لیے مقابلہ کروں اور آخر وہ مجھ پر غالب آئے اور مجھے شہید کر دے اور میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر جب میں تیری بارگاہ میں پیش ہوں تو تُو مجھ سے دریافت کرے کہ اے عبد اللہؓ تیری ناک اور کان کس کی راہ میں کاٹے گئے تو میں عرض کروں یا اللہ تیرے اور تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی راہ میں۔ اور تو کہے "تم نے سچ کہا"۔

جب حضرت عبد اللہؓ بن جحش دعا مانگ رہے تھے تو یقیناً" یہ معصومانہ دعا سن کر خدا مسکرا رہا ہو گا اور اس نے ان کی دعا قبول کر لی۔ حضرت عبد اللہؓ شہید ہوئے اور جو دعا انہوں نے مانگی تھی، اس کے مطابق ان کے ناک اور کان کاٹ لیے گئے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ یہ اور ان کے ماموں حمزہؓ بن عبد المطلبؓ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ترکہ کے متولی ہوئے اور ان کے بیٹے کے لیے خیبر کا مال خرید لیا۔

ابو احمد بن جحش نابینا تھے۔ امیمہ بنت عبدالمطلب کی ایک بیٹی زینبؓ سے نکاح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے متبنیٰ زیدؓ بن حارثہ سے کیا مگر زیدؓ سے ان کی نبھ نہ سکی' ان سے طلاق کے بعد آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

ام حبیبہ بنت جحش کا نکاح عبدالرحمٰن بن عوف سے ہوا اور حمنہ بنت جحش کا پہلا نکاح مصعب بن عمیر اور دوسرا نکاح طلحہ بن عبداللہ سے ہوا۔ ان سے دو بیٹے محمد اور عمران پیدا ہوئے۔

□□□□□

ام حکیم بنت عبدالمطلب

یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

نام و نسب

حضرت عبدالمطلبؓ کی اس بیٹی کا نام بیضاء تھا۔ محمد اسماعیل ظفر آبادی حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں ان کا ذکر کرتے ہوئے غلطی سے ام حکیم بیضا کو الگ الگ لکھتے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھیوں کے ذکر میں ام حکیم بیضا لکھ کر ان کا ذکر کرتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھیوں میں حضرت صفیہؓ کے علاوہ تمام پھوپھیاں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دادی فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے تھیں۔ ام حکیم بیضا حضرت عبداللہؓ' ابو طالبؓ اور زبیر بن عبدالمطلبؓ کی حقیقی بہن ہیں۔

مختصر حالات

ان کا نکاح کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف سے ہوا۔ ام حکیم کے بیٹے عامر بن کریز فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے۔ ام حکیم کی بیٹی اروی بنت کریز حضرت عثمانِ غنی کی والدہ ہیں۔ ان کے پوتے عبداللہ بن عامر بن کریز کو حضرت عثمانؓ نے خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ عبداللہ بن عامر بن کریز ان سخی لوگوں میں سے تھے جن کی تعریف کی جاتی

تھی۔ ام حکیم بیضا کی شاعری کے صرف وہ اشعار ملتے ہیں جو انہوں نے اپنے والد کی وفات کے وقت کہے۔ ان کا ترجمہ یہ ہے۔

○ ہاں اے آنکھ! سخاوت اور آہ و فغاں کر اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

○ ہاں اے کم بخت آنکھ! لگاتار برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر۔

○ سواریوں پر سوار ہونے والوں میں' جو سب سے اچھا تھا' اس پر مزید آہ و فغاں کر' اپنے اچھے باپ پر' جو میٹھے پانی کا موجزن دریا تھا۔

○ شیبہ (عبدالمطلبؓ) پر جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا' نیک سیرت' سخاوت میں قابلِ مدح و ستائش تھا۔

○ صلۂ رحمی کرنے والے پر' اس پر جس کے چہرے سے شرافت و جمال ظاہر ہوتا تھا جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔

○ جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت کا شیر تھا۔ جس کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہ جاتی ہیں۔

○ جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت امیدوں کا آسرا تھا۔

○ جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کا خوف وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

○ پس ایسے شخص پر آہ و فغاں کر' غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ' جب تک تو باقی رہے۔

ام حکیم بیضا کے مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

عاتکہؓ بنت عبدالمطلبؓ

عاتکہ بنت عبدالمطلب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سگی پھوپھی تھیں۔

نام و نسب

ان کا نام **عاتکہؓ** ہے اور عاتکہؓ کے معنی ظاہر ہے۔ عرب میں عاتکہ ایسی بی بی کو کہتے ہیں جو پاک و طاہر ہو اور از روئے لغت عاتکہ و عاتکہ شریف و کریم و خالص الکون و صافی مزاج کو کہتے ہیں۔ خصوصاً" وہ بیبیاں جو اس قدر خوشبو میں بسی ہوں کہ اس کی کثرت سے جسم سرخ ہو رہا ہو۔ عرب میں ان خواتین کی شرافت ضرب المثل تھی۔ عواتک عاتکہ کی جمع ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں عواتک کی تعداد ابنِ عساکر کے مطابق چودہ اور بعض کے مطابق گیارہ ہے۔ ابنِ سعدؒ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں تیرہ دادیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ انہی دادیوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **"انا ابن العواتک"** یعنی میں عاتکہ نامی عورتوں کا بیٹا ہوں۔

حضرت **عاتکہؓ** بنت عبدالمطلب کے نسب کے بارے میں صرف اتنا کہنا ہی کافی ہو گا کہ یہ سردار عبدالمطلبؓ کی بیٹی اور سردار عبداللہؓ کی بہن اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔

مختصر حالات

ان کا نکاح ابو امیہ بن مغیرہ سے ہوا۔ ابو امیہ اپنی فیاضی کی وجہ سے "زاد الرکب" کے لقب سے مشہور تھے۔

عاتکہؓ بنت عبدالمطلب اور اروی بنت عبدالمطلب کے متعلق **محمد بن سعد** کا بیان ہے کہ یہ دونوں مکہ معظمہ میں ایمان لائیں اور مدینہ منورہ میں ہجرت بھی کی۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ان (**عاتکہؓ**) کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے اور ابنِ اسحاق اور علما کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیوں میں سوائے جناب صفیہؓ کے کسی اور نے اسلام قبول نہیں کیا۔

غزوۂ بدر سے چند دن پہلے **عاتکہؓ** نے ایک خواب دیکھا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ **عاتکہؓ** بنت عبدالمطلب نے ضمضم بن عمرو الغفاری کے قریشِ مکہ کے پاس آنے سے تین دن پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ صبح اٹھ کر انہوں نے اس کا تذکرہ حضرت عباسؓ سے کیا اور کہا کہ مجھے اس خواب کی رو سے تمہاری قوم میں شر اور فساد رونما ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ ایک اونٹ سوار آکر وادیٔ ابطح میں

ٹھہرا ہے اور اس نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا اے آلِ عذر تین دن کے اندر اپنے مقتل اور جائے ہلاکت کی طرف دوڑتے ہوئے نکلو۔ تو لوگ اس کی آواز پر جمع ہو گئے۔ پھر وہ سوار مسجد میں داخل ہو گیا اور لوگ اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ پھر اس کا اونٹ اسے لے کر کعبہ پر چڑھ گیا اور وہاں بھی یہی اعلان کیا۔ اے آلِ عذر، تین دن کے اندر اپنے مقامِ ہلاکت کی طرف دوڑتے ہوئے نکلو۔ پھر اس کا اونٹ اسے لے کر کوہِ قبیس پر چڑھا اور وہاں بھی یہی اعلان کیا۔ پھر اس نے ایک پتھر اٹھا کر نیچے لڑھکا دیا۔ وہ نیچے لڑھکنے لگا حتیٰ کہ جب پہاڑ کے دامن میں پہنچنے والا تھا تو وہ زور سے پھٹ پڑا اور مکہ کے گھروں اور مکانوں میں سے کوئی مکان اور گھر ایسا نہ رہا جس میں اس کا ٹکڑا نہ گرا ہو۔ حضرت عباسؓ نے خواب سن کر بہن سے فرمایا۔ واقعی یہ بہت ڈراؤنا اور بھیانک خواب ہے۔ اس کو چھپائے رکھو اور عام لوگوں کو بیان نہ کرو۔ مگر پھرتے پھراتے یہ خبر پھیل گئی اور ابو جہل کو خبر ہو گئی۔ ابو جہل نے حضرت عباسؓ سے کہا کیا تم اس پر خوش نہیں ہوئے تھے کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگی ہیں۔ پھر اس نے کہا اگر تین دن گزر گئے اور کوئی واقعہ رونما نہ ہوا تو ہم تمہارے متعلق یہ مشہور کر دیں گے کہ تمہارا گھرانا اہلِ عرب میں سب سے جھوٹا گھرانا ہے۔ لیکن اس خواب کے تیسرے دن ضمضم روتا پیٹتا آگیا کہ ابو سفیان نے مجھے بھیجا ہے کہ مسلمانوں کا ارادہ حملہ کا ہے۔ ضمضم کو ابو سفیان نے گرانقدر اجرت دے کے قریش کی طرف اطلاع کے لیے بھیجا تھا۔ چنانچہ کفارِ مکہ قریباً" ایک ہزار آزمودہ جانباز لے کر قافلہ کی امداد کے لیے نکلے۔ ان کے پاس ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے۔ ان میں اس قدر جوش اور اشتعال تھا کہ سوائے ابولہب کے مکہ کا کوئی سردار پیچھے نہ رہا۔ ابولہب نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا نیز انہوں نے مکہ کے آس پاس بسنے والے قبائل کو بھی اپنی امداد کے لیے جمع کیا۔

اسلامی لشکر میں مجاہدین کی تعداد صرف تین سو پانچ تھی۔ آٹھ آدمیوں نے جنگ میں حصہ نہ لیا تھا مگر مالِ غنیمت اور ثوابِ آخرت میں دوسروں کے برابر ان کا حصہ تھا۔ ان آٹھ صحابہ میں سے تین مہاجر تھے اور پانچ انصار تھے۔ ان آٹھ افراد کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف ڈیوٹیاں لگائی تھیں اس لیے وہ جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ جنگِ بدر میں صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے جن میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار شامل ہیں۔ اور کفار کے

۲۴ سردار قتل ہوئے اور قریباً" ستر کفار مارے گئے۔ مارے جانے والوں میں نصف قتل حضرت علیؓ نے کیے تھے۔ اور قید ہونے والے کفار کی تعداد ستر تھی۔ اس طرح قریش کے ساتھ وہی کچھ پیش آیا جو حضرت عاتکہؓ نے خواب میں دیکھا تھا۔

اولاد

عاتکہ بنت عبدالمطلب کی اولاد میں عبداللہ بن ابوامیہ زہیر اور قریبہ شامل ہیں۔ عبداللہ بن ابوامیہ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت مخالفت کیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ اسلام کے دوران ایک بار عبداللہ بن ابوامیہ نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا "میری قوم نے بہت سی تجویزیں آپ کے سامنے پیش کیں آپؐ نے ان میں سے کوئی تجویز نہیں مانی۔ پھر انہوں نے اپنے لئے چند مطالبات بھی کیے۔ وہ بھی آپؐ نے مسترد کر دیئے۔ پھر یہاں تک کہا کہ اگر آپؐ ہمارے لیے کچھ نہیں مانگتے تو آپؐ کی مرضی۔ اپنے لیے تو اپنے رب سے باغات' محلات اور خزانے مانگیے۔ اگر وہ آپ کو بھی چیزیں دے دے تو پھر وہ آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ وہ بھی آپ نے ٹھکرا دی۔ پھر انہوں نے وہ عذاب نازل کرنے کا مطالبہ کیا جس سے آپ ہر وقت ان کو ڈراتے رہتے تھے۔ یہ بات بھی آپ نے نہ مانی۔ بخدا میں تو اب کسی قیمت پر آپؐ پر ایمان نہیں لاؤں گا"۔ اور شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

○ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لیے کوئی چشمہ جاری کر دیں یا آپؐ کے لیے کوئی باغ چھوہاروں کا غیب سے پیدا ہو جائے۔

فتح مکہ کے کچھ روز قبل یہ ابوسفیان کے ہمراہ ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے مدینہ آ رہے تھے کہ دونوں کی ملاقات راستہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو گئی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی درخواست کی اور جب اجازت نہ دی گئی تو حضرت ام سلمہؓ نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی سفارش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ابوسفیان آپ کے چچا زاد اور پھوپھی زاد ہیں۔ اور عبداللہ بن ابوامیہ آپ کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں۔ میرے چچا زاد نے میری آبروریزی کی اور میرے سسرالی رشتہ

دار نے جو گفتگو مجھ سے کی تھی"۔ مگر پھر رحمۃ للعالمینی کو جوش آگیا اور ان دونوں کو بلا لیا اور معاف فرما دیا۔ یہ دونوں اسلام لے آئے۔ عبداللہ بن ابوامیہ نے فتح مکہ میں بھی شرکت کی اور حنین و طائف میں بھی۔ طائف میں کسی نے انہیں تیر مار دیا اور یہ شہید ہو گئے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ عبداللہ بن امیہ کی بہن تھیں۔ یہ دونوں ابوامیہ کی اولاد تھے مگر حضرت ام سلمہؓ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک کی بیٹی تھیں اور حضرت عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

عاتکہؓ کے اشعار

حضرت عاتکہؓ شعر و شاعری کا شوق رکھتی تھیں۔ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر مرثیہ لکھا تھا۔ اور حضرت عبدالمطلبؓ کی وفات پر انہوں نے مرثیہ کہا۔ اس کے اشعار کا ترجمہ دیکھیں۔

○ اے میری آنکھو! سونے والوں کے سو جانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

○ اے میری آنکھو! خوب تیزی سے جھڑی لگا دو اور بہ جاؤ اور رونے کے ساتھ رخساروں پر طمانچے بھی مارو۔

○ اے میری آنکھو! خوب جم کر رو لو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

○ بزرگ سردار پر' آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر' بزرگانہ کوششوں والے پر' ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر'

○ مہمان نواز' قابلِ ستائش' شیبہؓ پر اور اپنے مقام پر جے رہ کر سخت حملہ کرنے والے پر۔

○ اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

○ نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔

○ اس پر جس کے گھر کی اساس علو شان پر مستحکم تھی۔ بلند طرے والے' اعلیٰ مقاصد والے پر۔

□□□□□

اروی بنت عبدالمطلب

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

نام و نسب

ان کا نام اروی تھا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ ہے۔ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ محترم حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔

نکاح

اروی کا نکاح عمیر بن وہب بن عبد بن قصی بن کلاب سے ہوا۔ امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ عمیر کے بعد ان کا نکاح کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی سے ہوا۔

اسلام

ابو عمر نے اروی اور ان کی بہن عاتکہ کو صحابیات میں شمار کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ ابنِ اسحاق اور ان کے ہمنوا کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیوں میں سوائے صفیہ میں سے کسی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ان کے خلاف باقی حضرات کا خیال ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیوں میں صفیہ اور اروی ایمان لائی تھیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارقم کے گھر میں تھے اس وقت اروی کے بیٹے طلیب بن عمیر نے اسلام قبول کیا اور اپنی والدہ کے پاس گئے اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اروی بنت عبدالمطلب نے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ سب سے زیادہ تم اس بات کے مستحق ہو کہ ان کی مدد کرو کیونکہ وہ تمہارے ماموں کے بیٹے ہیں۔ اور کہا کہ اگر مجھ میں مردوں جیسی قوت ہوتی تو ان کو کفار کی دراز دستیوں سے بچاتی۔ اس جواب کو سن کر حضرت طلیب نے کہا کہ آپ کو اسلام قبول کرنے سے کون سی چیز روک رہی ہے حالانکہ آپ کے

بھائی حمزہ بھی ایمان لا چکے ہیں۔ اروی نے کہا کہ مجھ کو اپنی بہنوں کا انتظار ہے کہ وہ کیا کرتی ہیں۔ ان کے بعد میں بھی ان کی ہی پیروی کروں گی۔ سعید انصاری لکھتے ہیں کہ طلیب بن عمیر نے بہت اصرار کیا تو یہ انکار نہ کر سکیں اور مسلمان ہو گئیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہمت و استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر امکانی مدد کرتی رہیں اور اپنے بیٹے کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد و اعانت پر آمادہ کرتی تھیں۔

اروی کے اشعار

اہلِ سیر کے مطابق حضرت اروی شعر و شاعری خوب جانتی تھیں۔ انہوں نے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کی وفات کے موقع پر جو اشعار کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

○ میری آنکھ ایک سرتاپا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے رونا ہی سزاوار ہے۔

○ نرم خو وادئ بطحا کے رہنے والے، بزگانہ سیرت والے پر، جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔

○ بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر، جو تیرا بہترین باپ تھا، جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

○ کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھرکم سفید پیشانی والے پر جس کی سفیدی ایسی تھی گویا ایک روشنی ہے۔

○ پتلی کمر والے، عجیب حسن و شجاعت والے، بہت سی فضیلتوں والے پر جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح و ثنا کا مالک ہے۔

○ ظلم کو برداشت نہ کرنے والے، روشن چہرے والے پر، جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا، جس کی بزرگی اور شریف قدیم ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدہ بات نہیں۔

○ جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے بھاری بارش تھا۔

○ جب جھگڑوں کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

○ جودو سخا میں وہ ایک جوانمرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا۔ جب خون بہتے تھے۔

○ اور جب زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں سے اکثروں کے دلوں کا یہ حال ہوتا گویا وہ ہوا ہیں۔

○ قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار) کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق نظر آتی تھی۔

ایک بار عوف بن برہ سہمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں ناروا الفاظ استعمال کیے تو **اروی**ؓ کے بیٹے طلیبؓ بن عمیر نے اونٹ کی ہڈی سے اسے مارا اور زخمی کر دیا۔ لوگ اس بات کی شکایت لے کر **اروی**ؓ کے پاس آئے۔ اس موقع پر ایک شعر کہا جس کا ترجمہ دیکھیں۔

○ طلیب نے اپنے ماموں کے بیٹے کی مدد کی اور اس کے خون اور اس کے مال کی غمخواری کی۔

شیخ محمد رضا لکھتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو دوسرے صحابہ کرام کی طرح **اروی**ؓ بنت عبدالمطلب نے بھی مرثیہ لکھا۔ لیکن طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ اس روایت کی ثقاہت کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

اولاد

ارویؓ بنت عبدالمطلب کی اولاد میں صرف طلیب بن عمیر کا ذکر آتا ہے۔ ان کا نسب یہ ہے۔ طلیب ابن عمیر بن وہب بن عبد بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ ان کی کنیت ابوعدی ہے۔ یہ اس زمانے میں ایمان لائے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارقم کے گھر میں تھے۔ ایمان لانے کے بعد طلیب حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ ابنِ اسحاق نے ہجرتِ حبشہ میں شامل صحابہ میں ان کا نام شامل کیا ہے اور واقدی اور ابنِ اسحاق نے اصحابِ بدر میں بھی ان کو شامل کیا ہے۔ یہ نیکوکار صحابی تھے۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ یہ اولین مہاجرین میں سے ہیں، یہ جنگِ بدر میں شریک ہوئے اور غزوۂ اجنادین میں شہید ہوئے۔ بعض کے مطابق یہ یرموک میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ کچھ لوگ سعد بن وقاص اور کچھ طلیب بن عمیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے خدا کی راہ میں خون بہایا۔

یہ زندگی بھر جہاد میں مصروف رہے اور اجنادین کی جنگ یعنی ۱۳ ہجری میں شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر صرف ۳۵ سال تھی۔

ابولہب طلیب بن عمیر کا ماموں تھا اور اسلام کا بدترین دشمن بھی۔ ایک بار اس نے چند مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں قید کر لیا تو حضرت طلیبؓ کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے اس حرکت پر ماموں کو خوب پیٹا۔ اپنے سرغنہ کو مار کھاتے دیکھ کر کفار نے طلیب کو بھی گرفتار کر لیا۔ چونکہ یہ بڑے معزز خاندان کے فرد تھے اس لیے تھوڑی دیر کے بعد انہیں چھوڑ دیا۔ ابولہب نے اپنی بہن **اروی**ؓ کے پاس جا کر اس سے طلیب کی شکایت کی مگر **اروی**ؓ نے بھائی سے کہا "طلیب کی زندگی کا بہترین وقت وہی ہے جب وہ **محمد** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرے"۔

ایک بار طلیبؓ بن عمیر کو معلوم ہوا کہ ابواہاب بن عزیز دارمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعوذ باللہ مارنے کا منصوبہ بنا ہے۔ طلیب گئے اور ابواہاب بن عزیز دارمی کا سر قلم کر آئے۔ **اروی**ؓ کو خبر ہوئی تو انہوں نے اظہارِ خوشنودی کیا۔

وفات

ارویؓ بنت عبدالمطلب کی وفات کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا لیکن اگر واقعی انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے موقع پر مرثیہ لکھا تھا تو کم از کم وہ ۱۱ ہجری تک تو زندہ تھیں۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ———

بہنیں

حضرت ام حکیمؓ بنتِ زبیرؓ

حضرت ام حکیمؓ بنت زبیرؓ بن عبدالمطلبؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں۔

نام و نسب

حضرت ام حکیمؓ کا نام صفیہ تھا۔ کنیت ایک روایت میں ام حکمؓ ہے۔ حضرت ام حکیمؓ (یا ام حکمؓ) کے والد زبیرؓ بن عبدالمطلبؓ مکہ کے متمول تاجروں میں سے تھے۔ یہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی بڑے دلیر اور جوانمرد مشہور تھے۔ یہ شجاعت اور گھڑسواری میں بھی بہت مشہور تھے۔ نیک اور حق پسند آدمی تھے۔ بے سہارا، غریبوں اور مظلوم لوگوں کو مصیبت میں دیکھ کر ان کا دل بھر آتا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن میں آپؐ کو لوری دیا کرتے تھے۔ اسے سہیلی نے "الروض الانف" میں لکھا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و خدمت میں یہ اور ان کی بیوی عاتکہؓ بنت وہب، حضرت ابوطالبؓ اور فاطمہؓ بنت اسد کے ہمراہ شریک رہے۔ حلف الفضول کے محرک اور داعی حضرت زبیرؓ بن عبدالمطلبؓ ہی تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنے پیارے چچا زبیرؓ کی شفقت اور محبت سے بے حد متاثر تھے۔ ان کے انتقال کے بعد بھی انہیں برابر یاد کرتے اور ان کے سلوک کا ذکر فرماتے۔ حضرت زبیرؓ کے بھائیوں اور بیٹیوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ صلہ رحمی کا سلوک کرتے اور انہیں خیبر کی جائیداد سے وافر مقدار میں حصہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زبیرؓ کی بیوی عاتکہؓ بنت وہب کو ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیر کو دیکھ کر آپؐ "میری ماں کے بیٹے" فرمایا کرتے۔ حضرت زبیرؓ اور عاتکہؓ کے بیٹے اور ضباعہؓ اور ام

حکیمؓ کے بھائی عبداللہ جنگِ اجنادین میں جو عہدِ فاروقی میں ہوئی، شہید ہوئے، اور ان کی لاش کے گرد دشمنوں کی لاشوں کا ڈھیر تھا۔

حضرت ضباعہؓ اور ام حکیمؓ کے نانا ابو وہیب تعمیرِ کعبہ میں شریک تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرِ اسود نصب کیا تھا۔

نکاح

حضرت ام حکیمؓ بنت زبیرؓ بن عبدالمطلب کا نکاح ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف سے ہوا تھا۔ ربیعہ بن حارث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے اور ان کی والدہ کا نام غزیہ بنت قیس بن طریف تھا۔ یہ اپنے چچا عباس سے کئی برس بڑے تھے۔ انہی کے بارے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا، آگاہ رہو کہ زمانہ جاہلیت میں جس قدر خون ہوئے یا جو فخر و غرور کی باتیں ہوئیں وہ سب میرے قدم کے نیچے ہیں یعنی میں ان کو معاف کرتا ہوں۔ سب سے پہلا خون جس کو میں معاف کرتا ہوں، وہ ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ربیعہ کا ایک بیٹا قتل ہو گیا تھا۔ بعض اس کا نام آدم اور بعض تمام اور بعض ایاس کہتے ہیں۔ ربیعہ تجارت کرتے تھے۔ اور تجارت میں حضرت عثمانؓ غنی کے شریک تھے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے غنیمت سے سو وسق دیئے تھے۔ ربیعہ بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی احادیث روایت کی ہیں۔ ربیعہ بن حارث ۲۳ھ میں حضرت عمر فاروق کے عہد میں فوت ہوئے۔

راویٔ حدیث

حضرت ام حکیمؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے اور بکری کا گوشت تناول فرمایا۔ اتنے میں بلالؓ آ گئے اور نماز کی یاد دہانی کرائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھ کر صرف کلی کی اور چلے گئے۔ دوبارہ وضو نہ فرمایا۔

فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ ضمری سے روایت ہے کہ زبیر بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی

ضباعہؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ جنگی قیدی آئے تو ہم دونوں بہنیں حضرت فاطمہ الزہراؓ کے پاس گئیں اور انہیں ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنے حصہ کی گزارش کی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بدر کے یتامیٰ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن میں کیوں نہ تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں۔ تم ہر نماز کے بعد ۳۴ بار اللہ اکبر' ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ ولا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شی قدیر پڑھا کرو۔

اولاد

ربیعہ بن حارث کے تین بیٹے تھے اور وہ تینوں محمد' عبداللہ اور عباس حضرت ام حکیمؓ (یا ام الحکم) کے بیٹے تھے۔ یہ تینوں بیٹے صاحبِ اولاد تھے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلیمؓ کے مکان کی طرف جا رہے تھے کہ ام حکیمؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا' جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل آؤ اور آپؐ سے چادر لے آؤ۔ عبداللہ بن ربیعہ جو اس وقت بچے تھے' پیچھے سے بھاگتے ہوئے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک پکڑلی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ربیعہ کی طرف اپنا رخ مبارک پھیرا تو عبداللہ نے کہا کہ میری ماں نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر لپیٹ کر عبداللہ کو عنایت فرمائی اور کہا اپنی ماں سے کہو کہ اس چادر کو پھاڑ کر دونوں بہنیں آپس میں بانٹ لو اور اس کو اوڑھو۔

ابن اثیر نے عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے بیان میں لکھا ہے کہ ان کا نام مطلب تھا اور یہ ام حکیمؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث کے بیٹے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بالغ تھے۔ یہ مدینہ میں رہتے تھے مگر حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں شام اور دمشق میں مکان بنا کر رہنے لگے۔ انہوں نے دمشق میں ہی وفات پائی اور حضرت معاویہ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ انہوں نے ۶۱ ہجری میں وفات پائی۔

□□□□□

ضباعہ بنتِ زبیرؓ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں۔ ان کے والد زبیر بن عبدالمطلبؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے۔

نام ونسب

ان کا نام ضباعہؓ ہے اور نسب یہ ہے: ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلب۔ حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹوں میں سے سب سے بڑے حارث تھے اور حضرت زبیرؓ دوسرے نمبر پر تھے۔ حضرت زبیرؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی دادی فاطمہ بنت عمرو کے بیٹے تھے۔ جو حضرت عبدالمطلبؓ کی چھ بیویوں میں سے تھیں۔

نکاح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت مقداد بن عمرو الاسد سے کیا تھا۔ حضرت مقدادؓ بن عمرو الاسد کا نسب یہ ہے: مقدادؓ بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمانہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن وہیر بن لوئی بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ابی ہون بن قاس بن دریم بن قیس بن رہون بن بہرا بن عمرو بن حاف بن قضاعہ ہراوی۔ یہ مقدادؓ بن اسود کے نام سے مشہور تھے۔ ابن حجر ان کے نکاح کے بارے میں ایک دلچسپ روایت بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت مقدادؓ سے دریافت کیا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ مقدادؓ بہت سادہ اور صاف گو شخص تھے۔ انہوں نے جواب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا بیاہ مجھ سے کر دو۔ اس بات کو سن کر حضرت عبدالرحمٰن نے انہیں نہایت سخت سست کہا اور حضرت مقدادؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر ان کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اگر کسی کو تمہیں اپنی بیٹی دینے سے انکار ہے تو ہونے دو' میں تمہیں اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہوں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح اپنے چچا زبیرؓ بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی ضباعہؓ سے کر دیا۔

حضرت مقدادؓ کی کنیت ابو معبد تھی۔——— حضرت ضباعہؓ کہتی ہیں کہ ایک بار مقدادؓ رفع حاجت کے لئے گئے اور ایک ویران جگہ پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک سوراخ سے

ایک چوہا ایک دینار نکال کر لے آیا اور اسی طرح لاتا رہا، حتیٰ کہ سترہ دینار ہو گئے۔ حضرت مقدادؓ یہ دینار لے کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام معجزہ کہہ سنایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ تم نے سوراخ میں اپنا ہاتھ ڈالا تھا؟ مقدادؓ نے عرض کی نہیں۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیناروں میں برکت کی دعا دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دعا کے سلسلے میں حضرت ضباعہؓ کہتی ہیں کہ ان دیناروں کی تعداد ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے مقدادؓ کے ہاں عمدہ چاندی دیکھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ

حضرت ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلبؓ بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کوئی تحفہ یا کھانا وغیرہ بھجوایا کرتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حضرت ضباعہؓ کا تحفہ یا کھانا ان کی کنیز حضرت سدرہؓ لے جانے کی سعادت حاصل کرتیں۔

ضباعہؓ کے بہن بھائی

حضرت ضباعہؓ بنت زبیر کے بہن بھائیوں کے بارے میں پوری معلومات نہیں ملتیں کیونکہ حضرت زبیرؓ بن عبدالمطلبؓ کی اولاد کے بارے میں سیرت نگاروں کی مختلف آراء ہیں۔ عبدالرحمٰن ابن جوزی اور عبدالمقتدر کے نزدیک انہوں نے صرف ایک بیٹا عبداللہ اور دو بیٹیاں ضباعہؓ اور ام حکیمؓ یادگار چھوڑے۔ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ زبیر کے لڑکے کو بھی جل کہا جاتا ہے جس کا نام مغیرہ تھا۔ محمد صالح اور قدر آفاقی لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کی اولاد میں حضرت عبداللہ، ام حکیم، ضباعہؓ اور طاہر ہیں۔ اور "سیارہ ڈائجسٹ" میں حضرت زبیرؓ کے بچوں میں جل، قصرہ، طاہر، عبداللہ، صفیہ، ام زبیر، ضباعہؓ اور الحکم کے نام لکھے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زبیرؓ کے بچوں پر بے حد شفقت فرمایا کرتے تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خیبر کی کھجوروں میں سے تیس وسق کھجوریں دی تھیں۔

اسلام

حضرت ضباعہؓ بنت زبیر کے قبول اسلام کے بارے میں شیخ عبداللہ اور سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کی اولاد میں عبداللہؓ اور ایک بیٹی ضباعہؓ نے اسلام قبول کیا۔

اولاد

حضرت ضباعہؓ کی اولاد کے بارے میں طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کی ایک بیٹی کریمہؓ پیدا ہوئیں اور وہ بھی صحابیہ تھیں۔ ابن اثیر ان کی اولاد میں عبداللہ اور کریمہ کا نام لکھتے ہیں۔ حضرت ضباعہؓ کے بیٹے عبداللہ جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے اور وہیں مارے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ضباعہؓ

سعدی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ضباعہؓ بنت زبیر کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں حج کرنے کو کہا۔ ضباعہؓ نے کہا کہ میں کافی جسیم عورت ہوں۔ ایسے موقع پر میرا دم گھٹ جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "آپ اس شرط پر حج کریں کہ جب آپ کا دم گھٹنے لگے تو آپ اپنا احرام کھول دیں"۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ضباعہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں حج کرنا چاہتی ہوں، کیا کوئی شرط لگاؤں۔ فرمایا ہاں! یوں کہو (ترجمہ) اے اللہ! میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، اپنے اس مقام سے جہاں تو مجھے روک لے۔

□□□□□

درہؓ بنت ابولہب

حضرت درہؓ ابولہب بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ اس رشتہ سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں مگر ان کے نامراد باپ نے ہمیشہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) کے ساتھ دشمنی کی۔ حضرت درہؓ کو خدا تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت بخشی۔

نکاح

حضرت درہؓ بنت ابولہب کا نکاح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی نوفل بن حارث کے بیٹے حارث سے ہوا۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ کی بیویوں میں حضرت درہؓ بنت ابولہب کا نام بھی آتا ہے۔

ہجرت

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر کے ہجرت کی۔ حضرت درہؓ بنت ابولہب کے شوہر اور سسر نے غزوۂ خندق سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت درہؓ کے سسر حضرت نوفل بن حارث نے ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا مگر شوہر اس سعادت سے محروم رہے۔ البتہ حضرت درہؓ نے ہجرت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ان کی فریاد

حضرت درہؓ بنت ابولہب جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں تو رافع بن معلی زرقی کے گھر اتریں۔ وہاں بنو زریق کی عورتیں ان سے ملنے کے لئے آئیں اور کہنے لگیں "تم کو ہجرت کا کیا ثواب ملے گا کیونکہ تمہارے باپ ابولہب کے بارے میں سورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تھی۔ تم اسی ابولہب کی بیٹی ہو"۔ حضرت درہؓ کو یہ سن کر افسوس اور صدمہ ہوا اور یہ اسی پریشانی کے عالم میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور اپنی فریاد سنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور بٹھایا۔ پھر لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی اور تھوڑی دیر بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پکارا "لوگو مجھ کو میرے خاندان کے بارے میں تکلیف دیتے ہو۔ حالانکہ قسم ہے خدا کی میرے اقربا کو میری شفاعت ضرور پہنچے گی۔ یہاں تک کہ صد، حکم اور سلب بھی اس سے مستفید ہوں گے۔ اور فرمایا کہ میرے قرابت داروں پر طعن و تشنیع سے مجھے نہ ستایا جائے"۔

راوئ حدیث

ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں عبداللہ بن عمیرہ اور حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ ہیں۔ ان سے مروی احادیث میں سے دو مشہور حدیثیں ہیں۔ (۱) ایک دفعہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ لوگوں میں بہتر کون ہے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس میں تقویٰ زیادہ ہو۔ جو لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم کرتا، برے کاموں سے روکتا اور صلہ رحمی کرتا ہو"۔ (۲) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "کسی مردہ کے افعال کے بدلے کسی زندہ کو اذیت نہیں دی جاسکتی"۔

مہمان نواز

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں حضرت درہؓ بنت ابولہب نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔

اولاد

حضرت درہؓ کے تین بیٹے عتبہ، ولید اور ابو مسلم پیدا ہوئے۔ نیاز فتح پوری، عتبہ اور ابن اثیر عتبہ کو عقبہ لکھتے ہیں۔

□□□□□

صفیہ بنتِ عباس

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچیری بہن ہیں۔ ان کے والد کا نام عباس بن عبدالمطلب اور والدہ کا نام ام ولد ہے۔ صفیہ بنت عباس کے سگے بھائیوں میں کثیر بن عباس اور تمام بن عباس ہیں۔

□□□□□

امیمہ بنتِ عباس

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی ہیں۔ اس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچازاد بہن ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ام ولد ہے۔ مزید حالات نہیں

ملتے۔

□□□□□

ام الفضلؓ بنتِ عباس

ام الفضلؓ دختر عباس بن عبد المطلب کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ جعفر نے ابو الفضلؓ دختر عباس اور زوجہ عباس میں اسی طرح فرق بیان کیا ہے۔ امام بخاری نے ان کا ذکر بنو ہاشم کی ان خواتین میں کیا ہے جنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایتِ حدیث کی۔

□□□□□

ام کلثومؓ بنتِ عباس

حضرت ام کلثومؓ بنت عباس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلبؓ کی بیٹی ہیں۔

مختصر حالات

ان کی والدہ کا نام ام سلمہؓ بنت محمیہ بن جزء الزبیدی تھا۔ حضرت ام کلثومؓ کے سگے بہن بھائیوں کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا مگر ان کے سوتیلے بہن بھائیوں میں حضرت عباس کی دوسری تمام اولاد شامل ہے۔

حضرت ام کلثومؓ بنت عباس کا پہلا نکاح حضرت حسنؓ بن علیؓ سے ہوا اور اس سے دو بیٹے محمد بن حسن اور جعفر بن حسن پیدا ہوئے۔ بعد میں حضرت ام کلثومؓ اور حضرت امام حسنؓ میں علیحدگی ہو گئی اور ابو موسیٰ اشعری نے ان سے نکاح کر لیا اور ان سے موسیٰ نامی بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت ابو موسیٰ کی وفات کے بعد عمران بن طلحہ نے ان سے نکاح کیا مگر ان سے نباہ نہ ہوا اور یہ واپس ابو موسیٰ اشعری کے گھر چلی گئیں اور وہیں فوت ہوئیں، اور کوفہ کے باہر دفن ہوئیں۔

دراوردی نے یزید بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے اور انہوں نے ام

کلثومؓ سے روایت کی ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص کے جسم کے رونگٹے خدا کے ڈر سے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ خشک پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ ابن مندہ نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

□□□□□

ام حبیب بنتِ عباس

حضرت ام حبیب بنت عباس بن عبد المطلب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں۔ ام حبیب کے دادا عبد المطلب اور دادی نتیلہ ہیں۔ حضرت ام حبیب حضرت عباسؓ کی بیٹی تھیں اور ان کی والدہ کا نام ام الفضل ہے۔ حضرت ام حبیبؓ کے سگے بھائی فضل، عبداللہ، عبید اللہ، عبد الرحمٰن، قثم اور معبد ہیں۔ جو سب حضرت عباسؓ کے بیٹے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت عباسؓ کی نہایت تعظیم و توقیر فرمایا کرتے تھے اور ان کی معمولی اذیت سے بھی آپؐ کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک بار حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ قریش جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کے چہروں سے تازگی و شگفتگی برستی ہے مگر جب ہم سے ملتے ہیں تو برہمی کے آثار ان کے چہرے سے نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہو گئے اور فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو شخص خدا اور رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے تم لوگوں سے محبت نہ کرے گا، اس کے دل میں نورِ ایمان نہ ہو گا۔ چچا باپ کے قائم مقام ہے"۔

حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام حبیبؓ کو ان کے بچپن میں دیکھا، جب وہ گھٹنوں کے بل چلتی تھیں۔ حضرت ام حبیبؓ کے بچپن ہی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ حضرت ام حبیب بنت عباس کا نکاح اسود بن سفیان بن عبد اللہ مخزومی سے ہوا۔ اسود بن سفیان سے رزق بن اسود اور لبابہ بنت اسود پیدا ہوئے۔ حضرت ام حبیب نے اپنی والدہ لبابہ یعنی ام الفضلؓ کے نام پر اپنی بیٹی کا نام ام الفضلؓ لبابہ رکھا۔

□□□□□

جمانہؓ بنتِ ابو طالبؓ

حضرت جمانہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت ابو طالبؓ کی بیٹی تھیں۔

مختصر حالات

حضرت جمانہؓ بنت ابو طالبؓ کے متعلق بہت کم معلومات ملتی ہیں۔ قاضی سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ حضرت ابو طالبؓ کی اولاد میں جمانہؓ کا نام بھی ملتا ہے مگر ان کے حالات سے کوئی آگاہی نہیں ہوتی۔ ابنِ اسحاق امام اہل السیر نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیداوارِ خیبر میں سے تیس وسق خرما جمانہ دختر ابی طالب کے لئے مقرر فرمائے تھے۔ اسی فقرہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلعتِ اسلام سے مشرف تھیں اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ فتحِ خیبر تک حیات تھیں۔

حضرت جمانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مہربان چچا کی بیٹی تھیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا اور چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک قوت پہنچائی اور اپنی حمایت کا سایہ دراز رکھا۔ اور اپنی زندگی کے آخری لحہ تک آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمدرد اور غم گسار رہے۔ حضرت جمانہؓ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہؓ بنت اسد نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و خدمت و محبت میں اپنے شوہر کا ساتھ دیتی رہیں۔ ان کی پرورش و خدمت کی گواہی خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو فاطمہؓ بنت اسد نے اس دعوت پر اسلام قبول کیا۔

حضرت جمانہؓ بنت ابو طالب کے بہن بھائیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پیار کرتے۔ حبشہ سے جب حضرت جعفرؓ طیار خیبر کے مقام پر پہنچے تو انہیں دیکھ کر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا "میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفرؓ کے آنے کی"۔

حضرت علیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بچپن ہی میں اپنی سرپرستی میں لے لیا اور وہ تمام عمر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے داماد بھی تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محبوب چچا کی اس بیٹی سے بھی بہت محبت فرماتے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ پیداوارِ خیبر میں سے حضرت جمانہؓ کو تیس وسق غلہ عطا فرمانے کی روایت عمار نے سلمہ سے اور انہوں نے ابنِ اسحاق سے روایت کی اور ابو احمد عسکری نے عبداللہ بن سفیان بن حارث کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ان کی والدہ جمانہؓ بنت ابو طالب تھیں۔ یہ عبداللہ بن سفیان بن حارث وہی ہیں جنہوں نے حضرت امامہ بنت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی مگر صحیح روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی حضرت امامہ کا نکاح مغیرہ بن نوفل بن حارث سے ہوا تھا جو حضرت عبداللہ بن سفیان کے چچا تھے اور بقول زبیر بن بکار کے، یہ جمانہؓ حضرت ام ہانیؓ کی بہن تھیں۔ ان کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے۔

□□□□□

ام ہانیؓ بنت ابو طالبؓ

حضرت ام ہانیؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالبؓ کی بیٹی تھیں۔

نام و نسب

حضرت ام ہانیؓ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان کا نام ہند فاختہ اور فاطمہؓ کہا جاتا ہے مگر یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہؓ بنت اسد ہے اور یہ حضرت علیؓ حضرت جعفر طیارؓ، طالبؓ، عقیلؓ اور جمانہ بنت ابو طالب کی بہن ہیں۔

نکاح

حضرت ام ہانیؓ کا نکاح ہبیرہ بن ابی وہیب سے ہوا۔ اس کا نسب یہ ہے۔ ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم۔ ہبیرہ فتح مکہ کے وقت حالتِ شرک میں نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ وہاں سے واپسی اور قبولِ اسلام کی کوئی روایت نہیں ملتی۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حضرت ام ہانیؓ کے شوہر ہبیرہ بن ابی وہب فتحِ مکہ کے دن نجران چلا گیا اور کچھ اشعار بطور اعتذار کہے (ترجمہ)

○ مجھے تیری عمر کی قسم کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے بزدلی اور قتل کے ڈر کی وجہ سے پیٹھ نہیں پھیری

○ لیکن میں نے اپنے کام کو پلٹ دیا (مسلمان نہ ہوا) اور تلوار اور تیراندازی میں کوئی فائدہ نہ دیکھا۔

○ میں مقابلے کے لئے اڑا رہا لیکن جب مجھے اپنے موقف کے بارے میں خطرہ پیدا ہوا تو میں مڑا تاکہ دوبارہ حملے کے لئے اس طرح آؤں، جس طرح شیر اپنے بچے کی طرف آتا ہے۔

ابنِ اسحاق سے روایت ہے کہ جب ہبیرہ کو نجران میں حضرت ام ہانیؓ کے قبول اسلام کی خبر ہوئی تو اس نے کچھ اشعار کہا۔ دو کا ترجمہ دیکھیں جس میں اسود نے ام ہانیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے۔

○ اور اگر تو نے دینِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرلی ہے اور قطع رحمی کر کے سب رسیوں کو کاٹ دیا ہے۔

○ تو ایک دور دراز ٹیلے کی چوٹی پر جا، جو گول اور مٹیالی ہو اور جس کی نمی خشک ہو چکی ہو۔

اسلام

حضرت ام ہانیؓ کے قبول اسلام کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ یہ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائیں اور بعض کے مطابق انہوں نے اپنا اسلام چھپایا ہوا تھا۔ ویسے قدیم الاسلام تھیں۔ بہرحال انہوں نے اسلام قبول کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

حضرت ام ہانیؓ بنت ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کو دے دیا۔ یہ اس وقت روزہ سے تھیں مگر واپس کرنا پسند نہ کیا اور پی لیا۔ پینے کے بعد عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں روزے سے ہوں مگر میں نے آپؐ کا چھوڑا ہوا دودھ پی لیا ہے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر روزہ رمضان کی قضا کا ہے تو کسی دوسرے دن یہ رکھ لینا اور اگر محض نفل ہے تو اس کی قضا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تمہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ہانیؓ کا بہت لحاظ اور خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک بار فتح مکہ کے موقع پر حارث بن ہشام مخزومی اور زہیر بن امیہ مخزومی نے حضرت ام ہانیؓ کے گھر پناہ حاصل کی۔ یہ دونوں حضرات واجب القتل قرار پا چکے تھے۔ جب حضرت علیؓ کو خبر ہوئی کہ یہ دونوں حضرت ام ہانیؓ کے گھر پناہ گزیں ہیں تو فوراً وہاں پہنچے اور ان دونوں کو قتل کرنا چاہا۔ حضرت ام ہانیؓ نے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے کہا کہ انہوں نے میرے ہاں پناہ لی ہے اس لیے میں ان کو ہرگز قتل نہیں ہونے دوں گی۔ پھر ان دونوں کو لے کر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے ان دونوں کو پناہ دی ہے مگر حضرت علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس کو تم نے پناہ یا امان دی اس کو ہم نے بھی دی"۔ اس واقعہ کے بعد حارث بن ہشام اور زہیر بن امیہ دونوں نے اسلام قبول کرلیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام ہانیؓ سے بڑی محبت فرماتے۔ ایک مرتبہ ان سے فرمایا "ام ہانیؓ بکری لے لو۔ یہ بڑی برکت والی چیز ہے"۔

واقعۂ معراج اور ام ہانیؓ

واقعۂ معراج کے موقع پر جب حضرت جبریلؑ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے آئے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابوطالبؓ کی بیٹی حضرت ام ہانیؓ کے گھر سو رہے تھے۔ یہ پیر کا دن تھا۔ حضرت جبریلؑ براق لے کر خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر سوار کرا کے پہلے بیت المقدس، پھر وہاں سے آسمانوں پر لے گئے۔ وہاں کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ جنت اور دوزخ دیکھی، انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی، وہیں پنج وقتی نماز کی فرضیت کا حکم ملا۔ معراج کا بلاوا خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سرا میں کیوں نہ پہنچا اور حضرت جبریلؑ اس وقت کیوں حاضر ہوئے جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں نہ تھے، اس کی توجیہ راجا رشید محمود یوں بیان فرماتے ہیں کہ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قیام گاہ سے بلایا جاتا تو دو ہی صورتیں تھیں یا آپؐ کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہوتے یا باہر سے آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اجازت کے لئے پکارتے۔ مومنوں کے لئے یہ دونوں صورتیں ممکن نہیں' اس لئے اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور سے بُلا بھیجنے کا اہتمام کیا گیا"۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں حضرت اُمِ ہانیؓ کے قدموں کی آہٹ سنی۔ اور حضرت بلالؓ کی اذان کی آواز اور قدموں کی چاپ۔ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کو جنت میں ایک نہایت خوبصورت سرخ و سپید کنیز کی خوشخبری اور جنت کی بشارت دی۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں جب معراج کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمِ ہانیؓ کو سنایا تو انہوں نے بڑھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر تھام لی اور عرض کی کہ آپؐ یہ بات قریش کے سامنے نہ کریں کیونکہ وہ آپ کی تکذیب کریں گے مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر چھڑائی اور باہر چلے گئے۔ حضرت اُمِ ہانیؓ نے فوراً" اپنی کنیز سے کہا کہ تیرا بھلا ہو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا اور غور سے سن کہ آپؐ لوگوں سے کیا فرما رہے ہیں۔

راویٔ حدیث

حضرت اُمِ ہانیؓ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۴۶ حدیثیں روایت کیں جو صحاح وغیرہ کتبِ احادیث میں مذکور ہیں اور حسبِ ذیل راویوں سے منقول ہیں۔ جعدہ' یحییٰ' ہارون' ابو مرہ' ابوصالح' حضرت عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن حارث بن نوفل' عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' مجاہد' عروہ وغیرہ۔

مولانا سعید انص "اری عبداللہ بن عیاش' شعبی' عطا' کریب' محمد بن عقبہ کا اضافہ کرتے ہیں۔ "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" میں ان راویوں میں حضرت علیؓ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ حضرت اُمِ ہانیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی کبھی مسائل دریافت کیا کرتی تھیں' جس سے ان کی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک آیت کی تفسیر پوچھی تھی اور ایک بار انہوں نے عرض کی کہ اب میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور چلنے پھرنے سے ضعف معلوم ہوتا ہے' اس لئے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کو میں بیٹھے بیٹھے انجام دے سکوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سبحان اللہ' الحمدُ للہ' اللہ اکبر اور لاالٰہ الا اللہ ایک ایک سو بار پڑھ لیا کرو"۔

عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت اُمِ ہانیؓ کے علاوہ کسی اور آدمی کو نہیں دیکھا جس نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاشت کے وقت نماز پڑھتے

دیکھا ہو۔ ان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے' غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی اور فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا' البتہ رکوع' سجود باقاعدہ ادا فرمائے۔

اولاد

حضرت اُمِ ہانیؓ کثیر الاولاد تھیں۔ ان کے بیٹوں میں عمرو' ہانی' یوسف اور جعدہ مشہور ہیں۔

وفات

مولانا سعید انصاری لکھتے ہیں کہ ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد مدت تک یہ زندہ رہیں اور تہذیب میں ہے کہ امیر معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں انتقال کیا۔

□□□□□

فاطمہؓ بنتِ حمزہ

حضرت فاطمہؓ بنتِ حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس معزز خاتون کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کہا ہے اس لئے ہم ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہ بولی بیٹی کے حوالے سے کر رہے ہیں۔

□□□□□

اروی بنتِ کریز

یہ حضرت اُمِ حکیمؓ بنتِ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں' اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ دوسری نسبت سے یہ حضرت عثمانِ غنی کی والدہ ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن بھی ہیں۔ ہم ان کا تفصیلی ذکر سمدھن کے باب میں کریں گے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ——

رضاعی بہنیں

حضرت شیماؓ بنتِ حارث

حضرت شیماؓ بنت حارث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ سعدیہ کی بیٹی تھیں۔ اس نسبت سے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ شریک بہن ہیں۔

مختصر حالات

ان کے اصل نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان کا نام زیادہ تر حذافہ لکھا جاتا ہے مگر یہ شیما کے لقب سے مشہور ہیں۔ جس زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہؓ سعدیہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے' اس زمانہ میں حضرت شیماؓ بھی اپنی والدہ کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش اور خدمت و تربیت اور دیکھ بھال میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ جب حضرت حلیمہؓ گھر کے کاموں میں مصروف ہوتیں تو شیماؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھائے اٹھائے پھرا کرتی تھیں۔ بہلاتیں' نہلاتیں' دھلاتیں اور کپڑے بدلا کرتی تھیں۔

محمد بن الجبل الازدی نے کتاب الترقیص میں ذکر کیا ہے کہ حضرت شیماؓ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلایا کرتیں اور لوری دیا کرتی تھیں۔

حضرت شیماؓ کے حالاتِ زندگی زیادہ نہیں ملتے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے حالات کے بعد صرف غزوۂ حنین میں ان کی جو ملاقات آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی' اس کی کچھ معلومات ملتی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ غزوۂ حنین کے چھ ہزار قیدیوں میں حضرت شیماؓ بھی شامل تھیں۔ حضرت شیماؓ نے مسلمان لشکریوں سے کہا کہ میرے ساتھ ادب سے بات کرو کیونکہ میں تمہارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بہن ہوں۔ اگر یقین نہیں آتا تو مجھے اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس لے چلو۔ وہ انہیں دربارِ رسالت میں

لے آئے۔ حضرت شیماؓ نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنا تعارف کروایا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پہچان لیا اور ان سے بہتر سلوک کیا۔ اور پہچان کر ان کی تعظیم کے لیے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ مرحبا کہا اور ان کے لیے اپنی مبارک چادر بچھا دی۔ اپنی چادر پر انہیں بٹھایا۔ انہیں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ان کی بڑی قدر و عزت کی۔ ان کی ہر طرح تسلی و تشفی بھی کی اور مہمان نوازی بھی کی۔ دیر تک اپنی رضاعی بہن سے باتیں کرتے رہے۔

غزوۂ حنین کے علاوہ اہلِ سیر کسی اور ملاقات کا ذکر نہیں کرتے۔ "سیرۃ الحلبیۃ" میں لکھا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شیماؓ کو ماں فرمایا کیونکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود میں لیا تھا۔

"اصابہ" میں ابنِ حجر' ابو عمر کے حوالے سے حضرت شیماؓ کے اسلام لانے کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت شیماؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار دیا کہ وہ واپس جانا چاہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہیں۔ انہوں نے اپنے قبیلے میں رہنے کو ترجیح دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شیماؓ کی سفارش پر ایک مجرم بجاد کو معاف کر دیا۔ یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ بنی سعد کے اس مجرم نے ایک مسلمان کو پکڑ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھر ان ٹکڑوں کو آگ میں جلا دیا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو تلاش کریں اور جب قابو پا لیں تو اور مضبوط اور محفوظ رکھیں تاکہ وہ بھاگ نہ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس مجرم کو سزا نہ دی گئی یعنی آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں علم تھا کہ ایک محترم ہستی حضرت شیماؓ اس کی سفارش کریں گی لہٰذا اس کو سزا دینے کے بجائے محفوظ رکھا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت شیماؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر واپس چلی گئیں اور وہاں پہنچیں تو ہوازن کی عورتوں نے ان سے بجاد کے متعلق گفتگو کی تو یہ واپس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور بجاد کو معاف کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے بجاد کو معاف کر دیا۔

□□□□□

حضرت انیسہؓ بنتِ حارث

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن ہیں۔ ان کی ماں حضرت حلیمہؓ اور بہن شیماؓ ہیں۔ باپ حارث بن عبد العزیٰ ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ **انیسہؓ** بنت حارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناضرہ بن بکر بن ہوازن۔ ان کے بارے میں صرف اتنی معلومات ملتی ہیں کہ یہ حضرت حلیمہؓ سعدیہ کی اولاد تھیں۔ اس کے علاوہ کچھ علم نہ ہو سکا۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ——

بھابیاں

فاطمہ بنتِ شیبہ

فاطمہ بنت شیبہ حضرت عقیل بن ابوطالب کی بیوی تھیں اور اس رشتہ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔

مختصر حالات

فاطمہ بنتِ شیبہ کا نسب یہ ہے۔ فاطمہ بنتِ شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن مناف قریشیہ ہاشمیہ۔ یہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کی چچا زاد بہن تھیں۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں فتح کے بعد حضرت علیؓ گھر تشریف لائے تو ان کی تلوار خون سے لتھڑی ہوئی تھی۔ ان کی بیوی نے پوچھا کہ میدانِ جنگ سے کیا غنیمت لائے ہو۔ انہوں نے ایک سُوئی انہیں دی کہ یہ لو اس سے کپڑے سیا کرنا۔ اتنے میں منادی کی آواز ان کے کان میں پڑی کہ اگر کسی نے تاگا یا سوئی بھی مال غنیمت سے لی ہو تو وہ واپس کر دے۔ حضرت علیؓ نے سوئی واپس کر لی۔ ابنِ ہشام نے زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے والد سے اس خاتون کے بارے میں یہ روایت بیان کی ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ سُوئی کا واقعہ **فاطمہ** بنتِ ولید بن عتبہ کے بارے میں ہے جو عقیل کی زوجہ تھیں لیکن ابنِ ابی ملیکہ اور ابنِ ابی حسین سے مروی ہے کہ عقیل کی بیوی فاطمہ بنتِ عتبہ بن ربیعہ تھیں جو ہند کی بہن تھیں۔ نسائی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو عمر نے استدراک کیا ہے۔

□□□□□

خلیلہ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھیوں میں حضرت **خلیلہ** کا نام بھی شامل ہے۔ یہ

حضرت عقیلؓ بن ابوطالب کی بیوی تھیں اور ان کے دو بیٹوں علی بن عقیل، محمد بن عقیل اور ایک بیٹی رملہ بنتِ عقیل کی والدہ ہیں۔

حضرت عقیل کی دو چار روایتوں کا پتا چلتا ہے جن کے راوی محمد بن عقیل اور حسن بصری اور عطا ہیں۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابوطالب نے نکاح کیا۔ پھر جب ہمارے پاس آئے تو ہم نے بطورِ تہنیت کہا کہ آپ کے بیٹے بیٹیاں کثرت سے ہوں۔ تو حضرت عقیلؓ نے کہا کہ یہ نہ کہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ کہو اللہ تمہارے لئے برکت دے اور تم پر برکت نازل کرے اور تمہارے لئے اس بی بی میں برکت ڈال دے۔

□□□□□

اُمِ سعید

حضرت عقیلؓ بن ابوطالب کی بیویوں میں اُمِ سعید نامی خاتون کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس نسبت سے یہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔ ان کے حالات سے آگاہی نہیں ہو سکی مگر یہ حضرت عقیلؓ کے دو بیٹوں یزید بن عقیل اور سعید بن عقیل کی ماں ہیں۔

□□□□□

اُمِ ولد

اُمِ ولد حضرت عقیلؓ بن ابوطالب کی بیوی ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔ امِ ولد کا نام حضرت عقیلؓ کی بیویوں میں تو موجود ہے مگر ان سے کسی اولاد کا ذکر نہیں، صرف معین الدین ندوی ان کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فاروق کے بہنوئی قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی الجمحی کی بیویوں کے ذکر میں امِ ولد نامی ایک خاتون کا ذکر بھی ملتا ہے جو ان کی بیٹی حفصہ بنتِ قدامہ کی ماں ہے۔ اس کے علاوہ امِ ولد کے کچھ حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

اسماء بنتِ سفیان

یہ خاتون حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں کیونکہ ان کے شوہر حضرت عقیل بن ابوطالبؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عقیلؓ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ خیبر کی پیداوار میں سے ڈیڑھ سو وسق سالانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عقیلؓ کے لئے مقرر کر دیا تھا۔

حضرت اسماء بنتِ سفیان حضرت عقیل کے بیٹوں مسلم بن عقیل، عبداللہ بن عقیل، عبدالرحمٰن بن عقیل اور عبداللہ الاصغر کی والدہ تھیں۔ واقعۂ کربلا میں اسماء بنت سفیان کے بیٹے مسلم بن عقیل عبداللہ بن عقیل اور عبدالرحمٰن بن عقیل اور ایک پوتا عبداللہ بن مسلم بن عقیل شہید ہوئے تھے۔

□□□□□

اُمِ بنین

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عقیلؓ کی بیوی ہیں۔ معین الدین ندوی حضرت عقیلؓ کی بیویوں میں ام بنین کا نام بھی شامل کرتے ہیں جو ان کے بچوں جعفر بن عقیل، اکبر بن عقیل، ابو سعید بن عقیل اور احول بن عقیل کی والدہ ہیں۔ ام البنین نامی ایک خاتون کا ذکر حضرت علیؓ کی بیویوں میں بھی ہے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے شادی کی کہ یہ بچوں کا خیال رکھیں۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت یہ ان کے پاس موجود بیویوں میں سے تھیں اور حضرت علیؓ کے چار بیٹوں عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان کی والدہ تھیں۔ حضرت عقیل حضرت معاویہ کے عہد میں فوت ہوئے۔

حضرت علیؓ کے چار بیٹے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان شہدائے کربلا میں شامل تھے۔ دن کے علاوہ حضرت عقیلؓ صاحبزادے جو حضرت امِ بنین کے بیٹے ہیں۔ حضرت جعفر بن عقیل اور ابو سعید بن عقیل اور ابو سعید بن عقیل کے بیٹے محمد بن کربلا کے شہدا میں سے ہیں۔

□□□□□

اسماء بنتِ عمیس

حضرت اسماء بنتِ عمیس کا حضرت علیؓ اور ان کے بھائی جعفرؓ سے یکے بعد دیگرے نکاح ہوا۔ ان دونوں رشتہ سے یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔ ہم نے ان کا تفصیلی ذکر حضرت جعفر طیارؓ کی بیوی کے حوالے سے کیا ہے۔

□□□□□
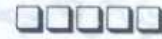
فارعہ بنتِ ابُوسُفیان

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اُمُ المؤمنین حضرت امِ حبیبہؓ کی بہن بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کی بیوی بھی۔

نام ونسب

یہ اُم المؤمنین امِ حبیبہ کی بہن ہیں اور ان کے والد کا نام ابُوسفیان بن حرب بن امیہ ہے۔

نکاح

ان کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنتِ عبدالمطلب کے بیٹے ابو احمد بن جحش سے ہوا تھا۔ ابو احمد بن جحش کا نسب یہ ہے۔ ابو احمد بن جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ فارعہ بنتِ ابوسفیان اور ابو احمد بن جحش دونوں کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ ان دونوں کی بہنیں امِ حبیبہ بنت ابوسفیان اور زینب بنتِ جحش مومنوں کی مائیں ہیں۔

ابو احمد شاعر تھے اور اول ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ یہ نابینا تھے مگر مکہ کے نشیب و فراز میں بغیر کسی ساتھی کے گھومتے پھرتے تھے۔ عبداللہ بن جحش نے اپنے اہل و عیال اور بھائی ابو احمد بن جحش کے ساتھ ہجرت کی اور یہ مدینہ میں مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں

ٹھہرے تھے۔ ابُو مُوسیٰ نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن جحش نے اپنی بیوی فارعہ کے ساتھ ہجرت کی۔ ابنِ اثیر اس بات کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ غلطی سے لکھا گیا ہے کیونکہ فارعہ ابو احمد بن جحش کی بیوی تھیں۔

حضرت ابو احمد کی ہجرت کے بعد ابوسفیان نے ان کا مکان بیچ ڈالا تو انہوں نے ایک منظوم شکایت لکھی۔ فتح مکہ میں جب مسلمان فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ابو احمد نے سب سے سامنے مطالبہ رکھا۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے ذریعہ ان کو چپکے سے کچھ کہلا بھیجا۔ اس کے بعد انہوں نے آخر دم تک اس مکان کے متعلق ایک لفظ نہ کہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے کہلایا تھا کہ تم اس مکان کو جانے دو اس کے عوض تم کو خلدِ بریں میں قصر ملے گا۔

ام المؤمنین زینبؓ بنتِ جحش کے جنازے کو ابو احمد بن جحش کندھا دیئے ہوئے تھے، زار و قطار رو رہے تھے تو حضرت عمرؓ نے ان کے نابینا ہونے کی وجہ سے انہیں کہا کہ ابو احمدؓ لوگوں کے رش کی وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہ ہو، اس لئے تم جنازے سے ہٹ جاؤ۔ یہ روتے ہوئے بولے "اے امیر المؤمنین یہی وہ شخصیت ہے جس کی بدولت ہمیں خیر اور بھلائی نصیب ہوئی۔ ان کے ان احسانات کی وجہ سے اس وقت کی ہر سختی اور تنگی ہیچ ہے۔ اس لئے حضرت عمر نے فرمایا "اچھا، چمٹے رہو"۔ یعنی چارپائی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔

اولاد

فارعہ بنتِ ابوسفیان کے حالات میں ان کی اولاد کا ذکر نہیں ہے۔ شاہ معین الدین ندوی ابو احمدؓ بن جحش کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ صرف بیوی رفاعہ تھیں۔

حافظ افروغ حسن لکھتے ہیں کہ اُمُ المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش کو قبر میں اتارنے والوں میں حضرت زینبؓ کے بھتیجوں اور بھانجوں میں سے محمدؓ بن عبداللہ اسامہ بن ابی احمد اور محمد بن طلحہ نے ان کو ان کی آخری آرام گاہ میں اتارا۔

ابنِ اثیر عبداللہ بن ابی احمد بن جحش کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی احمد بن جحش پیدا ہوئے تو انہیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لایا گیا اور آپ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا۔ یہ اور ان کے والد ابی احمد بن جحش صحابی ہیں۔

□□□□□

اُمِ کلثومؓ بنت سہیل

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ابو سبرہ کی بیوی تھیں۔ اس طرح ام کلثومؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھاوج تھیں۔

نکاح

حضرت ام کلثومؓ بنتِ سہیل کا نکاح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے ابو سبرہؓ بن رہم سے ہوا۔ ابو سبرہؓ ام المؤمنین حضرت سودہؓ کے ایما پر ایمان لائے تھے۔ حضرت سودہؓ اپنے قبیلہ بنی لُوی میں سب سے پہلے ایمان لائیں۔

مختصر حالات

دعوتِ توحید کے ابتدائی تین سالوں میں حضرت سودہؓ کے میکے اور سسرال کے خاندان کے افراد نے ان کی ایما پر اسلام قبول کیا۔ ان کی تعداد ۱۳۳ تھی۔ ام المؤمنین حضرت سودہؓ حضرت ام کلثومؓ بن سہیل کے چچا سکران بن عمرو کی بیوی تھیں۔ حضرت سودہؓ کے ایما پر ایمان لانے والوں میں حضرت ام کلثومؓ بنتِ سہیل کے چچا سکران بن عمرو، حاطب بن عمر اور سلط بن عمرو کے علاوہ ان کا بھائی عبداللہ بن سہیل بن عمرو اور شوہر ابو سبرہؓ بھی شامل تھے۔

حضرت ام کلثومؓ بنتِ سہیل بن عمرو نے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ ہجرتِ حبشہ ثانیہ میں اٹھارہ عورتیں اور ۸۲ مرد شامل تھے۔ ان میں ام کلثومؓ بنتِ سہیل کے علاوہ ان کے چچا سکران بن عمر، سلیط بن عمرو، ابو حاطب بن عمرو، ان کے شوہر ابو سبرہؓ بن ابی رہم ان کے بھائی عبداللہ بن سہیل ام المومنین حضرت سودہ اور ان کے بھائی مالک بن زمعہ اور مالک بن زمعہ کی بیوی عمیرہؓ بنت السعدیٰ بھی شامل تھیں۔

حافظ افروغ حسن لکھتے ہیں کہ غزوہ اُحُد کے قیدیوں میں حضرت ام کلثوم کے والد سہیل بن عمرو بھی قید ہوئے۔ حضرت ام المومنین حضرت سودہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عفرا کے گھرانے کے شہید بچوں کی تعزیت کے لئے گئی تو معلوم ہوا کہ قیدی آ گئے ہیں۔ انہیں دیکھنے کے لئے لوگ گھروں سے نکل پڑے۔ میں نے دیکھا کہ حجرے کے ایک کونے میں سہیل بن عمرو کھڑا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ حالت دیکھی تو بے اختیار کہا "اے ابو یزید! قیدی بننے کی ذلت پر عزت کی موت کیوں نہ مر گئے؟" اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نے مجھے چونکا دیا جو فرما رہے تھے "سودہؓ کیا اسے اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت پر ابھار رہی ہو"۔ میں نے معذرت کی اور کہا کہ اس سردار کو دیکھ کر بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے تھے۔

حضرت ام کلثومؓ کے والد کا شمار قریش کے شریفوں، عاقلوں، خطیبوں اور سرداروں میں تھا۔ یہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ سہیل اپنی بیٹی ہند کے سوا تمام گھر والوں کو لے کر جہاد کے لئے ملک شام چلے گئے تھے۔ سب لوگ وہیں مر گئے۔ سوائے ان کی بیٹی ہند اور فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے اور کوئی باقی نہ رہا۔ لوگ ان دونوں کو لے کر حضرت عمر کے پاس آئے۔ حارث بن ہشام بھی شام کو گئے تھے۔ ان کے گھر والوں میں سوائے عبدالرحمٰن بن حارث کے کوئی نہ آ سکا۔ اس لئے حضرت عمر نے فاختہ بنت عتبہ بن سہیل اور عبدالرحمٰن بن حارث کی شادی کر دی۔ ان سے خوب نسل پھیلی۔

حضرت خثیمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرے والد عبدالرحمٰن بن ابو سبرہ میرے دادا کے ہمراہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہارے بیٹے کا نام کیا ہے"۔ انہوں نے کہا "عزیز"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس کا نام عزیز نہیں بلکہ عبدالرحمٰن رکھو" اور فرمایا کہ عبدالرحمٰن، عبداللہ اور حارث بہت اچھے نام ہیں۔

□□□□□

لیلیٰ بنتِ مسعود

لیلیٰ بنتِ مسعود حضرت علی المرتضیٰ کی بیوی ہیں اور اس رشتہ سے یہ حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی بھابھی بنتی ہیں۔ حضرت علیؓ کے دو بیٹوں عبداللہ اور ابوبکر کی ماں لیلیٰ بنتِ مسعود ہیں۔ سبط ابن جوزی "تذکرہ الخواص" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ بن جعفر بن ابوطالب کی بیویوں میں لیلیٰ بنتِ مسعود بھی شامل ہیں۔ حضرت عبداللہؓ سے لیلیٰ بنتِ مسعود سے صالح، یحییٰ، موسیٰ، جعفر، ام ابیہا اور ام پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ بن جعفرؓ سے لیلیٰ نے حضرت علیؓ کے بعد نکاح کیا ہو گا۔ حضرت علیؓ نے لیلیٰ بنتِ مسعود نسلی سے جنگِ جمل کے فوراً بعد نکاح کیا تھا اور نکاح کے بعد پورے بہتر دن ایک مکان میں قیام کیا تھا جو ناصر خسرو کی سیاحت کے زمانہ تک "مشاہدِ علیؓ" کے نام سے مشہور رہا۔ لیلیٰ بنتِ مسعود کے بارے میں نجم الحسن کراروی لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت یہ موجود تھیں۔

□□□□□

اُمّ البنین بنتِ حزام

ام البنین کا اصل نام معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کی بیوی ہیں۔ ان کا نسب ام البنین بنتِ حزام بن خالد ہے۔ نواز رومانی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے چار بیٹے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان ان سے پیدا ہوئے۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمۃؓ الزہرا کی وفات کے بعد بچوں کی نگرانی و تربیت کے لئے حضرت علیؓ نے ام البنین بنتِ حزام سے نکاح کیا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت ان کے پاس موجود ہونے والی بیویوں میں سے ام البنین بنتِ حزام بھی شامل تھیں۔

شہدائے کربلا میں عباس بن علی، جعفر بن علی، عبداللہ بن علی اور عثمان بن علی بھی شامل ہیں۔ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ عباس بن علی کے علاوہ ام البنین کے سب بیٹے کربلا میں شہید ہوئے۔

□□□□□

اُمِ سعید بن عُروہ

ام سعید ان کی کنیت ہے۔ نام کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ حضرت علیؓ کی بیوی ہیں اور حضرت علیؓ کی دو بیٹیوں ام الحسن اور رملہ کبریٰ کی ماں ہیں۔ اس رشتہ سے

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔

□□□□□

خولہ بنتِ جعفر

یہ حضرت علیؓ کی بیوی ہیں۔ ان سے حضرت علیؓ کا ایک بیٹا محمد پیدا ہوا۔ خولہ یقیناً مسلمان ہوں گی مگر مجھے ان کے بارے میں کسی جگہ سے معلومات نہیں ملیں۔ صرف ابنِ عبدالشکور لکھتے ہیں کہ محمد بن علی تاریخِ اسلام میں محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ خولہ کے والد جعفر کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ حضرت علیؓ کی وفات پر ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ حضرت علیؓ کے غسل میں شریک تھے۔ محمد بن حنفیہ پانی ڈالتے جاتے تھے۔

□□□□□

اُمِ حبیب بنتِ ربیعہ

یہ حضرت علیؓ کی زوجہ ہیں۔ اس رشتہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔ ان کا نام "سیرتِ ابوتراب" میں صہبا یا اُمِ حبیب لکھا ہے۔ شاہ معین الدین لکھتے ہیں صہبا یا ام حبیبہ بنت ربیعہ ہی "امِ ولد" تھیں۔ اُمِ حبیب سے حضرت علیؓ کی ایک بیٹی رقیہ اور ایک بیٹا عمر پیدا ہوئے۔ ان کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں اور ان کے والد کے بارے میں بھی معلومات نہیں ملتیں مگر محمد بن عبداللہ بن ابی رافع نے ربیعہ بن قیس عدوانی کے بارے میں تذکرہ کیا ہے کہ ربیعہ بن عدوانی صحابی تھے اور حضرت علیؓ کے ہمراہ شریک تھے۔ یہ عدوان بن عمرو بن قیس غیلان کے خاندان سے تھے۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا یہی اُمِ حبیب کے والد تھے یا کوئی اور تھے۔

□□□□□

محیات بن امراؤ القیس

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کی زوجہ ہیں۔ ان سے

حضرت علیؓ کی ایک بیٹی پیدا ہوئیں جو بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔ "سیرتِ ابو تراب" میں ان کا نام محیاط بنت امراؤ القیس لکھا ہے۔ محیات بنت امراؤ القیس کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا تو ان کے والد کے بارے میں جستجو ہوئی۔ مگر ابن اثیر نے امراؤ القیس نامی تین اشخاص کا ذکر کیا ہے (۱) قبیلہ قضاعہ کے امراؤ القیس ابن اصبغ کلبی (۲) قبیلہ کندہ کے امراؤ القیس ابن عابس بن منذر اور (۳) امراؤ القیس بن فاخر بن طماح بن شرجیل خولانی۔ مگر ان تینوں میں سے کسی کی بیٹی کا نام محیاط یا محیات کا ذکر نہیں ہے۔ قبیلہ قضاعہ کے امراؤ القیس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کے ماموں تھے۔

□□□□□

اسماء بنتِ عمیس

حضرت اسماء بنتِ عمیس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالبؓ کے بیٹے جعفرؓ طیار کی بیوی ہیں۔

نام ونسب

یہ قبیلہ خثعم سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ اسماء بنتِ عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک ابن بشیر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل (خثعم) ان کی والدہ کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا۔ ہند بنتِ عوف قبیلہ کنانہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسماء ام المومنین حضرت میمونہ بنتِ حارث کی اخیافی بہن تھیں۔

نکاح

حضرت اسماء بنتِ عمیس کا پہلا نکاح حضرت جعفرؓ طیار سے ہوا۔ حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ کے سگے بھائی تھے اور ان سے دس برس بڑے تھے۔ مسلمان حبشہ کو ہجرت کر گئے اور نجاشی کے پاس پناہ لی۔ ان میں جعفرؓ اور اسماء بھی تھے۔ قریش کو اس بات سے تکلیف پہنچی اور وہ تحفے تحائف لے کر نجاشی کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ ہمارے چند سادہ لوح

آدمیوں نے ایک نیا مذہب گھڑ لیا ہے جو ہمارے اور آپ کے دین کے خلاف ہے۔ اس لئے ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ نجاشی نے کہا میں جب تک خود ان لوگوں کو بلا کر تحقیق نہ کر لوں تم لوگوں کے حوالے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس نے مہاجرین کو دربار میں بلایا۔ مہاجرین نے اپنا ترجمان حضرت جعفرؓ طیار بن ابو طالب کو بنایا۔ نجاشی نے دریافت کیا کہ وہ کون سا مذہب ہے جس کی خاطر تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا۔ حضرت جعفرؓ طیار نے اس موقع پر جو تقریر کی وہ تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جہالت میں مبتلا تھے' بتوں کو پوجتے' اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے' مُردار کھاتے تھے۔ خدا نے ہم میں سے ایک صاحب کو رسولؐ بنایا جنہوں نے ہمیں توحید کی دعوت دی' سچ بولنے' وعدہ پورا کرنے' امانت میں خیانت نہ کرنے' بُت پرستی ترک کرنے' بدکاری اور فریب سے بچنے' ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے' نماز پڑھنے' روزہ رکھنے کے لئے کہا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھایا۔ اس پر ہماری قوم نے ہمیں اذیتیں دیں اور پھر بت پرستی اور بدکاریوں میں مبتلا کرنا چاہا۔ اس لئے ہم ان لوگوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر آپ کی حکومت میں آگئے ہیں۔

نجاشی متاثر ہوا اور کہا تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کتاب کا کوئی حصہ سناؤ۔ اس پر حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کا ابتدائی حصہ سنا دیا۔ یہ سن کر نجاشی پر رقت طاری ہو گئی اور وہ اس قدر رویا کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی اور وہ پکار اٹھا کہ تمہارے نبیؐ کی کتاب اور انجیلِ مقدس ایک ہی نور کی کرنیں ہیں۔ میں تمہیں ان لوگوں کے حوالے نہیں کروں گا۔ نجاشی نے قریش کو صاف انکار کر دیا۔ حضرت جعفرؓ سے روایت ہے کہ پھر اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان لوگوں (مہاجرین) میں سے کسی کو ستائے گا' اس پر چار درہم جرمانہ کیا جائے گا۔ پھر نجاشی نے ہم سے پوچھا کہ یہ جرمانہ کافی ہے۔ ہم نے کہا "نہیں"۔ اس پر اس نے جرمانہ دوگنا کر دیا۔

قبولِ اسلام

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی دارِ ارقم میں مقیم نہیں ہوئے تھے کہ یہ مسلمان ہو گئیں۔ اسی زمانے میں حضرت جعفر نے اسلام قبول کیا تھا۔ اس وقت صرف تیس آدمیوں

نے اسلام قبول کیا تھا۔ اس طرح حضرت **اسماء** بنتِ عمیس کو اول ایمان لانے والوں میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

خصوصیات اسماء بنتِ عمیس

حضرت **اسماء** بنتِ عمیس اور ان کے شوہر حضرت جعفرؓ بن ابو طالبؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ حضرت **اسماء** بنتِ عمیس کئی سال حبشہ میں مقیم رہیں۔ ۷ ہجری میں جب خیبر فتح ہوا تو یہ مدینہ آئیں۔ حضرت حفصہؓ کے گھر گئیں، وہاں حضرت عمر فاروق بھی آ گئے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ اسماء بنتِ عمیس ہیں تو کہنے لگے۔ ہم کو تم پر فضیلت ہے، اس لئے کہ ہم مہاجر ہیں۔ حضرت **اسماء** کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ بولیں "کبھی نہیں! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھوکوں کو کھلاتے اور جاہلوں کو پڑھاتے تھے لیکن ہماری حالت بالکل جداگانہ تھی، ہم نہایت دور و دراز مقام پر صرف خدا اور رسول (جل وعلا و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خوشنودی کے لئے پڑے رہے۔ اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں"۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضرت **اسماء** بنتِ عمیس نے سارا واقعہ سنایا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "انہوں نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتیں، اس لئے تم کو زیادہ فضیلت ہے"۔ حضرت **اسماء** اور دوسرے مہاجرین کو اس قدر مسرت ہوئی کہ دنیا کی تمام فضیلتیں ہیچ معلوم ہوتی تھیں۔ مہاجرین حبشہ جوق در جوق حضرت **اسماء** بنتِ عمیس کے پاس آئے اور یہ واقعہ سنتے۔

مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ حضرت **اسماء** نے براہ راست حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دعا بتائی اور فرمایا کہ مصیبت اور تکلیف کے وقت اس کو پڑھا کرو۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جعفرؓ اور **اسماء** کی اولاد سے بے حد محبت کرتے۔ ایک بار عبداللہ بن جعفرؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گزرے اور ان کو اٹھا کر اپنی سواری پر بٹھا لیا۔

"اصابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت **اسماء** کو خواب کی تعبیر میں بھی دخل تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ اکثر ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت جعفرؓ کے بچوں کو کمزور دیکھ کر پوچھا کہ یہ اس قدر دبلے کیوں ہیں۔ حضرت **اسماء** بنتِ عمیس نے بتایا کہ ان کو نظر بہت لگتی ہے۔ حضرت **اسماء** کو ایک منتر یاد تھا۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا اور اجازت مانگی کہ یہ دم پڑھ کر وہ بچوں کو دم کرلیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت

مُوتہ کے رئیس شرجیل بن عمرو غسانی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر حضرت حارث بن عمیر ازدی کو شہید کر دیا تھا۔ حارثؓ بن عمیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامۂ مبارک کو حاکمِ بصریٰ حارث بن شمر غسانی کے پاس جا رہے تھے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سفیر کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے تین ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مُوتہ کی طرف روانہ کیا۔ اور اس لشکر کا سردار حضرت زیدؓ بن حارثہ کو مقرر کیا اور ارشاد فرمایا کہ "اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابو طالبؓ کو لشکر کی قیادت سونپ دی جائے اور اگر جعفرؓ شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ کو قائد لشکر بنا دیا جائے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مجاہدینِ اسلام اپنے میں سے جس کو بہتر سمجھیں، اپنا سالار مقرر کرلیں"۔

مُوتہ کے میدان میں سالار لشکر حضرت زیدؓ بن حارثہ مردانہ وار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ تو حکمِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق حضرت جعفرؓ نے عَلَم سنبھالا اور اس بہادری سے لڑے کہ ان کے جسم پر نوّے زخم آئے۔ آخر شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے بھی جامِ شہادت نوش فرمایا تو حضرت خالد بن ولید نے عَلَم سنبھال لیا۔

نکاحِ ثانی و ثالث

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت **اسماء** بنتِ عمیس کا نکاح حضرت ابوبکرؓ صدیق سے پڑھا دیا۔ ۱۳ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیقؓ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ ان کی میت کو **اسماء** غسل دیں۔ چنانچہ حضرت **اسماء** نے اسی کے مطابق عمل کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ سے نکاح کرلیا اور حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے محمد بن ابوبکر اس وقت تین برس کے تھے۔ یہ بھی اپنی والدہ **اسماء** کے ہمراہ حضرت علیؓ کے گھر آ گئے۔

حضرت فاطمہؓ الزہرا کے غسل میں شریک

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمہؓ صدمہ سے پریشان رہنے لگیں' اس موقع پر حضرت اسماء ان کی دلجوئی کرتیں۔ جب حضرت فاطمہؓ کا وقتِ آخر قریب آیا تو انہوں نے حضرت اسماء بنتِ عمیس کو بلایا اور وصیت کی کہ "میرا جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردہ کا پورا لحاظ رکھنا اور سوائے اپنے اور میرے شوہر حضرت علیؓ کے کسی سے میرے غسل میں مدد نہ لینا"۔ حضرت اسماء نے انہیں بتایا کہ میں نے حبش میں دیکھا کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولے کی صورت بنا لیتے ہیں اور اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر حضرت اسماء نے کھجور کی چند شاخیں سے ڈولا سا بنا کر حضرت فاطمہؓ الزہرا کو دیکھا جو انہوں نے پسند فرمایا اور اسی طریقے سے ان کا جنازہ اٹھایا گیا۔ حضرت فاطمہؓ کے آخری غسل میں حضرت علیؓ حضرت اسماء بنتِ عمیس اور سلمیٰ ام رافع شریک تھیں۔

راوی حدیث

حضرت اسماء بنتِ عمیس سے ۶۰ حدیثیں مروی ہیں۔ جن کے راویوں میں حضرت عمر' حضرت ابو موسیٰ اشعری' حضرت عبداللہ بن جعفر' حضرت عبداللہ بن عباس' قاسم بن محمد' عبداللہ بن شداد بن الہاد' عروہ' ابنِ مسیب' ام عون بنتِ محمد بن جعفر' فاطمہؓ بنتِ علیؓ ابو یزید مدنی شامل ہیں۔

وفات

حضرت علیؓ ۴۰ ہجری میں شہید ہوئے اور اُن کی شہادت کے بعد اِن کا انتقال ہوا۔ سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔

اولاد

حضرت اسماء کے بچوں میں حضرت جعفرؓ کے صُلب سے عبداللہ بن جعفر' محمد بن جعفر اور عون بن جعفر پیدا ہوئے۔ حضرت جعفرؓ کی اولاد میں عبداللہ زیادہ مشہور ہیں۔ وہ

سخت ترین لوگوں میں سے تھے اور پانچویں طبقے میں سے تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت نو عمر تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی چھ بیویوں کے بارے میں معلوم ہو سکا ہے۔ جن میں سے ام عمرو بنتِ خراشی بن بغیض' زینب بنت علی' جمانہ بنتِ مسیب بن نجبہ فزاری' حفصہ جو قبیلہ بکر بن وائل سے تھیں' لیلیٰ بنتِ مسعود اور ام الحسین بنتِ عمریہ بنی صعصعہ سے تھیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے ۲۷ بیٹے بیٹیاں تھیں۔

حضرت ابو بکرؓ سے محمدؓ بن ابو بکر پیدا ہوئے اور حضرت علیؓ کے صُلب سے یحییٰ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ایک بار محمدؓ بن جعفر اور محمدؓ بن ابو بکر کے درمیان اس بات پر جھگڑا ہو گیا کہ دونوں میں سے کس کا باپ افضل تھا' اور کون زیادہ معزز ہے۔ حضرت علیؓ نے بچوں کی اس لڑائی کا فیصلہ ان کی ماں حضرت اسماء کے سپرد کیا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرو۔ حضرت اسماء نے کہا "میں نے نوجوانانِ عرب میں جعفرؓ سے بڑھ کر اعلیٰ اخلاق کا حامل کسی کو نہیں پایا اور بوڑھوں میں ابو بکرؓ سے اچھا کسی کو نہیں دیکھا"۔ حضرت علیؓ یہ سن کر مسکرائے اور کہا "تم نے ہمارے لئے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا"۔

□□□□□

امامہ بنتِ ابو العاص

حضرت امامہ بنت ابو العاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا مگر ہم ان کا تفصیلی ذکر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسیوں کے باب میں کر رہے ہیں۔

□□□□□

دجاجہ بنتِ اسما بن صلت

حضرت دجاجہؓ بنتِ اسما حضرت ام حکیم بیضا بنتِ عبد المطلب کی بہو تھیں۔ اس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی عامرؓ بن کریز کی بیوی ہیں۔

مختصر حالات

حضرت وجاجہ بنتِ اسما ابن صلت سلیمہ ہیں۔ یہ اروی بنت کریز کی بھابھی اور حضرت عثمان بن عفان کی ممانی ہیں۔

دجاجہ بنتِ اسما کا نکاح حضرت عامرؓ بن کریز سے ہوا تھا۔ وہ امِ حکیم بیضا بنتِ عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔ ان کا نسب یہ ہے عامرؓ بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدِ شمس بن عبد مناف۔ یہ قریشی اور عبشی ہیں۔ یہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ حضرت عثمان کی خلافت تک زندہ رہے۔ جس وقت حضرت عثمانؓ غنی نے ان کے بیٹے کو بصرہ اور خراسان کا عامل بنا دیا تو یہ اپنے بیٹے عبداللہ بن عامر کے پاس بصرہ چلے گئے۔

طالب الہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت عامرؓ بن کریز فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ اور قیاس ہے کہ یہ اپنے خاوند کے ساتھ ہی ایمان لائیں۔ ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجاجہ بنتِ اسما کے گھر تشریف فرما تھے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور کہا میرے پاس آ۔ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ یہ بات سن کر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو کیا دینے کا ارادہ کیا ہے۔ کہنے لگیں میں نے اسے ایک کھجور دینے کا ارادہ کیا ہے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے یہ ارادہ نہ کیا ہوتا تو اتنی سی بات بھی تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دی جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر جایا کرتے تھے۔

اولاد

ان کی اور عامرؓ بن کریز کی اولاد میں صرف عبداللہؓ بن عامر کا ذکر آتا ہے۔ عبداللہؓ بن عامر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے تھے اور یہ بچپن میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لائے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہم سے مشابہ ہے۔ پھر کچھ پڑھ کر اُن پر پھونکا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعابِ دہن نگل لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اسے پانی بہت ملے گا"۔ چنانچہ یہ زمین کھودتے تو فوراً پانی نکل آتا۔ یہ بڑے بزرگ اور بابرکت تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو ۱۹ ہجری میں جب ان کی عمر چوبیس یا پچیس سال تھی انہیں بصرہ کا حاکم بنا دیا تھا انہوں نے خراسان پورا فتح کرلیا اور اطراف فارس و سجستان و کریان و زا بلستان کو جو غزنہ کے متعلقات سے ہے ان سب پر

لشکر کشی کر کے تمام مقامات کو فتح کرلیا اور نیشاپور سے بطورِ شکرانہ ان فتوحات کے عمرہ اور حج کا احرام باندھا اور مدینہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ اپنے قرابت داروں سے اور اپنی قوم سے نیک سلوک کرو تو انہوں نے بہت مال اور کپڑے اپنی قوم کو دیئے۔ سب لوگ ان کی تعریف کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ پھر اپنی حکومت پر واپس چلے گئے۔ یہ ۵۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

□□□□□

عاتکہ بنتِ زید

حضرت عاتکہؓ بنت زید حضرت زبیرؓ بن عوّام کی بیویوں میں شامل ہیں۔

نام و نسب

حضرت عاتکہؓ بنتِ زید حضرت سعیدؓ بن زید کی بہن ہیں اور حضرت عمر بن خطاب کی چچا زاد ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ حضرت عاتکہؓ بنتِ زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرظ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت عاتکہؓ کے والد زید بن عمرو بن نفیل العدوی القرشی ان مستقیم الفطرت انسانوں میں تھے جو کفرو شرک کے ظلمت کدہ (جاہل عرب) میں توحید کے علمبردار تھے۔ انہیں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت سے پانچ سال قبل کسی نے بلادِ النجم میں قتل کرڈالا تھا' ایک مرتبہ ان کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات بھی ہوئی تھی اور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے عقیدۂ توحید اور محاسنِ اخلاق کے مداح تھے۔ حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ' زید کے فرزند حضرت سعید (جو اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) کے ساتھ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم زید کے خیالات آپ کو علم ہے کیا ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کریں"۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ زید بن عمروؓ کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم کرے ان کی وفات دینِ ابراہیمؑ پر ہوئی"۔ ایک روایت میں زید کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ وہ قیامت کے دن تنہا ایک امت کی حیثیت سے

اٹھائے جائیں گے۔

زید بن عمرو بن نفیل کو حضرت اسماء نے لڑکپن میں دیکھا تھا اور ان کے محاسنِ اخلاق کا اچھی طرح مشاہدہ کیا تھا۔ صحیح بخاری میں حضرت اسماء سے روایت ہے کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا' کعبہ کی دیوار کا سہارا لئے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے "اے گروہِ قریش! واللہ میرے سوا تم میں سے کوئی دینِ ابراہیم پر نہیں ہے"۔ ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حضرت زید فطری سلامتی پر قائم تھے۔ عام قریشیوں' یہودیوں اور عیسائیوں کو جو حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ دینِ ابراہیم کے طریق پر نہ دیکھتے ہوئے کسی بھی فریق میں شامل نہ ہوئے۔

وہ موودہ کو جلا لیتے تھے (یعنی زندہ رکھتے تھے) جب کوئی شخص اپنی لڑکی کو مارنا چاہتا تھا تو وہ کہتے تھے۔ اسے مت قتل کرو میں اس کا بار اٹھاؤں گا۔ یہ کہہ کر لے جاتے تھے۔ جب جوان ہو جاتی تھی' اس کے باپ سے کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو اس کو لے جا سکتے ہو ورنہ میرے پاس رہنے دو۔ میں اس کے اخراجات برداشت کروں گا۔

حضرت عاتکہؓ بنتِ زید کے بھائی سعید بن زید حضرت عمر فاروقؓ کے بہنوئی تھے۔

ایک بار اروی بنت اویس نے مروان بن حاکم جو حضرت معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا' اس سے حضرت سعید بن زید کی شکایت کی کہ انہوں نے میری زمین ظلم سے لے لی ہے۔ حاکمِ مدینہ نے ان کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھتے ہو کہ میں اس پر ظلم کروں گا حالانکہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ظلم سے لی قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ہو گا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر کے مار اور اس کی قبر کنوئیں میں ہو۔ خدا کی قدرت کہ وہ عورت اندھی ہو گئی اور ایک دن اپنے مکان میں چل رہی تھی کہ اپنے کنوئیں میں گر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بنا۔ اس واقعہ سے مدینہ میں مثل پڑ گئی کہ خدا تم کو اندھا کرے جیسا کہ اس عورت اروی کو اندھا کر دیا۔

سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ' عمرؓ' عثمانؓ' علیؓ' طلحہؓ' زبیرؓ' سعدؓ' عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور اسعدؓ بن زید کا مقامِ قتال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے اور نماز میں آپؐ کے پیچھے رہتا تھا۔ سعیدؓ بن زید ۵۰ ہجری یا ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے' اس وقت ان کی عمر ستر

سے کچھ اوپر تھی۔ حضرت عاتکہؓ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور یہ سابقینِ اسلام میں سے تھیں۔

نکاح

ان کا پہلا نکاح حضرت ابوبکرؓ صدیق کے بیٹے عبداللہؓ بن ابوبکر سے ہوا۔ حضرت عبداللہؓ بن ابوبکر کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ وہ حضرت عاتکہؓ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ غزوات میں شریک نہیں ہوتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ طلاق دے دیں۔ حضرت عبداللہؓ نے مجبور ہو کر انہیں طلاق دے دی مگر دل ادھر ہی متوجہ رہا۔ ایک دن حضرت ابوبکرؓ نے سنا کہ وہ حضرت عاتکہؓ کی یاد میں اشعار پڑھ رہے ہیں۔ (ترجمہ) اے عاتکہؓ جب تک سورج چمکتا رہے گا اور قمری بولتی رہے گی میں تجھے نہیں بھولوں گا۔ اے عاتکہؓ میرا دل شب و روز بصد ہزار تمنا و شوق تجھ سے لگا رہے گا۔ مجھ جیسے آدمی نے اس جیسی خاتون کو کبھی طلاق نہ دی ہو گی اور نہ اس جیسی خاتون کو بغیر گناہ طلاق دی جاتی۔ اس کے اخلاق عظیم ہیں اور وہ صاحب الرئی و المنصب ہے۔ وہ مکمل حیا کی مالک اور راست باز ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کو بیٹے پر رحم آ گیا اور انہوں نے رجوع کی اجازت دے دی۔

حضرت عبداللہؓ اس کے بعد ہر غزوے میں شریک ہونے لگے۔ طائف کے محاصرے میں ایک دن وہ دشمن کی طرف سے آنے والے ایک تیر سے سخت مجروح ہو گئے۔ اگرچہ یہ زخم بظاہر مندمل ہو گیا مگر تیر کا زہر اندر ہی اندر کام کرتا رہا۔ آخر شوال ۱۱ ہجری میں اسی زخم کے صدمہ میں فوت ہو گئے۔ حضرت عاتکہؓ نے اپنے شوہر حضرت عبداللہؓ بن ابوبکر پر ایک پُردرد مرثیہ لکھا۔ دو اشعار کا ترجمہ دیکھیں۔

○ میں اس آدمی کی موت پر رو رہی ہوں جو محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابوبکرؓ کے بعد کسی سے کمتر نہ تھا۔

○ میں نے قسم کھائی ہے کہ میری آنکھیں تجھ پر ہمیشہ روتی رہیں گی اور میری کھال ہمیشہ غبار آلود رہے گی۔

حضرت عاتکہؓ مسجد جایا کرتی تھیں۔ اس لئے جب ان کے پہلے شوہر عبداللہؓ بن

ابوبکرؓ کی وفات ہوئی اور حضرت عمرؓ نے ان سے عقد کی خواہش بیان کی تو انہوں نے یہ شرط رکھی کہ انہیں مسجد جانے سے نہ روکا جائے۔ حضرت عمرؓ راضی ہو گئے اور انہوں نے شادی کر لی۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عاتکہؓ کو زبیرؓ بن عوّام سے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عاتکہؓ نے ان سے بھی شرط رکھی کہ انہیں مسجد جانے سے نہ روکا جائے۔ بظاہر زبیرؓ بن عوّام مان گئے مگر ایک دن حضرت عاتکہؓ مسجد میں جا رہی تھیں، یہ ان کے راستے میں اندھیرے میں بیٹھ گئے اور انہیں ہاتھ مارا۔ انہوں نے اس دن کے بعد مسجد جانا چھوڑ دیا۔

حضرت زبیرؓ کو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے نواح میں کچھ زمین عطا فرمائی تھی جسے وہ خود آباد کیا کرتے تھے اور فتح خیبر کے بعد انہیں بنو نضیر کا ایک نخلستان بھی عطا فرمایا۔ زمین کے علاوہ حضرت زبیرؓ بن عوام کے پاس مختلف مقامات پر پندرہ مکانات تھے۔

حضرت زبیرؓ نے اپنے تمام مکانات راہ حق میں صدقہ کر دیئے تھے۔ ان کے ایک ہزار غلام تھے جو ان کو یومیہ خراج ادا کرتے تھے اور حضرت زبیرؓ اس تمام رقم کو فوراً خیرات کر دیتے تھے اور اپنے گھر میں اس طرح داخل ہوتے تھے کہ ان کے پاس ایک درہم بھی نہ ہوتا تھا۔

حضرت زبیرؓ کی دیانت و امانت کا بہت شہرہ تھا۔ لوگ نہ صرف اپنا مال و متاع ان کے پاس امانت رکھتے تھے بلکہ اپنی وفات کے بعد انہیں اپنی اولاد اور مال کا محافظ بنانے کی آرزو کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جیسے جلیل القدر صحابہؓ نے انہیں اپنا وصی بنایا۔

حضرت زبیرؓ کی شہادت کے وقت ان کی غیر منقولہ جائیداد کی قیمت کا تخمینہ پانچ کروڑ دو لاکھ درہم تھا۔ لیکن اپنی بے مثال فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے بائیس لاکھ درہم کے مقروض ہو گئے تھے۔ شہادت کے بعد یہ قرض ان کی جائیداد سے ادا کیا گیا۔

جنگِ جمل میں حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ جب ان کا سامنا حضرت علیؓ سے ہوا تو حضرت علیؓ نے فرمایا "کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گزرے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کیا تم علیؓ کو دوست رکھتے ہو۔ تم نے اثبات میں جواب دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ایک دن تم علیؓ سے ناحق لڑو گے"۔ حضرت علیؓ کی یہ بات سن کر حضرت

زبیرؓ جنگ سے کنارہ کش ہو کر بصرہ روانہ ہوئے۔ راستے میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز نے سجدے کی حالت میں ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضرت عاتکہؓ نے زبیر بن عوّام کی شہادت پر ایک مشہور مرثیہ لکھا۔

□□□□□

تماضرؓ بنت الاصبغ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیویوں میں حضرت تماضرؓ بنت الاصبغ کا نام بھی ملتا ہے۔

مختصر حالات

حضرت تماضرؓ قبیلۂ کلب کے سردار اصبغ بن عمرو الکلبی کی بیٹی تھیں جو دینِ مسیح کے پیروکار تھے۔ حضرت تماضرؓ کا پہلا نکاح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ہوا۔ شعبان ۶ ہجری میں جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف دُومۃُ الجندل کی مہم پر روانہ ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ہدایت فرمائی کہ دومہ الجندل پہنچ کر قبیلہ کلب کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ یہ دعوت قبول کر لیں تو ان کے سردار کی لڑکی سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ایسا ہی کیا۔ سردار قبیلہ اور قبیلہ والوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کا نکاح سردار قبیلہ کی بیٹی تماضرؓ سے کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تماضرؓ کو مدینہ لے آئے۔ حضرت عبدالرحمٰن سے ایک بیٹا ابوسلمہ پیدا ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات کے بعد حضرت زبیرؓ بن عوام نے ان سے شادی کر لی مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دونوں میں علیحدگی ہو گئی۔

بعض روایات کے مطابق تماضرؓ بنت الاصبغ امیر معاویہ کے عہد حکومت تک زندہ تھیں۔ ان کے سال وفات کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔

□□□□□

اُمِ عَمرو

یہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیوی ہیں۔ اس نسبت سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بھابھی ہیں۔ ابنِ اثیر ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حضرت زبیر بن عوام کی زوجہ ہیں۔ ان سے امِ شیب نے روایت کی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر فضل و کرم کرے جو حجر میں نماز ادا کرے۔" ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بن ابو طالب کی بیویوں میں "اُمِ عَمرو" نامی خاتون بھی شامل ہیں۔ نہ جانے وہ یہی خاتون ہیں یا کوئی اور۔ بہر حال اِن کا نسب امِ عمرو بنتِ خراشی بن بغیض ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے بیٹے جعفر اکبر بن عبداللہ بن جعفرؓ "اُمِ عمرو" کے بیٹے ہیں۔

□□□□□

اسماء بنتِ ابو بکر

حضرت اسماءؓ بنتِ ابو بکر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیوی تھیں۔ اور دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بہن ہونے کی وجہ سے سالی ہیں۔ ہم نے ان کا تفصیلی ذکر سالیوں کے باب میں کریں گے۔

□□□□□

حلالؓ بنتِ قیس

حلال بنتِ قیس حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیوی ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھی ہیں۔ حضرت زبیرؓ نے اپنی زندگی میں مختلف اوقات میں سات شادیاں کیں جن میں حضرت حلال بنتِ قیس بھی شامل ہیں۔ حضرت زبیرؓ بن عوام کی وفات کے وقت انہوں نے چار بیویاں، نو لڑکے اور نو لڑکیاں چھوڑیں۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حلال بنتِ قیس سے حضرت زبیرؓ کی کون سی اولاد تھی یا حلال بنتِ قیس کی کوئی اولاد ہی نہ تھی۔

□□□□□

رباب بنتِ انیف

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیوی ہیں۔

شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ رباب بنتِ انیف سے حضرت زبیرؓ کے دو بیٹے مصعب بن زبیر، حمزہ بن زبیر اور ایک بیٹی رملہ بنتِ زبیر پیدا ہوئیں۔ مصعب بن زبیرؓ اپنی اسلامی اور علمی خدمات کی بنا پر ہمہ گیر شہرت کے مالک ہوئے۔

□□□□□

زینبؓ بنتِ بشیر

زینبؓ بنت بشیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی زبیرؓ بن عوام کی بیوی ہیں۔ زبیرؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت سے "ابن صفیہ" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ زینب بنت بشیر سے حضرت زبیرؓ کے دو بیٹے عبیدہ بن زبیر، جعفر بن زبیر اور بیٹی حفصہ بنتِ زبیر پیدا ہوئے۔

□□□□□

اُمِ کُلثُوم بنتِ عقبہ

امِ کلثومؓ بنتِ عقبہ نے کئی نکاح کئے جن میں سے ایک حضرت زبیرؓ بنتِ عوام بھی تھے۔ حضرت زبیرؓ کی نسبت سے ہم ان کا ذکر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابھیوں میں کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن اروی بنت کریز کی بیٹی ہونے کی وجہ سے بھانجی بھی ہیں، ہم ان کا تفصیلی ذکر "بھانجی" کے باب میں کریں گے۔

□□□□□

اُمِ خالد

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد اور حواری حضرت زبیرؓ کی زوجہ ہیں۔ ان کا اصل نام امہ تھا اور وہ قریش کے خاندان بنو امیہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ طالب ہاشمی ان کا نسب یوں لکھتے ہیں۔ ام خالدؓ امہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ ابنِ اثیر ان کے نام "امہ" کے ذکر میں ان کا نسب یہ لکھتے ہیں۔ امہ دختر خالد بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن مناف قرشیہ امویہ" اور کنیت ام خالدؓ

ہی بتاتے ہیں۔ اور کنیت میں ان کا نسب ام خالدؓ دختر خالد بن سعید بن عاص بن امیہ قرشیہ اموبیہ لکھتے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام امیمہ یا ہمیمہ تھا۔ ان کا نسب امیمہ یا ہمیمہ بنتِ خلف بن اسعد بن عامر تھا اور یہ بنو خزاعہ سے تھیں۔ حضرت ام خالدؓ کے والدین دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور راہِ حق میں انہوں نے بہت مصیبتیں جھیلیں۔ آخرِ کار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ یہ دونوں دوسری ہجرت حبشہ میں شریک تھے۔ حضرت ام خالدؓ حبشہ میں قیام کے دوران پیدا ہوئیں۔ ان کے ایک بھائی سعید بھی حبش میں پیدا ہوئے۔ جو حضرت ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں شام کے ایک معرکے میں شریک ہوئے اور اپنے باپ کے سامنے شہید ہوئے۔ حضرت ام خالدؓ اور ان کے والدین غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت جعفر بن ابو طالبؓ کے ہمراہ مدینہ تشریف لائے۔ حضرت ام خالدؓ فرماتی ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھی جنہیں شاہِ حبشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیغامِ سلام بھیجا تھا چنانچہ میں نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نجاشی کا سلام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا۔

مُہرِ نبوت اور ام خالدؓ

حضرت ام خالدؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے زرد رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوب، خوب۔ عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) حبشہ میں اسے حسنہ کہا جاتا تھا۔ ام خالدؓ کہتی ہیں کہ میں اٹھ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمِ نبوت سے کھیلنے لگ گئی۔ میرے والد نے مجھے جھڑکا لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اسے مت روکو"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تحفے

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ایک چادر کے بارے میں فرمایا۔ یہ چادر کس کو دوں۔ حاضرین خاموش رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو چاہیں یہ چادر دے دیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسل نے فرمایا ام خالدؓ کو بلاؤ۔ جب ام خالدؓ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت محبت اور شفقت سے وہ چادر انہیں دی اور فرمایا

"اسے پہنو اور پرانی کرو"۔ پھر چادر کے پھولوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت اُمِ خالدؓ کو دکھاتے اور فرماتے "اُمِ خالدؓ دیکھو یہ سنہ ہے سنہ"۔ حبشہ میں سنہ کے معنی خوشنما کے ہیں۔

نکاح

حضرت اُمِ خالدؓ کا نکاح حضرت زبیرؓ بن عوام سے ہوا۔ ان سے دو بیٹے خالد بن زبیر اور عمر بن زبیر اور تین بیٹیاں حبیبہ بنتِ زبیر، سودہ بنتِ زبیر اور ہند بنتِ زبیر پیدا ہوئیں۔

راوی حدیث

ان سے چند احادیث مروی ہیں۔ ان سے موسیٰ اور ابراہیم پسران عقبہ اور کریب بن سلیمان کندی وغیرہ نے روایت کی۔

حضرت ام خالدؓ کی خصوصیت

ابن سعد لکھتے ہیں "ہمیں الزہری کے تلامذہ میں تین شخصیتوں کا حال معلوم ہے جنہوں نے مغازی کے موضوع پر کتابیں تالیف کیں۔ ان کے نام ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ، معمر بن راشد اور محمد بن اسحٰق، اور اتفاق سے یہ تینوں مسلمانوں کے طبقۂ اشراف سے نہیں تھے بلکہ موالی تھے۔ موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش الزبیر بن عوام کے خاندان کے موالی تھے یا زیادہ قطعیت سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ الزبیر کی بیوی ام خالدؓ کے موالی تھے اور ان کے نانا خود ابن الزبیر کے موالی تھے"۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ——
بیویاں

حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلد

نام و نسب

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سب سے پہلی خاتون حضرت خدیجہؓ ہیں۔ ان کا تعلق بنی اسد سے ہے۔ ان کا اصل نام خدیجہؓ اور کنیت اُمِ ہند تھی اور یہ "طاہرہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ حضرت خدیجہؓ کا نسب یہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ حضرت خدیجہؓ کا نسب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ اعلیٰ حضرت قصیٰ سے جاملتا ہے۔ اس طرح حضرت خدیجہؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد ایک ہیں۔

مختصر حالات

حضرت خدیجہؓ اُجرت یا شراکت پر تاجروں کے ہمراہ اپنا مالِ تجارت بھیجا کرتی تھیں۔ شبلی لکھتے ہیں کہ جب اہلِ مکہ کا قافلہ تجارت کے لیے روانہ ہوتا تو صرف حضرت خدیجہؓ کا سامان سب قریش کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپؐ کے اوصافِ حمیدہ کی شہرت سن کر حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بھیجا اور یہ سامان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت داری کی بدولت دوگنے منافع پر فروخت ہوا۔ اس سفر کے حالات و تفصیلات حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے انہیں سنائے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت اور ایمانداری سے متاثر ہو کر خود نکاح کا پیغام بھجوایا۔ سید معراج جامی لکھتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ

کا نکاح جمادی الاول کی ۱۹ تاریخ دوشنبہ کے دن ہوا۔

تمام اربابِ سیَر اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں اور ان کے بعد تمام مرد و زن ایمان لائے۔ حضرت خدیجہؓ ۲۵ برس تک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشیر اور وزیر رہیں۔ انہوں نے عمر بھر مہر و اخلاص، محبت و مروت، پاک نفسی اور قوتِ ایمانی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھرپور حمایت کی۔ مشکلات و آلام کا جب ہجوم ہوتا تو یہ خدیجہؓ ہی تھیں جو آپؐ کو تسلی دیا کرتیں۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے اُسوۂ حسنہ سے خواتین کے لیے شوہر کی خدمت کرنے اور ہر مشکل وقت میں اس کا ساتھ دینے اور اس کو بہترین مشوروں سے نوازنے کا سبق ملتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ انتہائی امیر ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت خود کیا کرتی تھیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے حضرت خدیجہؓ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ خدا کی قسم! مجھے خدیجہؓ سے اچھی بیوی نہیں ملی۔ وہ ایمان لائی، جب سب نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے اپنا مال و زر مجھ پر قربان کر دیا۔ جب دوسروں نے مجھے محروم رکھا اور اللہ نے مجھے اس کے بطن سے اولاد دی۔ سوائے حضرت ابراہیمؑ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت خدیجہؓ حضرت ابوطالبؓ کی وفات کے تین دن بعد فوت ہوئیں۔ ان کی وفات رمضان میں ہوئی اور یہ حجون میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ حضرت ابوطالبؓ اور حضرت خدیجہؓ کے سالِ وفات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "عام الحزن" یعنی غم کا سال فرماتے تھے۔

□□□□□

حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ

نام و نسب

ام المومنین حضرت سودہؓ قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں۔ ماں کا تعلق بنو نجار سے

تھا۔ حضرت سودہؓ کا نسب یہ ہے: حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسن بن عامر ابن لوی۔ حضرت سودہؓ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ اعلیٰ لوی سے جا ملتا ہے۔

مختصر حالات

حضرت سودہؓ ابتدا ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئی تھیں اور ان کے ساتھ ان کے پہلے شوہر سکرانؓ بن عمرو بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ حضرت سودہؓ کے والد کے چچا زاد بھائی تھے۔ پہلی ہجرت حبشہ میں حضرت سودہؓ اور سکرانؓ بھی ہجرت کر گئے۔ اس ہجرتِ حبشہ میں حضرت سودہؓ کے بھائی' بھاوج' دو دیور' ایک دیور کا بیٹا اور بیٹی بھی شامل تھے۔ کئی سال بعد حبشہ سے لوٹیں تو مکہ پہنچ کر چند دن بعد ہی سکرانؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے نکاح کر لیا۔ زمعہ بن قیس نے نکاح پڑھایا اور چار سو درہم مہر قرار پایا۔ اس وقت حضرت سودہؓ ۵۰ برس کی تھیں۔ حضرت سودہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچوں کو ماں کا پیار دیا اور نہایت مشفقانہ سلوک کیا۔

حضرت سودہؓ دستکار تھیں۔ وہ طائف کی کھالیں بنایا کرتی تھیں۔ اور دستکاری سے جو کماتی تھیں۔ وہ خدا کی راہ میں خرچ کر دیتی تھیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا "اس حج کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھنا"۔ چنانچہ حضرت سودہؓ اور حضرت زینبؓ بنتِ جحش نے اس حکم کی سختی سے تعمیل کی۔ حضرت سودہؓ فرمایا کرتیں "میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں۔ اب خدا کے حکم کے مطابق گھر سے باہر نہ نکلوں گی"۔

ام المؤمنین حضرت سودہؓ بہت فیاض خاتون تھیں۔ سخاوت اور فیاضی میں حضرت عائشہؓ کے سوا وہ سب سے ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہؓ نہایت ایمانداری سے حضرت سودہؓ کی تعریف کرتی ہیں کہ میں نے حضرت سودہؓ کے علاوہ کسی کو حسد سے خالی نہیں پایا اور نہ ہی سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کی نسبت میری یہ خواہش ہے کہ میری روح اس کے جسم میں ہوتی۔ پھر فرمایا سودہؓ میں ذرا تیزی تو تھی مگر اور کوئی نہیں جو مجھے سودہؓ سے زیادہ پیارا ہو۔

ام المؤمنین حضرت سودہؓ خوش مزاج بھی تھیں۔ بعض اوقات اس انداز سے چلتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑتے تھے۔

حضرت سودہؓ سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ ام المؤمنین حضرت سودہؓ کے صرف ایک ہی صاحبزادے عبدالرحمن بن سکرانؓ تھے۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں جنگ جلولا میں شریک ہوئے اور نہایت بہادری سے لڑتے ہوا شہید ہو گئے۔ حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے آخر میں فوت ہوئیں۔

□□□□□

حضرت عائشہؓ بنتِ ابو بکر

نام و نسب

ان کا نام عائشہؓ لقب حمیرا اور صدیقہ تھا اور کنیت ام عبداللہؓ تھی۔ ان کی والدہ ام رومان اور والد حضرت ابو بکرؓ صدیق تھے۔ حضرت عائشہؓ کا نسب یہ ہے۔ عائشہ بنتِ ابو بکر بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔

مختصر حالات

حضرت عائشہؓ کا نکاح ہجرت سے تین برس پہلے شوال کے مہینے میں ہوا اور مہر ۵۰۰ درہم مقرر ہوا۔ حضرت عائشہؓ کی رخصتی بھی شوال کے مہینے میں ہوئی۔ اس زمانے میں لوگ اس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس مہینے میں نکاح کرنا اور رخصت کرانا گویا عرب کی اوہام پرستی کا سدِ باب تھا۔

حضرت عائشہؓ بہت عبادت گزار تھیں۔ اکثر روزے رکھا کرتیں اور حج کی پابند تھیں۔ غلاموں پر شفقت فرماتیں اور انہیں خرید کر آزاد کر دیا کرتی تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔

حضرت عائشہؓ بہت فیاض تھیں۔ جو رقم ان کے پاس ہوتی وہ فوراً خدا کی راہ میں خرچ کر دیتی تھیں۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیر اپنی خالہ حضرت عائشہؓ کی فیاضیوں سے گھبرا گئے

اور ان کے منہ سے نکلا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا پڑے گا۔ اس بات پر حضرت عائشہؓ ناراض ہو گئیں اور قسم کھالی کہ اب کبھی عبداللہؓ سے نہ بولیں گی۔ حضرت عبداللہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننھیالی رشتہ داروں سے سفارش کروائی تو حضرت عائشہؓ نے انہیں معاف کر دیا اور اپنی قسم توڑنے کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کیے۔

حضرت عائشہؓ کی قناعت پسندی کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی جوڑا پاس رکھتی تھیں اور وہی دھو دھو کر پہنتی تھیں۔ "مدارج النبوت" میں لکھا ہے کہ حضرت عروہؓ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ کو ستر ہزار درہم خدا کی راہ میں صدقہ کرتے دیکھا اور اس وقت ان کی اپنی قمیص پر پیوند لگا ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ بہت مہمان نواز اور مسکین پرور تھیں۔ "انوارِ محمدیہ" میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ فقیہہ، عالم اور فصیح البیان تھیں۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بکثرت یاد تھیں۔ حضرت عائشہؓ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ اور ان کے راویوں کی تعداد دو سو سے زیادہ ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی ہردلعزیزی کا یہ عالم ہے کہ ان کی وفات پر اس قدر عورتیں تھیں کہ عید کا سماں ہوتا تھا۔ عبید بن عمیر نے ایک شخص سے پوچھا کہ حضرت عائشہؓ کی وفات پر کس کس کو صدمہ ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ جس جس کی وہ ماں تھیں۔ اسی کو ان کا غم تھا۔ ان کے دفن کے وقت جنت البقیع میں اس قدر ہجوم تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ ۱۷ رمضان ۵۸ھ کو فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

□□□□□

حضرت حفصہؓ بنتِ عمر

نام و نسب

ان کا نام حفصہؓ تھا اور یہ حضرت عمر فاروق کی بیٹی تھیں۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان عدی سے تھا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ حفصہؓ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ حضرت حفصہؓ کے پردادا نفیل بن عبدالعزیٰ نے ایک بار حضرت عبدالمطلبؓ اور حرب کے ایک جھگڑے کا فیصلہ

سناتے ہوئے حرب سے کہا تھا کہ میں صاف بات کروں، تو وہ تم سے زیادہ بلند و بالا، تم سے زیادہ عقل مند، تم سے زیادہ کثیر الاولاد، تم سے زیادہ سخی اور تم سے زیادہ شیریں زبان ہے۔

مختصر حالات

حضرت حفصہؓ بنتِ عمر کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ سے ہوا جو خاندان بنو سہم سے تھے۔ ان دونوں نے اسلام قبول کیا اور مدینہ کو ہجرت بھی کی۔ حضرت خنیسؓ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور اس موقع پر انہوں نے مہلک زخم کھائے اور مدینہ پہنچ کر وفات پائی۔ حضرت حفصہؓ بیوہ ہو گئیں تو ان کے والد حضرت عمرؓ فاروق نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ سے رشتہ کی بات کی مگر انہوں نے جواب دیا کہ میں ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتا۔ اس پر حضرت عمرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور یہ واقعہ انہیں سنایا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا "حفصہؓ کا نکاح ایسے شخص سے نہ ہو جائے جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمانؓ کو ایسی بیوی نہ دی جائے جو حفصہؓ سے بہتر ہے"۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کو حفصہؓ کے نکاح کا پیغام دیا۔

حضرت حفصہؓ بنتِ عمر کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح شعبان ۳ھ میں ہوا اور مہر چار سو درہم تھا۔ اس نکاح کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ میں آپ کی پیشکش پر اس لیے خاموش رہا تھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حفصہؓ کا ذکر کرتے سنا تھا ورنہ مجھے اس نکاح کے معاملے میں کوئی انکار نہ تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ المؤمنین حضرت حفصہؓ کی تعلیم کا خاص اہتمام فرمایا۔ مُسندِ احمد میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت شفاء بنتِ عبداللہ عدویہ نے ان کو لکھنا سکھایا اور چیونٹی کاٹنے کا منتر بھی سکھایا۔ بعض اہلِ سیَر نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنِ حکیم کے تمام کتابت شدہ اجزا کو یکجا کر کے حضرت حفصہؓ کے پاس رکھوا دیا۔ یہ اجزا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد تا زندگی حضرت حفصہؓ بنتِ عمر کے پاس رہے۔

حضرت حفصہؓ نے شعبان ۴۵ ہجری میں مدینہ میں انتقال فرمایا۔ یہ امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مدینہ کے گورنر مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو

کندھا دیا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ جنازہ کو قبر تک لے گئے۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہؓ بن عمر اور عبداللہ بن عمر کے بیٹوں عاصم، سالم، عبداللہ اور حمزہ نے انہیں قبر میں اتارا۔ حضرت حفصہؓ نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد حضرت عمرؓ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے۔ وہ حضرت حفصہؓ نے صدقہ کر کے وقف کر دیا۔

ابنِ سعد حضرت حفصہؓ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔ حضرت حفصہؓ سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں جو انہوں نے حضرت عمر اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تھیں۔

□□□□□

حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ

نام و نسب

ان کا نام زینبؓ اور لقب اُمُ المساکین تھا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن بلال بن عامر بن صعصعہ۔ حافظ افروغ لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ بنتِ حارث کی ماں جائی بہن تھیں۔ ابنِ اثیر اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ایسا صرف ابو عمر نے کہا ہے کہ حضرت میمونہؓ بنتِ حارث اور حضرت زینب بنتِ خزیمہ ماں جائی بہنیں تھیں۔ بہر حال حضرت زینبؓ کا نکاح رمضان ۳ھ میں ہوا۔ اور وہ نکاح کے بعد "قریباً" دو یا تین ماہ بعد فوت ہو گئیں۔ اور حضرت میمونہؓ بنت حارث ۷ھ میں عمرۃ القضا کے موقع پر اُمُ المومنین بنیں۔

مختصر حالات

حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ کا پہلا نکاح حضرت عبداللہؓ بن جحش سے ہوا۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے اور اسی سال یعنی رمضان ۳ھ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ اور بارہ اوقیہ زر مہر قرار پایا۔ مگر یہ نکاح کے دو تین

مہینوں کے بعد ہی فوت ہو گئیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بعد یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ پاک میں فوت ہوئیں۔ وفات کے وقت یہ قریباً" تیس برس کی تھیں۔ یہ ربیع الاول ۳ھ کے آخری دنوں میں فوت ہوئیں۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن فرمایا۔

ام المومنین حضرت زینبؓ بنتِ خزیمہ شروع ہی سے نہایت دریا دل اور کشادہ دست تھیں، فقیروں اور مسکینوں کی امداد کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتی تھیں اور بھوکوں کو نہایت فیاضی سے کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ان صفات کی وجہ سے لوگوں میں "ام المساکین" کے لقب سے مشہور ہو گئی تھیں۔

□□□□□

حضرت اُمِ سلمہؓ

نام و نسب

ان کا نام ہند اور کنیت اُمِ سلمہؓ تھی۔ یہ بنو مخزوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد کا نام ابو امیہ تھا۔ ابو امیہ کا "زاد الرکب" لقب تھا اور وہ اپنی فیاضی کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ حضرت امِ سلمہؓ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ امِ سلمہؓ بنتِ ابو امیہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

مختصر حالات

حضرت اُمِ سلمہؓ بنتِ ابو امیہ کی پہلی شادی ان کے چچا زاد ابو سلمہؓ سے ہوئی۔ ابو سلمہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت برہ کے بیٹے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو سلمہؓ نے حضرت ثوبیہؓ کا دودھ پیا تھا۔ اس طرح یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔

ابو سلمہؓ اور ام سلمہؓ شروع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ان دونوں میاں بیوی نے مہاجرینِ حبشہ میں سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ حضرت امِ سلمہؓ

اپنے خاوند ابو سلمہؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگیں تو اس وقت ان کا بیٹا سلمہ گود میں تھا۔ جب یہ تینوں ہجرت کرنے گئے تو حضرت امِ سلمہؓ کے خاندان کے افراد نے ابو سلمہؓ سے کہا کہ تم ہماری بیٹی کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ یہ تمہارے ساتھ ماری ماری پھرے اور حضرت امِ سلمہؓ کو واپس لے جانے لگے۔ حضرت امِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے سسرال والوں نے یہ دیکھا تو وہ بگڑ کر بولے "تم اپنی بیٹی کو لے جاؤ مگر ہم اپنی اولاد سلمہ کو تمہارے پاس نہیں چھوڑ سکتے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے بچے کو مجھ سے زبردستی چھینا۔ اس چھینا جھپٹی میں بچے کا ہاتھ اتر گیا۔ اب حال یہ تھا کہ سسرال والے بچہ لے گئے، میکے والے مجھے لے گئے اور اکیلے ابو سلمہؓ ہجرت کر گئے۔ حضرت امِ سلمہؓ کہتی ہیں کہ اس بات کا مجھ پر بڑا صدمہ ہوا اور میں ہر روز اس جگہ جا بیٹھتی جہاں میرا خاوند اور بچہ جُدا ہوئے تھے اور رویا کرتی۔ یہ دیکھ کر میرے خاندان کے ایک آدمی کو ترس آ گیا۔ اس نے کہا کہ تم لوگ اس بے چاری کو جانے کیوں نہیں دیتے۔ اس نے میرے میکے والوں کو منایا اور مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ دوسری طرف سسرال والوں نے ننھے سلمہؓ کو بھی مجھے تھما دیا اور میں اکیلی ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چل پڑی۔ تھوڑی دور گئی تھی کہ قبیلہ بنی عبدالدار کے ایک شریف آدمی عثمان بن طلحہ راستے میں ملے اور جب انہیں میرا ارادہ معلوم ہوا تو میرے ساتھ چل پڑے اور مدینہ پہنچ کر مجھے میرے خاوند تک پہنچایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح

حضرت ابو سلمہؓ غزوۂ اُحد میں زخمی ہوئے اور اسی زخم کی وجہ سے فوت ہوئے۔
حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے ذریعے حضرت اُمِ سلمہؓ کے پاس اپنے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت اُمِ سلمہؓ نے چند عذر پیش کیے، آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی سب شرطیں قبول کر لیں تو وہ راضی ہو گئیں۔ یہ نکاح شوال ۴ ہجری میں ہوا۔

خصوصیات اُمِ سلمہؓ

ام المؤمنین حضرت سلمہؓ بے حد سخی تھیں اور دوسروں کو بھی سخاوت کی ترغیب

دیتی تھیں۔ اُمُ المؤمنین حضرت اُمِ سلمہؓ قرآن اچھا پڑھتی تھیں اور خالص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں۔ حدیث میں حضرت عائشہؓ کے سوا ان کا کوئی حریف نہ تھا۔ ان سے ۳۷۸ روائتیں مروی ہیں اس بنا پر وہ محدثیں صحابہؓ کے تیسرے طبقے میں شامل ہیں۔ حضرت اُمِ سلمہؓ کو حدیث سننے کا بہت شوق تھا۔
ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ وہ کامل العقل اور صائب الرائے تھیں۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرتی تھیں۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ مُوئے مبارک "تبرکاً" چاندی کی ایک ڈبیہ میں محفوظ کر لیے تھے۔ جب صحابہؓ میں سے کسی کو تکلیف پہنچتی تو وہ ایک پیالہ پانی سے بھر کر ان کے پاس لاتے۔ وہ مُوئے مبارک نکال کر اس پانی میں حرکت دیتیں اور پانی کی برکت سے تکلیف دور ہو جایا کرتی۔ حضرت امِ سلمہؓ ہر ماہ میں تین دن دو شنبہ، جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتی تھیں۔

وفات

"سِیَرُ الصحابیات" میں ہے کہ حضرت اُمِ سلمہؓ نے ۶۳ ہجری میں ۸۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس زمانے میں ابو سفیان کا پوتا ولید بن عتبہ مدینہ کا گورنر تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے وصیت کی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔ اس لیے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھیج دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ حضرت امِ سلمہؓ کے ابو سلمہؓ سے دو لڑکے سلمہ اور عمر اور دو لڑکیاں درہؓ اور زینبؓ پیدا ہوئے۔

□□□□□

حضرت زینبؓ بنتِ جحش

نام و نسب

ان کا اصل نام زینب اور کنیت اُم الحکم تھی۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تھا۔ حضرت زینبؓ بنت جحش کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب تھیں جو حضورِ

اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

مختصر حالات

ام المومنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش اول ایمان لانے والوں میں شامل تھیں۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے اور آپؐ نے انہیں اپنا متبنیٰ بھی بنایا تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ سے حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا نکاح کر دیا۔ حضرت زینبؓ اس رشتہ کو ناپسند کرتی تھیں۔ قریباً" ایک سال بعد دونوں میں علیٰحدگی ہو گئی۔ عرب میں متبنیٰ کی حیثیت اصلی بیٹے کی تھی اس لیے یہ حضرت زیدؓ بن محمد سے مشہور تھے۔ آیت نازل ہوئی "محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہ ہوں گے۔ لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو"۔

حضرت زید بن حارثہ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا پاس حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نکاح کا پیغام لے کر جائیں۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ حضرت زینبؓ کے گھر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ "میں خدا کے حضور استخارہ کرتی ہوں"۔ یہ کہہ کر مصلّے پر کھڑی ہو گئیں۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ آپؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کر دیا گیا ہے۔

حضرت زینبؓ کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ جاہلیت کی ایک رسم کہ متبنیٰ اصلی بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے، مٹ گئی۔ مساواتِ اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد غلام کی تمیز اٹھ گئی۔ پردہ کا حکم ہوا اور نکاح کے لیے وحی آئی۔ ولیمہ پر تکلف ہوا اس لیے اپنی خصوصیات کی بنا پر حضرت زینبؓ دوسری ازواج کے مقابلے میں فخر کیا کرتی تھیں۔

حضرت زینبؓ بنتِ جحش کی عبادت گزاری کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دین کے معاملے میں زینبؓ سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی۔ ام المؤمنین حضرت سودہؓ کی طرح ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش ہاتھ کی صناع تھیں۔ ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش نہایت فراخ دست، متوکل اور قانع تھیں۔ یتیموں، مسکینوں کی

سرپرستی اور فقرا کی پشت پناہ تھیں۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ زینبؓ بنتِ جحش نے درہم و دینار کچھ نہ چھوڑا۔ وہ جو کچھ پاتی تھیں، صدقہ کر دیتی تھیں وہ مساکین کی ملجا و ماویٰ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں تمام امہات المؤمنینؓ کا خطیر وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ حضرت زینبؓ بنت جحش یہ وظیفہ وصول کرتے ہی حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا کرتیں۔ ایک بار انہوں نے سالانہ وظیفہ تقسیم کرتے ہوئے دعا فرمائی۔ یا اللہ آئندہ یہ مال مجھ کو نہ ملے کیونکہ یہ فتنہ ہے۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا "حضرت زینبؓ بڑی مخیّر ہیں"۔ پھر انہوں نے مزید ایک ہزار درہم بھیجے جو پھر انہوں نے فوراً" ہی خیرات کر دیئے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات سے فرمایا کہ تم سب میں سے مجھ سے وہ پہلے ملے گی جو سب سے دراز دست ہو گی۔ اس لیے تمام ازواج ایک دوسری سے ہاتھ ملا کر دیکھا کرتیں کہ ہم میں سے کون دراز دست ہے مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلے حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا انتقال ہوا تو اس وقت معلوم ہوا کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دراز دست سے مراد لمبے ہاتھ نہیں بلکہ صدقہ میں دراز دست تھا۔

حضرت زینبؓ سے گیارہ روایتیں منقول ہیں اور ان کے راویوں میں حضرت امِ حبیبہؓ، زینبؓ بنت ابو سلمہ، محمد بن عبداللہ بن جحش، کلثوم بن طلق اور مذکور شامل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد تمام ازواج میں سب سے پہلے حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا انتقال ہوا۔ انہوں نے اپنے کفن کا انتظام خود کیا اور وصیت فرمائی کہ حضرت عمرؓ بھی کفن دے دیں تو ان دونوں میں سے ایک کفن کو صدقہ کر دینا چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

□□□□□

حضرت جویریہؓ بنتِ حارث

نام و نسب

حضرت جویریہؓ کا نام برہ تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کا نام برہؓ سے بدل کر

جویریہؓ رکھ دیا۔ یہ قبیلہ خزاعہ کے خاندانِ بنی مصطلق سے تھیں۔ ان کے والد حارث بنی مصطلق کے سردار تھے۔ امّ المومنین حضرت جویریہؓ بنتِ حارث کے نسب یہ ہے۔ جویریہؓ بنتِ حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عایذ بن مالک بن جذیمہ۔

مختصر حالات

طبقات میں ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد حارث بن ابی ضرار نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی قوم اور ان عربوں کو جن پر اس کا اثر و رسوخ تھا' ساتھ ملانے کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود جنگ کی دعوت دی تھی۔

۲ شعبان کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں۔ جب مسلمان لشکر کی روانگی کی خبر مریسیع پہنچی تو حارث کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا۔ لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے' انہوں نے صف آرائی کی اور تیر تک تیر برساتے رہے' مسلمانوں نے دفعتہً" ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔

تمام سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ کفار کے دس آدمی مارے گئے اور مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا۔ قریباً" چھ سو افراد گرفتار ہوئے۔ ان جنگی قیدیوں میں حضرتِ جویریہؓ بنتِ حارث بھی تھیں۔ یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جویریہؓ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور جو صورت حال مجھے درپیش ہے وہ آپ پر عیاں ہے۔ میں نے ثابت بن قیس سے نقد ادائیگی پر مکاتبت کر لی ہے۔ آپؐ اس سلسلے میں میری مدد کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں اس سے بہتر تجویز کرتا ہوں۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارا زرِ مکاتبت ادا کرتا ہوں اور تو مجھ سے نکاح کر لے۔ حضرت جویریہؓ بنتِ حارث نے یہ تجویز منظور کر لی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی پر مسلمانوں نے بنو مصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرالی خاندان کو ہم کس طرح قیدی بنائیں۔ اس طرح حضرت جویریہؓ اپنے قبیلے کے لیے باعث خیر و برکت اور باعث عزو عظمت بنیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ داری اور آپؐ کے حُسنِ خلق اور صحابۂ کرامؓ کا یہ معاملہ

دیکھ کر بنو مصطلق نے بے حد مسرت کا اظہار کیا اور تمام قبیلہ فوراً" مسلمان ہو گیا۔ بعد میں حارث بن ابی ضرار بھی مسلمان ہو گئے۔

ام المومنین حضرت جویریہؓ بہت عابدہ و زاہدہ تھیں۔ ان کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو حضرت جویریہؓ کو عبادت میں مشغول فرماتے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کے وقت بھی انہیں عبادت کرتے دیکھا اور دوپہر کو بھی حضرت جویریہؓ اسی حالت میں پائی گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم ہمیشہ اسی طرح عبادت کرتی ہو۔ جواب دیا "بے شک یا رسولَ اللہ۔ صلی اللہ علیک وسلم"۔

حضرت جویریہؓ حسین و جمیل خاتون تھیں اور بہترین کھانا پکاتی تھیں۔ انہوں نے ۶۵ برس کی عمر میں ۵۰ ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابرؓ شامل ہیں۔

□□□□□

حضرت اُمِ حبیبہؓ بنتِ ابوسفیان

نام و نسب

ان کا اصل نام رملہ تھا۔ مگر یہ اُمِ حبیبہؓ کی کنیت سے مشہور تھیں۔ یہ قدیم الاسلام ہیں۔ یہ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئیں وہاں ان کی بیٹی حبیبہ پیدا ہوئیں اور عبیداللہ بن جحش عیسائی ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ حضرت امِ حبیبہؓ بنتِ ابوسفیان کی والدہ کا نام صفیہ بنتِ ابوالعاص ہے جو حضرت عثمان کی چچی تھیں۔ ان کے والد کا نام ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے۔

مختصر حالات

حضرت اُمِ حبیبہؓ کہتی ہیں کہ عبیداللہ بن جحش کی موت کے بعد نجاشی کی ایک لونڈی میرے پاس آئی جس کا نام ابرہہ تھا۔ یہ نجاشی کی لڑکیوں کی خدمت پر مامور تھی۔ اس

نے مجھے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو لکھا ہے کہ وہ آپ سے نکاح کے لیے دریافت کریں۔ میں نے اس پیشکش کو قبول کیا تو ابرہہ نے کہا کہ آپ کا وکیل کون ہوگا۔ میں نے اپنا وکیل خالد بن سعید نے عاص بن امیہ کو مقرر کیا اور تحفہ کے طور پر ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگشتریاں بطور تحفہ دیں۔ جب رات ہوئی تو نجاشی نے جعفرؓ بن ابوطالب اور حبشہ میں موجود مسلمانوں کو مجلس نکاح میں شرکت کی دعوت دی اور خطبۂ نکاح کے بعد حضرت امِ حبیبہؓ سے نکاح کی اجازت طلب کی۔ حضرت امِ حبیبہؓ نے رضامندی کا اظہار کیا تو نجاشی نے کہا میں نے ان کا مہر چار سو دینار مقرر کیا ہے اور یہ رقم نجاشی نے خالد بن سعید کے سپرد کردی۔ جب مجلس برخاست ہونے لگی تو نجاشی نے کہا ابھی بیٹھو کیونکہ انبیاء کی سنت ہے کہ نکاح کے بعد ان کی طرف سے حاضرین کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ چنانچہ کھانا کھانے کے بعد وہ لوگ چلے گئے۔

حضرت امِ حبیبہؓ بڑی نیک فطرت اور صالح خاتون تھیں۔ ام المؤمنین حضرت اُمِ حبیبہؓ نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ جو شخص ۱۲ رکعت نماز روزانہ پڑھے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا تو وہ پابندی سے ۱۲ رکعت روزانہ پڑھنے لگیں۔ حضرت امِ حبیبہؓ کے جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ فتح مکہ سے قبل ان کے والد کفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ آئے اور حضرت امِ حبیبہؓ کے گھر گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا۔ حضرت امِ حبیبہؓ نے یہ دیکھا تو فوراً" بستر الٹ دیا۔ حضرت ابوسفیانؓ سخت ناراض ہوئے کہ تمہیں بچھونا کس قدر عزیز ہے۔ بولیں۔ یہ بستر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور آپ مشرک اور ناپاک ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم میرے پیچھے بہت بگڑ گئی ہو۔ حضرت ام حبیبہؓ سے ۶۵ حدیثیں مروی ہیں۔

اُمّ المومنین حضرت امِ حبیبہؓ بنت ابوسفیان ۴۴ ہجری میں ۷۳ سال کی عمر میں حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں فوت ہوئیں اور وفات سے پہلے حضرت عائشہؓ کو بلایا اور کہا کہ میرے اور آپ کے درمیان سوکنوں کے تعلقات تھے۔ اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف کر دیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "میں نے معاف کیا"۔ پھر انہوں نے حضرت اُمِ حبیبہؓ کے لیے دعا کی۔ حضرت اُمِ حبیبہؓ نے فرمایا "آپ نے مجھے خوش کیا۔ خدا آپ کو خوش رکھے"۔

□□□□□
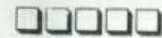
حضرت صفیہؓ بنتِ حیی

نام و نسب

ارقانی کی روایت ہے کہ ان کا اصل نام زینبؓ تھا۔ چونکہ یہ جنگِ خیبر میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے اس حصے کو جو بادشاہ کے لیے مخصوص ہو' اسے صفیہؓ کہتے ہیں۔ اس لیے یہ بھی صفیہؓ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ حضرت صفیہؓ بنتِ حیی کا ددھیال بنو نضیر اور ننھیال بنو قریظہ تھا۔ یہ دونوں خاندان بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کی تھی۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ غداری کے جرم میں اپنے سرالی قبیلے بنی قریظہ کے مردوں کے ساتھ ۵ھ میں قتل ہو گیا مگر اب غزوۂ خیبر میں حضرت صفیہؓ کا چچا ابویاسر شوہر کنانہ اور ان کے بھائی اور خاندان کے اکثر افراد کیفرِ کردار تک پہنچ گئے تھے۔

مختصر حالات

جنگ کے بعد حضرت دحیہ کلبی نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لونڈی کی گزارش کی اور اس کے لیے حضرت صفیہؓ کو پسند کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض صحابہ نے عرض کی کہ صفیہؓ بنی نضیر اور بنی قریظہ کی رئیسہ ہیں' اس لیے وہ آپؐ کے لیے مناسب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مشورہ قبول کیا اور دحیہ کو دوسری لونڈی دے کر صفیہؓ کو آزاد کردیا اور پھر ان سے نکاح کرلیا۔

تمام امہات المؤمنین کی طرح حضرت صفیہؓ بھی اپنے زمانے میں علم کا مرکز تھیں چنانچہ حضرت صہیرہ بنتِ جیفر حج کر کے حضرت صفیہؓ کے پاس مدینہ آئیں تو کوفہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں اور حضرت صفیہؓ کے سوالات کا جواب نہایت احسن طریقے سے دے رہی تھیں۔ حضرت صفیہؓ بہت فیاض خاتون تھیں۔ ابنِ سعد نے لکھا ہے کہ ان کے پاس صرف ایک مکان تھا اور وہ بھی انہوں نے اپنی زندگی ہی میں صدقہ میں دے ڈالا تھا۔ زرقانی کی روایت ہے کہ جب یہ اُم المؤمنین کی حیثیت سے

مدینہ آئیں تو انہوں نے حضرت فاطمہؓ الزہرا اور ازواجِ مطہرات کو اپنی سونے کی بجلیاں تحفہ میں دیں۔ علامہ ابنِ عبدالبر لکھتے ہیں کہ "صفیہؓ عاقل، فاضل اور حلیم تھیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کے موقع پر حضرت صفیہؓ کو اپنی کنیز رزینہ عطا فرمائی۔ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ نے رزینہ کو آزاد کر دیا۔

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے جب یہ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے چین دیکھا تو بے چین ہو گئیں اور عرض کی "کاش آپؐ کی بیماری مجھے ہو جاتی"۔ دوسری ازواج نے ان کی طرف دیکھا تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر ازواجِ مطہرات سے فرمایا "واللہ وہ سچی ہے"۔ یعنی ان کا یہ اظہار نمائشی نہیں بلکہ وہ ایسا سچے دل سے کہہ رہی ہیں۔

ایک بار حج کے سفر میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر اور اپنے دستِ مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپؐ آنسو پونچھتے جاتے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ حسن و تدبیر میں ممتاز تھیں اور بہترین کھانا پکاتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کی تعریف میں فرمایا "میں نے صفیہؓ جیسی کوئی عورت عمدہ کھانے پکانے والی نہیں دیکھی"۔ حضرت صفیہؓ چونکہ کھانا بہت اچھا پکاتی تھیں اس لیے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری بیویوں کے گھروں میں ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھانا پکا کر تحفۃً بھیجا کرتی تھیں۔

دیگر اُمہاتُ المؤمنین کی طرح حضرت صفیہؓ بھی غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھتیں، اور ان کی غلطیوں کو معاف کر دیتیں اور انہیں آزاد کر دیا کرتی ہیں۔ حضرت صفیہؓ کو غلام آزاد کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک بار انہوں نے ایک لونڈی کو آزاد کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تم کو اس کا اجر دے"۔ حضرت صفیہؓ سے چند احادیث کی روایت کی گئی ہیں۔ جن کو امام زین العابدین، اسحاق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

۵۰ ہجری میں جب حضرت صفیہؓ کی عمر ۶۰ سال تھی، فوت ہوئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں اور وصیت کی تھی کہ میری متروکہ جائیداد میرے بھانجے کو دے دی جائے۔ لوگوں نے ان کی وصیت پوری کرنے میں تامل کیا کیونکہ حضرت صفیہؓ کا بھانجا یہودی تھا لیکن حضرت عائشہؓ نے کہلا بھیجا کہ لوگو اللہ سے ڈرو اور صفیہؓ کی وصیت پوری کرو۔ تو ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔

□□□□□

حضرت ریحانہؓ بنتِ شمعون

نام و نسب

ان کا نام ریحانہؓ اور والد کا نام شمعون تھا۔ قبیلہ بنو قریظہ سے تعلق تھا۔ حضرت ریحانہؓ کے والد شمعون کے حالات میں ابنِ عبدالبر لکھتے ہیں کہ وہ قرظی تھے اور انصار اور خزرج کے حلیف تھے۔ نیاز فتح پوری ان کا نسب یوں لکھتے ہیں کہ ریحانہؓ بنتِ شمعون بن زید اور بعض ریحانہؓ بنت زید عمرو بن خنافہ بن شمعون بن زید لکھتے ہیں۔

مختصر حالات

حضرت ریحانہؓ کا نکاح بنو قریظہ کے ایک شخص "حکم" سے ہوا تھا۔ غزوۂ بنو قریظہ میں جن یہودیوں کو قتل کیا گیا ان میں ان کا شوہر حکم بھی شامل تھا۔ اور حضرت ریحانہؓ یہودیوں کی ان عورتوں میں تھیں جنہیں قید کر لیا گیا تھا۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ام المنذر بنت قیس کے گھر ٹھہرایا۔ جب حضرت ریحانہؓ نے اسلام قبول کر لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے نکاح فرمایا اور ایک روایت کے مطابق انہیں اپنے ملک میں رکھا۔ اس کے بعد یہ حضرت ام المنذر کے گھر سے دار قیس بن فہد میں منتقل ہو گئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی ہر فرمائش پوری کرتے تھے۔ یہ حسن صورت کے ساتھ ساتھ نہایت پاکیزہ اخلاق کی حامل

تھیں۔ حضرت ریحانہؓ بنتِ شمعون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے چند مہینے پہلے ہی فوت ہو گئیں اور انہیں جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

□□□□□

حضرت میمونہؓ بنتِ حارث

نام و نسب

حضرت میمونہؓ کا نام برہ تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا نام برہ سے بدل کر میمونہؓ رکھ دیا۔ یہ حضرت عباس کی بیوی حضرت ام الفضلؓ کی بہن تھیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ میمونہؓ بنتِ حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔

مختصر حالات

۷ھ عمرۃ القضا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہؓ بنتِ حارث عامریہ سے شادی کی جو ابو رہم کی بیوہ تھیں۔ حضرت میمونہؓ کی بہن حضرت ام الفضلؓ حضرت عباسؓ کی زوجیت میں تھیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ پہنچنے سے پہلے حضرت جعفرؓ کو حضرت عباسؓ کے پاس حضرت میمونہؓ کے رشتہ کے لیے بھیجا تھا جو انہوں نے منظور کیا اور حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہؓ کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دی۔ چار سو درہم بطور مہر ادا کیا گیا۔

حضرت میمونہؓ بنتِ حارث نیک شعار اور کریم النفس خاتون تھیں۔ حضرت عائشہؓ صدیقہؓ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ "میمونہؓ ہم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والی اور صلہ رحم کا خیال رکھنے والی تھیں"۔ حضرت میمونہؓ اوامر و نواہی کا بہت خیال رکھتی تھیں اور اس معاملے میں بہت ہی سخت تھیں۔ ایک بار ان کا ایک رشتہ دار ان کے پاس آیا تو اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔ حضرت میمونہؓ نے اس کو سختی سے ڈانٹ دیا اور کہا کہ آئندہ میرے گھر نہ آنا۔

حضرت میمونہؓ سے چھیالیس احادیث اور بعض کے بقول ۷۶ احادیث مروی ہیں۔

جن حضرات نے حضرت میمونہؓ سے احادیث روایت کیں' ان میں ابن عباس' عبداللہ بن شداد بن الہاد' عبدالرحمٰن بن السائب' یزید بن اصم حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے۔ عبیداللہ الخولانی ان کے زبیب تھے اور ندبہ کنیز اور عطاء بن یسار سلمان بن یسار ان کے غلام تھے۔ ابراہیم بن عبداللہ بن سعید بن عباس بن کریب حضرت ابن عباس کے غلام تھے۔ ان کے علاوہ ان کے راویوں میں عبیدہ بن سباق' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ' عالیہ بنت سبیع شامل ہیں۔

حضرت میمونہؓ کے راویوں میں سے سلیمان بن یسار ان کے غلام تھے۔ یہ تابعی ہیں اور یہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھی آتے جاتے تھے کیونکہ وہ ان کی غلامی کے زمانہ تک ان سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ یہ مدینہ کے ممتاز ترین علماء میں سے تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ سلیمان بن یسار فقیہ علم اور ائمہ اجتہاد میں سے تھے اور وہ مدینہ کے ان سات مشہور فقہا میں تھے جو اس عہد کے امام فقہ مانے جاتے تھے۔ مسائل طلاق کے خصوصیت کے ساتھ بڑے عالم تھے۔ حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ گیا اور لوگوں سے پوچھا کہ یہاں طلاق کے مسائل کا سب سے بڑا عالم کون ہے لوگوں نے سلیمان بن یسار کا نام بتایا۔

وفات

حضرت میمونہؓ بحیثیتِ نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے آخری بیوی ہیں اور ایک قول کے مطابق تمام بیویوں میں سے آخر میں فوت ہوئیں مگر ایک روایت کے مطابق سب سے آخر میں حضرت صفیہؓ فوت ہوئی تھیں۔ حضرت میمونہؓ "سرف" کے مقام پر فوت ہوئیں۔ حضرت ابن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس وقت نعش اٹھائی جانے لگی تو حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں' جنازہ کو زیادہ حرکت نہ دو' بہ ادب آہستہ لے چلو"۔

□□□□□

حضرت ماریہ قبطیہؓ

نام و نسب

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کی والدہ ہیں۔ ان کا نام ماریہ تھا اور ام ابراہیمؓ کنیت تھی۔ قبطیہ ان کی قومی نسبت تھی۔ مصر ایک ضلع انصایا انص کا ایک گاؤں حفن ان کا آبائی وطن تھا۔

مختصر حالات

۶ ہجری میں صلح حدیبیہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطرافِ نواح کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت کے خطوط بھیجے' ان میں ایک خط مقوقس عزیزِ مصر کے نام بھی تھا جس کو حاطبؓ لے کر مصر گئے تھے۔ مقوقس نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام اور پیامبر کی بڑی عزت کی اور قیمتی سازو سامان کے ساتھ دو لڑکیاں جن کے ساتھ ان کا بھائی مابور بھی تھا۔ خدمتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں تحفہ کے طور پر بھیجیں۔ یہ لڑکیاں ماریہؓ اور سیرینؓ تھیں۔

حضرت حاطبؓ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا جو انہوں نے قبول کر لیا۔ عبدالسلام ندوی لکھتے ہیں کہ ان کے بھائی مابور اپنے قدیم دین عیسائیت پر قائم رہے۔ حافظ مجیب اللہ ندوی اصابہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مابور نے حضرت ماریہؓ اور سیرین کے قبول اسلام کے کچھ دنوں بعد اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "قبطیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔ اس لئے ان سے عہد اور نسب دونوں کا تعلق ہے۔ ان سے نسب کا یہ تعلق تو یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ اور میرے فرزند ابراہیم کی والدہ دونوں اسی قوم سے ہیں"۔

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت ماریہؓ نہایت پاکباز اور نیک سیرت تھیں۔ یہ حسن و جمال میں بے نظیر تھیں۔ یہ حسن و صورت اور حسنِ سیرت دونوں میں یکتا تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ جتنا رشک مجھے ماریہؓ پر آتا ہے کسی دوسرے پر نہیں آتا۔ حضرت ماریہؓ کے بال نہایت گھنے اور خوبصورت تھے۔

حضرت ماریہؓ نے حضرت عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں محرم ۱۶ ہجری میں وفات پائی۔ جب حضرت عمرؓ فاروق کو ان کی وفات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے خود تمام اہلِ مدینہ کو

جمع کیا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

اولاد

سوائے حضرت ابراہیمؓ کے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے ہوئی۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے آخری اولاد ہیں۔ یہ ذوالحجہ ۸ ہجری میں بمقام عالیہ میں پیدا ہوئے۔

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت ابراہیمؓ کا انتقال خاص اہمیت رکھتا ہے۔ حکیم غلام نبی اور شیخ محمد رضا لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؓ سولہ ماہ کی عمر میں ربیع الاول ۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

حضرت ابراہیمؓ نے ام سیف کے ہاں انتقال کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ساتھ تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے سہارے تشریف لائے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؓ نزع کی حالت تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں گود میں اٹھالیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی یہ حالت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ رحمت ہے"۔ پھر چھوٹی سی چارپائی سے جنازہ اٹھایا گیا۔ خود نماز جنازہ پڑھائی اور عثمانؓ بن مظعون کی قبر کے ساتھ دفن کیا گیا۔ قبر میں فضلؓ بن عباس اور اسامہؓ نے اتارا۔ اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر کے کنارے کھڑے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیمؓ کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور دفن کر کے بعد قبر پر ایک مشکیزہ پانی چھڑک دینے کا حکم فرمایا۔ یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا۔ جب حضرت ابراہیمؓ کی قبر برابر کی جانے گی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کے ایک حصہ میں ایک پتھر دیکھا۔ آپؐ نے اسے اپنے دستِ مبارک سے درست کیا اور فرمایا "تم جب کوئی کام کرو تو اسے مکمل اور اچھی طرح انجام دیا کرو۔ کیونکہ اس سے میت کے نفس کو راحت و اطمینان حاصل ہوتا ہے"۔

ڈاکٹر محمد رفیع الدین ہاشمی اپنے مضمون "خطباتِ رسولؐ" میں لکھتے ہیں کہ "آنحضور

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو اسی روز سورج گہن لگا۔ آپؐ نے اعلان کرایا کہ سب لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں۔ لوگ اکٹھے ہوئے تو آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ جس میں آپؐ نے طویل قرات کی۔ نماز میں مرد اور عورتیں شریک تھیں۔ حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ کو غشی آ گئی۔ نماز اس وقت ختم ہوئی جب سورج گہن سے آزاد ہو چکا تھا۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا "سورج اور چاند کو نہ کسی کے پیدا ہونے سے گہن لگتا ہے نہ کسی کی موت سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ڈراتا ہے۔ اے امتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" تم جب انہیں دیکھو تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ سے دعائیں کرو، تکبیریں کہو، صدقہ دو، اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، یہاں تک کہ گہن کھل جائے۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ——

خوش دامنیں

حضرت فاطمہ بنتِ زائدہ

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس ہیں۔ کیونکہ ان کی بیٹی حضرت خدیجہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثل بیوی تھیں۔

نام و نسب

فاطمہ بنت زائدہ لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ فاطمہؓ بنت زائدہ بن اصم بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک۔

فاطمہ بنت زائدہ کا نکاح خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے ہوا۔ خویلد بن اسد اپنے قبیلہ بنی اسد میں بڑی باعظمت شخصیت کے مالک تھے۔ وہ اپنے قبیلہ سے مکہ آئے اور یہیں اقامت کی۔ اور عبدالدار ابن قصی کے حلیف بنے۔ عبدالدار خویلد بن اسد کے چچازاد تھے۔ خویلد نے مکہ میں ہی فاطمہ بنت زائدہ سے نکاح کیا۔

خویلد قریش کے معزز خاندان سے تھے۔ ان کا پیشہ تجارت تھا۔ تجارت کی وجہ سے وہ قبائل بنی تمیم اور بنی کعب میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ اپنے ایثار کی وجہ سے تمام قبیلہ قریش میں ہر دلعزیز تھے۔ یہ خاندان اپنی شرافت و نجابت اور کاروباری معاملات میں اپنی ایمان داری اور راست روی سے عزت و شہرت کے بلند مقام پر فائز تھا۔

اولاد

فاطمہ بنت زائدہ کی سب سے بڑی اولاد حزام بن خویلد ہیں۔ حزام کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ فاطمہ بنت زائرہ کی اولاد میں ایک بیٹا عوام اور دو بیٹیاں ہالہ اور رقیقہ کے نام بھی ملتے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام کی روایت ہے کہ وہ حضرت

خدیجہؓ سے دو برس چھوٹے تھے۔ اور واقعہ فیل سے تیرہ برس پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اس حساب سے حضرت خدیجہؓ عام الفیل سے پندرہ برس پہلے پیدا ہوئیں۔

□□□□□

شموس بنتِ قیس

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس تھیں۔ یہ ام المومنین حضرت سودہؓ کی والدہ ہیں۔

نام و نسب

ان کا نام طالب ہاشمی سموس اور ابن اثیر شموس لکھتے ہیں۔ **شموس** بنت قیس، انصار کے خاندان بنو نجار سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ **شموس** بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن خراش بن عامر بن غنم بن نجار۔

نکاح

شموس کا نکاح زمعہ بن قیس سے ہوا جو قریش کے نامور قبیلے عامر بن لوی سے تھے ان کا نسب یہ ہے: زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی سے ہوا۔ **شموس** کے والد قیس بن عبد شمس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا ہاشم کی بیوی سلمیٰ کے بھائی تھے۔ جن کا تعلق مدینہ کے قبیلہ بنو نجار سے تھا۔

حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ کے رشتہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام لے کر گئی تو زمعہ بن قیس نے ۴۰۰ درہم مہر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کر دیا۔ زمعہ اس موقع پر بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس لیے ایک روایت کے مطابق حاطب بن عمرو بن عبد شمس حضرت سودہؓ کے ولی بنے تھے۔

اولاد

شموس اور زمعہ کی صاحبزادی سودہؓ کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت سودہؓ کے بھائیوں میں مالک بن زمعہ بن قیس، عبداللہ بن زمعہ بن قیس اور عبد بن

زمعہ بن قیس کا ذکر ملتا ہے۔ مالک بن زمعہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے تھے۔ وہ اور ان کی بیوی عمرہ بنت سعدی نے حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ عمرہ بنت سعدی کا نسب یہ ہے۔ عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ غزوہ بدر میں زمعہ کے بیٹے عبد بن زمعہ بھی قید ہوئے تھے۔ حضرت سودہؓ کے نکاح کے وقت ان کے بھائی عبداللہ بن زمعہ مکہ سے باہر تھے اور ابھی حالتِ کفر میں تھے۔ جب گھر آئے اور معلوم ہوا تو انھوں نے افسوس کا اظہار کیا اور سر پر خاک ڈالی۔ جب اسلام قبول کیا تو ہمیشہ اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہوئے اور اپنے آپ کو ملامت کیا کرتے تھے۔

□□□□□

حضرت اُمِ رومانؓ

حضرت **ام رومانؓ** حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیوی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ تھیں۔ اس رشتہ سے یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدامن تھیں۔

نسب

ان کے نام کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ کسی سیرت نگار نے ان کے نام کا ذکر نہیں کیا۔ یہ **ام رومانؓ** کی کنیت سے مشہور تھیں۔ ان کا تعلق قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس سے تھا۔

طالب ہاشمی اور مولانا سعید انصاری ان کا نسب نامہ یوں تحریر کرتے ہیں کہ **ام رومانؓ** بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔ نیاز فتح پوری ان کے نسب میں "عتاب" کا ذکر نہیں کرتے۔ اور ابنِ اثیر نے جو نسب نامہ تحریر کیا ہے۔ اس میں "سبیع" کا ذکر نہیں ہے۔ ابنِ اثیر **ام رومانؓ** کے نسب کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ "زبیر نے ان کا سلسلۂ نسب اس طرح تحریر کیا ہے اور باقی لوگوں نے اس کی سخت ممانعت کی ہے۔" اور لکھا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ ان کا تعلق بنو غنم بن مالک بن کنانہ سے ہے۔

نکاح

ام رومانؓ کا پہلا نکاح عبداللہ بن حارث بن سنجرہ سے ہوا۔ عبداللہ کا نسب یہ ہے عبداللہ بن حارث بن سنجرہ بن جرثومہ الخیر بن غادیہ بن مرۃ لازردی ہے۔ عبداللہ سے ان کا ایک بیٹا طفیل پیدا ہوا۔

حضرت ام رومانؓ کے پہلے شوہر عبداللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حلیف بن گئے تھے۔ چنانچہ جب عبداللہ کی وفات ہوئی تو چند ماہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت امِ رومانؓ سے نکاح کرلیا۔

پہلے ایمان لائیں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دعوتِ حق کا آغاز فرمایا تو اس موقع پر حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے بلا تامل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کی۔ اور حضرت ام رومانؓ بھی اپنے شوہر حضرت ابوبکرؓ صدیق کے اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد اسلام لے آئیں۔

ہجرت

ابنِ اثیر لکھتے ہیں، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "جب حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہجرت کی تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صاحبزادیاں اور ہمارا خاندان مکے میں ہی رہ گیا تھا۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینہ میں ٹھہر گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے زید بن حارثؓ اور اپنے مولیٰ ابو رافع کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے اہلِ خاندان کے لانے کے لیے عبداللہ بن ار یقط کو دو یا تین اونٹ دے کر ان کے ساتھ کردیا اور اپنے بیٹے عبداللہؓ کو لکھا کہ میری والدہ مجھے اور اسماء کو روانہ کرادیں۔ ہم سب مل جل کر ایک ساتھ وہاں سے نکلے۔ طلحہ بھی ہجرت کرنا چاہتے تھے۔ وہ بھی ساتھ ہو لیے۔"

جب کچھ سیرت نگاروں کو یہ بات یاد آتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس روپے پیسے نہیں ہونے چاہئیں تو وہ کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے کی تردید کردیا کرتے ہیں۔

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیدؓ بن حارثہ اور ابو رافع کو پانچ سو درہم دیئے تھے۔ ابنِ اثیر کی اس بات کے خلاف نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ یہ رقم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فراہمی ضروریات کے لیے حاصل کی تھی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس سفر میں ہم لوگ جب بیداء کے مقام پر پہنچے تو میرا اونٹ بدک گیا۔ اس اونٹ پر میرے ساتھ میری والدہ ام رومانؓ بھی سوار تھیں۔ مگر اونٹ کی اچھل کود سے گھبرا کر واویلا کرنے لگیں "ہائے میری بیٹی' ہائے میری دلہن"۔ آخر اونٹ پکڑا گیا اور ہم خیریت سے مدینہ پہنچے۔

مدینہ میں قیام

مدینہ میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدِ نبوی اور اپنے لیے حجرے بنوالیے تھے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان وہاں ٹھہرا اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے گھر والے بنو حارث بن خزرج کے محلے میں ٹھہرے۔ اس محلّہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مکان لے رکھا تھا۔

مہمان نواز

۶ ہجری کے آخر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اصحاب صفہ کے تین بزرگوں کو اپنے گھر مہمان بنا کر لائے۔ مہمانوں کو گھر چھوڑا اور خود کسی کام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں انھیں دیر ہوگئی۔ ان کی غیر موجودگی میں حضرت امِ رومانؓ نے مہانوں کی خاطر مدارات کے لیے ان کے پاس کھانا بھجوادیا مگر مہانوں نے اپنے میزبان کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے کے بجائے ان کا انتظار کرنا پسند کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ گھر پہنچے تو حضرت امِ رومانؓ نے ان کو تمام واقعہ سنایا تو حضرت ابوبکرؓ نے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ اس کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ سب کے کھانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت امِ رومانؓ سے پوچھا کہ کتنا کھانا باقی ہے۔ حضرت امِ رومانؓ نے بتایا کہ تین گنا سے بھی زیادہ بچ گیا ہے۔

جنت کی حور

ایک موقع پر آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ جس کو بہشت کی حور عین دیکھنے کی خواہش ہو، وہ ام رومانؓ کو دیکھ لے۔

وفات

حضرت ام رومانؓ کے سن وفات کے متعلق پوری معلومات نہیں ملتیں۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ "ان کی وفات چھٹے سال ہجری کے ماہ ذی الحج میں ہوئی۔ ایک روایت میں چوتھا اور ایک میں پانچواں سال ہجری مذکور ہے۔ لیکن یہ دونوں روایات غلط ہیں کیونکہ ام رومان واقعہ افک کے وقت زندہ تھیں جو چھٹے سال ہجری میں ہوا تھا۔ جب وہ فوت ہوئی تھیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کی قبر میں اترے تھے اور دعائے مغفرت فرمائی تھی۔" طبقات ابن سعد میں ہے حضرت عفان کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کو قبر میں اتارا تھا۔ ابن حجر نے اپنی کتاب "اصابہ فی معرفت الصحابہ" میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ان کی وفات ۹ ہجری سے پہلے نہیں ہوئی۔ طالب ہاشمی اس سلسلے میں یوں لکھتے ہیں کہ "امام بخاری نے تاریخ صغیر میں ام رومانؓ کا نام ان لوگوں میں لکھا ہے جنھوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے "سیرت عائشہؓ" میں لکھا ہے کہ حضرت ام رومانؓ حضرت عثمانؓ کی خلافت تک زندہ رہیں۔ تاہم جمہور اہل سیر نے ۹ ہجری والی روایت کو ترجیح دی ہے۔"

اولاد

حضرت ام رومانؓ کے پہلے شوہر سے ایک بیٹا طفیل پیدا ہوا، دوسرے شوہر ابوبکر صدیقؓ سے ایک بیٹا عبدالرحمن اور ایک بیٹی حضرت عائشہؓ پیدا ہوئیں۔ اس طرح طفیل، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبدالرحمن ابن ابوبکر کے اخیافی بھائی ہیں۔

□□□□□

حضرت زینبؓ بنت مظعون

نام و نسب

حضرت زینبؓ بنت مظعون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی حضرت حفصہ بنت عمرؓ خطاب کی ماں تھیں۔ اس رشتے سے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدامن تھیں۔ اور عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ ان کے دوسرے بھائیوں میں عبداللہ بن مظعون اور قدامہ بن مظعون ہیں جو اپنے بھائی عثمان بن مظعون کی طرح جلیل القدر صحابہ ہیں۔

ان کا تعلق بنو جمح کے قبیلے سے تھا۔ ابن اثیر ان کے سلسلۂ نسب کو یوں بیان کرتے ہیں۔ زینبؓ بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قریشیہ جمیہ۔ طالب ہاشمی ان کے نسب کو حذافہ بن جمح کے بعد یوں لکھتے ہیں "بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب"۔ کعب بن لوی پر ان کا سلسلۂ نسب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔

مختصر حالات

حضرت زینبؓ بنت مظعون نے اپنے شوہر حضرت عمر فاروقؓ کے ہمراہ ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا تھا۔ ابو عمر کے مطابق حضرت زینبؓ بنت مظعون مہاجرات سے تھیں۔ لیکن ابو عمر لکھتے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ یہ بات غلط نہ ہو کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ خاتون ہجرت سے پہلے ہی مکہ میں فوت ہو گئیں تھیں۔ البتہ ان کی بیٹی حفصہؓ نے ہجرت کی تھی۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں کہ بعض احادیث میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کی تھی۔ اس بات کا ثبوت حضرت عمرؓ کی اس روایت سے بھی ملتا ہے کہ "ان کو تو ان کے والدین نے اپنے ساتھ لے کر ہجرت کی تھی۔"

حضرت زینبؓ کی اولاد میں صرف دو بچے ہیں۔ ایک لڑکا حضرت عبداللہؓ بن عمر اور بیٹی حضرت حفصہؓ بنت عمر۔ حضرت حفصہ بنت عمرؓ ام المومنین ہیں۔

ان کی وفات کے متعلق پوری معلومات نہیں ملتیں۔ صرف ابو عمر کی بات سے علم ہوتا ہے کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ مکہ میں ہی فوت ہو گئیں تھیں۔ مگر اس بات میں کہاں تک صداقت ہے، کسی کو نہیں معلوم۔

□□□□□

عاتکہ بنت عامر

یہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی والدہ تھیں۔ اس نسبت سے یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس ہیں۔

نسب

عاتکہ بنت عامر کا تعلق خاندان فراس سے تھا۔ عاتکہ ایک کنانی کی بیٹی تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے: عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن خزیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

نکاح

عاتکہ بنت عامر کا نکاح ابو امیہ سے ہوا جو عرب میں مشہور اور بہادر و شجاع تھے۔ ابو امیہ کا تعلق قریش کی ایک معزز شاخ بنو مخزوم سے تھا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ ابو امیہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشیہ مخزومیہ۔ ابو امیہ کا عرف "زاد البرکب" تھا۔ حافظ افروغ احسن ان کا نسب ابو امیہ (سہیل) بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم لکھتے ہیں۔ یہ بے حد فیاض اور دولت مند آدمی تھے۔ ان کی سخاوت و دریا دلی کی شہرت چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ بیسوں لوگ ان کے دسترخوان پر پلتے تھے۔ اگر کبھی سفر کرتے تو پہلے تمام ہمراہیوں کی خوراک اور دوسری ضروریات کی کفالت کا ذمہ اٹھا لیتے۔ انہی فیاضیوں کی وجہ سے لوگ انھیں "زاد الراکب" کہتے تھے۔ محمود احمد غضنفر لکھتے ہیں کہ جب قافلے ان کے گھر کی طرف روانہ ہوتے یا ان کی رفاقت میں سفر کرتے تو اپنے ہمراہ زادِ راہ لے کر نہ جایا کرتے تھے کیونکہ ابو امیہ ان کے تمام اخراجات خود برداشت کیا کرتے تھے۔

اولاد

عاتکہ بنت عامر کی بیٹی ہند جو امِ سلمہ کے لقب سے مشہور ہیں، تمام مومنین کی ماں ہیں۔

□□□□□

امیمہ بنت عبدالمطلب

یہ نہ صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی پھوپھی تھیں بلکہ ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی والدہ ہونے کی نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس بھی تھیں۔ ہم ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے حوالے سے کر آئے ہیں۔

□□□□□

صفیہ بنت ابو العاص

یہ ام المومنین حضرت امِ حبیبہؓ کی والدہ ہیں۔

نسب

ان کا نام صفیہ بنت ابو العاص ہے یہ حضرت عثمان غنی کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے صفیہ بنت ابو العاص بن امیہ بن عبید شمس بن عبد مناف قریشی اموی۔

مختصر حالات

صفیہ بنت ابو العاص کا نکاح ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس سے ہوا۔ صفیہ بنت ابو العاص کی بیٹی حضرت امِ حبیبہؓ ام المومنین ہیں۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ صفیہ بنت ابو العاص کے بیٹے ہیں۔ مگر حافظ افروغ احسن لکھتے ہیں کہ یزید بن ابو سفیان حضرت امِ حبیبہؓ کے حقیقی بھائی تھے مگر معاویہ بن ابو سفیان باپ شریک بھائی تھے۔ یزید بن ابو سفیان فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور ۱۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

□□□□□

برّہ بنت سموال

یہ ام المومنین حضرت صفیہؓ بنت حیی کی والدہ ہیں۔

نسب

مولانا سعید انصاری کے مطابق ان کا نام ضرہ تھا۔ اور یہ سموال رئیس قرینہ کی بیٹی تھیں۔ حافظ افروغ حسن ان کا نام برّہ یا خزہ اور ان کے والد کا نام سموئیل لکھتے ہیں۔ نیاز فتح پوری بھی ان کا نام برہ مگر ان کے والد کا نام سموان لکھتے ہیں۔ برہ کے والد سارے عرب میں اپنی شجاعت و دلیری کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔

نکاح

ان کے خاوند کا نام حییؒ بن اخطب تھے۔ جو قبیلہ بنو نصیر کا سردار تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ حییؒ بن اخطب بن سعید بن عامر بن عبید بن کعب بن الخزرع بن ابی حبیب بن النضعیر بن تمام۔ حییؒ بن اخطب کا قبیلہ صدیوں سے مدینہ میں آباد تھا۔ اور مادی اور عسکری نقطہ نظر سے نہایت مضبوط اور طاقت ور تھا۔ حییؒ اپنے قبیلے کے سردار ہونے کے ساتھ ساتھ توریت کا ایک تبحر عالم بھی تھا۔ سیادت، علمی وجاہت اور خاندان نبوت کی نسبت سے عرب کے تمام یہودیوں میں اسے ایک اہم اور منفرد مقام حاصل تھا۔ برہ کے خاوند حییؒ بن اخطب کی بہت قدر و قیمت تھی۔ لوگ ان کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ قرینہ اور نصیر بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنھوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

□□□□□

ام ریحانہؓ

یہ ام المومنین حضرت ریحانہؓ کی والدہ ہیں۔ اس نسبت سے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس ہیں۔

مختصر حالات

ان کے نام کا علم نہ ہو سکا مگر ان کے خاوند یعنی ام المومنین حضرت ریحانہؓ کے والد کا نام شمعونؓ اور کنیت ابوریحانہؓ تھی۔ ام ریحانہؓ کا ذکر صرف حضرت شمعونؓ کے ذکر میں آتا ہے کہ حضرت حافظ ابن عبدالبر نے ان کے اسلام کا ذکر کیا ہے۔ نسائی اور طبرانی کی ایک

روایت سے پتا چلتا ہے کہ حضرت شمعونؓ بن یزید بن جنافتہ للعرطی ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ مگر غزوہ کون سا تھا یہ معلوم نہ ہو سکا۔ حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ یہ اخیار علماء میں سے تھے۔ دنیا سے بالکل بے تعلق اور اللہ پر متوکل تھے۔ یہ صالح، نیک اور عبادت گزار تھے۔

ایک بار کسی غزوے سے واپس آئے۔ کھانا کھا کر وضو کیا اور مسجد میں حاضر ہوئے اور تمام رات عبادت کرتے رہے۔ صبح کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی نے کہا کہ غزوہ سے تھکے ماندے آئے تھے کچھ آرام کرلینا چاہیے تھا۔ اور ان سے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز نے اس قدر مشغول رکھا حضرت شمعونؓ نے کہا۔ اللہ تعالی نے جو جنت اور اس کی لذت کی تعریف کی ہے، اسی میں غور و فکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔ حضرت شمعونؓ نے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ یہ شام میں بیت المقدس میں رہتے تھے۔

□□□□□

ہند بنت عوف

یہ ام المومنین حضرت میمونہؓ کی والدہ ہونے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساس تھیں۔

نسب

حضرت ہند بنت عوف قبیلۂ کنانہ سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے: ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطہ بن جرش۔ ام المومنین حضرت میمونہؓ کی حقیقی اور اخیافی بہنیں کئی تھیں جو تمام خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں۔ مثلاً حضرت میمونہؓ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں، لبابہؓ حضرت عباسؓ سے۔ سلمیٰ بنت عمیس حضرت حمزہؓ سے اور اسماء بنت عمیس حضرت جعفرؓ سے منسوب تھیں۔ حضرت جعفرؓ کے بعد حضرت اسماء نے حضرت علیؓ سے نکاح کیا۔ اسی بنا پر ان کی والدہ ہند بنت عوف کی نسبت مشہور تھی کہ سسرالی قرابت میں اس خاتون کا کوئی نظیر نہیں۔

مختصر حالات

ان کا نکاح قبیلۂ قریش کے حارث بن حزن سے ہوا۔ حارث کا نسب یہ ہے۔ حارث بن حزن ابن بجیر بن ہزم بن روبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصیفہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی

سالیاںؓ

حضرت اسماء بنتِ ابوبکر

یہ حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کی بہن اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کی بیٹی تھیں۔

نسب

ان کا نام اسماء اور لقب ذات النطاقین ہے۔ حضرت اسماء بنتِ ابوبکر صدیقؓ کا شمار نہایت جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا نسب یہ ہے: اسماء بنتِ ابوبکر بن ابو قحافہ عثمانؓ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی۔

ان کی والدہ کا نام قیلہ یا قتیلہ بنتِ عبدالعزیٰ تھا۔ عبدالعزیٰ قریش کے نامور رئیس تھے۔ اسماء بنت ابوبکر کی والدہ کا نسب یہ ہے: قیلہ یا قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں اور ان کی پیدائش کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی عمر بیس سے کچھ اوپر تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نہایت اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ اوصاف کے مالک تھے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ایسے پاکباز والد کے زیر سایہ ان کی تربیت کیسی ہوگی۔

نکاح

حضرتِ اسماء بنتِ ابوبکر کا نکاح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیرؓ بن عوام سے ہوا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام حضرت خدیجہؓ کے سگے بھائی کے بیٹے بھی تھے۔

غارِ ثور میں خدمات

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان رفقاء میں سے جو غارِ ثور میں پوشیدہ امداد کرتے تھے۔ ان میں حضرت **اسماء** بھی شامل تھیں۔ غارِ ثور میں حضرت **اسماء** کھانا لے کر ہر روز آتیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ صدیق جب غارِ ثور روانہ ہونے لگے تو حضرت **اسماء** بنت ابوبکر زادِ سفر لے کر آگئیں مگر اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں۔ جب روانگی کا وقت آیا اور حضرت **اسماء** نے توشہ لٹکانا چاہا تو دیکھا کہ اس میں بندھن ہی نہیں ہے۔ انہوں نے فوراً" اپنا پٹکا یعنی کمربند کھولا اور دو حصوں میں چاک کر کے ایک میں توشہ لٹکا دیا اور دوسرا کمر میں باندھ لیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب "ذات النطاقین" پڑ گیا۔

خصوصیاتِ اسماء

حضرت **اسماء** کے مزاج میں فیاضی اور سخاوت بہت زیادہ تھی اور وہ اپنے بچوں کو ہمیشہ اس کی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اپنا مال دوسروں کی مدد اور ان کے کام نکالنے کے لیے ہوتا ہے نہ کہ جمع کرنے کے لیے۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ عائشہؓ اپنی والدہ **اسماء** سے زیادہ سخی اور کریم النفس کسی کو نہیں دیکھا۔ فرق یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ جمع کر کے خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں اور حضرت **اسماء** کو جو کچھ ملتا اسی وقت خدا کی راہ میں خرچ کر دیتی تھیں۔

طبقاتِ ابنِ سعد میں لکھا ہے کہ حضرت **اسماء** بڑی ذی فہم، راسخ الاعتقاد، قلب کی مضبوط، نہایت بُردبار اور بہت صابر خاتون تھیں۔ حضرت اسماء سخاوت کے علاوہ دلیری اور شجاعت میں بھی بہت مشہور تھیں۔ سعید بن عاص کے زمانہ حکومت میں جب مدینہ میں فتنہ و فساد برپا تھا۔ شہر میں بہت بدامنی تھی اور چوریاں ہونے لگیں تو اس موقع پر حضرت **اسماء** اپنے سرہانے خنجر رکھ کر سویا کرتی تھیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر کہتیں کہ جب کوئی چور آئے گا اور مجھ پر حملہ کرے گا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ اور جب ان کے جوان بیٹے عبداللہؓ بن زبیرؓ ظالم حجاج کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حجاج نے ان کی لاش حجون پر لٹکا دی۔ حضرت **اسماء** نے اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھ کر انتہائی صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا اور فرمایا کہ کیا ابھی اس شہسوارِ اسلام کے گھوڑے سے اترنے کا وقت نہیں آیا۔

حضرت **اسماء** بہت صابر خاتون تھیں۔ جب کبھی ان کا سردرد ہوتا تو اپنے سر کو ہاتھ

سے پکڑ کر کہتیں۔ خدایا اگرچہ میں بہت گنہگار ہوں لیکن تیری شانِ غفاری بہت بڑی ہے۔
ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ حضرت **اسماء** بنتِ ابوبکرؓ کے غلام عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت **اسماء** کے پاس آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ محفوظ تھا۔ یہ انہیں حضرت عائشہؓ کی طرف سے ملا تھا۔ یہ اس جُبّہ مبارک کو دھو کر پانی بطور تبرک مریضوں کو پلاتی تھیں۔

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کے مزاج میں بہت تیزی تھی اور وہ تشدد کے عادی بھی تھے۔ اس کے نتیجہ میں طلاق ہوئی۔ ۳۱ھ میں حضرت زبیرؓ واقعہ الجمل سے واپس آ رہے تھے تو ایک شخص عمرو بن جرموز الجاشعی نے وادی اشباع میں انہیں قتل کر دیا۔ تمام اہل سِیَر اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت زبیرؓ کی شہادت پر **اسماء** نے سخت غم و اندوہ کا اظہار کیا۔

راویٔ حدیث

نیاز فتح پوری اپنی کتاب "صحابیات" میں لکھتے ہیں کہ حضرت **اسماء** نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً" چھپن احادیث روایت کی ہیں جو صحیحین میں موجود ہیں۔ راویوں کے نام یہ ہیں۔ عبداللہؓ، عروہ، بنت المنذر بن زبیرؓ، ابن عباسؓ، ابن ابی ملیکہؓ، وہب بن کیسانؓ، مسلم معری وغیرہ۔

حضرت **اسماء** کے پانچ بیٹے تھے اور تین لڑکیاں تھیں۔ بیٹیوں میں عبداللہؓ، عروہ، منذر، عاصم، مہاجر اور لڑکیوں میں خدیجۃ الکبریٰ۔ ام الحسن اور عائشہ شامل ہیں۔

وفات

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت **اسماء** آخری عمر میں اندھی ہو گئی تھیں۔ ۷۳ ہجری میں ان کے بیٹے عبداللہؓ بن زبیرؓ کو عبدالملک بن مروان کے حکم سے قتل کر دیا گیا تھا اور لاش سُولی پر لٹکا دی تھی۔ اس وقت حضرت **اسماء** کی عمر سو سال سے زائد تھی۔ روایت ہے کہ جب ان کے بیٹے کی لاش اتاری گئی تو دس دن، بیس دن یا چند دن بعد حضرت **اسماء** کی وفات ہو گئی۔ سو سال کی عمر کے باوجود ان کا ایک بھی دانت نہ ٹوٹا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے۔ قد دراز اور چہرہ پُر گوشت تھا۔ آخر وقت تک ان کے قویٰ صحیح و سالم رہے۔

□□□□□

اُمِ کلثوم بنتِ ابوبکرؓ

یہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کی سوتیلی بہن تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔

نسب

ان کے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اصل نام عبداللہ بن عثمان ہے اور یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ حضرت اِمِ کلثومؓ کا نسب یہ ہے۔ ام کلثومؓ بنتِ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن سعید بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

ابو عمر نے ان کی والدہ کا نسب نامہ یوں تحریر کیا ہے۔ حبیبہ بنتِ خارجہ بن زید بن ابو زہیر بن مالک بن امراؤ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ حضرت ام کلثومؓ کے نانا حضرت خارجہ بن زید کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ بیعتِ عقبہ کبیرہ اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔

پیدائش

حضرت ام کلثومؓ بنتِ ابوبکر کی پیدائش حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد ہوئی تھی اور حضرت عائشہؓ صدیقہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی وفات کے وقت کہا کہ تمہاری سوتیلی ماں کے ہاں بچی پیدا ہوئی تو اس کا نام ام کلثومؓ رکھنا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ صدیقہؓ نے ان کا نام رکھا۔

نکاح

طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے کہ حضرت ام کلثوم بنتِ ابوبکرؓ کا نکاح طلحہ بن عثمان بن عمر سے ہوا۔ حضرت طلحہ بن عثمان بن عمر کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے ان کا دوسرا نکاح طلحہ بن عبیداللہ سے کردیا۔ طلحہ بن عبیداللہ کا نسب چھٹی یا ساتویں پشت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاملتا ہے۔ نسب یہ ہے طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد

بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔

طلحہ بنو تیم کے تمام محتاج و تنگدست خاندانوں کی کفالت کرتے تھے۔ لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی کردیتے تھے۔ جو لوگ مقروض تھے ان کا قرض ادا کردیتے تھے۔ انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ سے بھی خاص عقیدت تھی اور ہر سال دس ہزار درہم پیش کرتے تھے۔ یہ بہت مہمان نواز تھے۔ ایک بار بنی عذرہ کے تین آدمیوں نے مدینہ آکر اسلام قبول کیا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان کی کفالت کون کرے گا۔ حضرت طلحہؓ کھڑے ہوگئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں کروں گا۔ اس پر وہ تینوں نو مسلم خوشی خوشی ان کے گھر چلے گئے۔ دو تو جلد ہی شہید ہوئے اور تیسرے مہمان ایک مدت کے بعد ان کے گھر میں فوت ہوگئے۔

حضرت طلحہؓ گھر والوں سے بہت حُسنِ سلوک سے پیش آتے۔ عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے بہت معزز شخصیات نے شادی کا پیغام دیا مگر انہوں نے طلحہ کو ترجیح دی۔ وجہ دریافت کرنے پر بتایا کہ میں جانتی ہوں کہ یہ جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ہنستے ہوئے باہر نکلتے ہیں تو مسکراتے ہوئے، کچھ مانگو تو بخل نہیں کرتے اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے۔ اگر کام کردو تو شکر گزار ہوتے ہیں اور غلطی پر معاف کردیتے ہیں۔ طلحہ جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔

اولاد

حضرت ام کلثومؓ بنتِ ابوبکر کے پہلے شوہر طلحہ بن عثمان بن عمر سے دو بچے زکریا اور یُوسُف پیدا ہوئے۔ یُوسُف ابھی چھوٹا ہی تھا کہ فوت ہوگیا اور طلحہ بن عثمان بھی فوت ہوگئے تو ان کا دوسرا نکاح طلحہ بن عبید سے ہوا۔ طلحہ جنگِ جمل میں شہید ہوئے۔ ان سے ابراہیم، احول، موسیٰ و ام حمید اور ام عثمان پیدا ہوئے۔

□□□□□

حضرت ہالہؓ بنتِ خویلد

حضرت ہالہؓ بنتِ خویلد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی بیوی ام المؤمنین حضرت

خدیجہؓ کی بہن ہیں اور حضرت خدیجہؓ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ کی ساس بھی ہیں۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن کے ذکر میں ان کا تفصیلی ذکر کریں گے۔

□□□□□

حضرت بریرہؓ بنتِ زمعہ

حضرت بریرہ بنتِ زمعہ ام المؤمنین حضرت سودہؓ کی بہن تھیں۔ اس طرح یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔

نسب

حضرت بریرہ کا تعلق قریش کے قبیلہ عامر بن لوی سے تھا اور نسب یہ ہے۔ بریرہ بنتِ زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

نکاح

ان کا نکاح بنو عبدالقیس کے حضرت معبد بن وہب بن العبدی سے ہوا۔ انہوں نے جاہلیت میں کافی حج کئے تھے۔

حضرت معبدؓ بن وہب جنگِ بدر میں شریک تھے اور صفین میں بھی لڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لڑتے دیکھ کر ان کے بارے میں فرمایا "یہ زمین پر خدا کے شیر ہیں"۔

طالب بن حجیر نے ہوالعصری اور انہوں نے معبد سے روایت کی ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں دو تلواروں سے لڑ رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا "مجھے بنو القیس کے جوانوں پر رحم آتا ہے، لیکن وہ خدا کی زمین میں اس کے شیر ہیں۔"

□□□□□

حضرت ہزیلہؓ بنتِ حارث

یہ ام المؤمنین حضرت میمونہ کی حقیقی بہن ہیں۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

سالی ہیں۔

نام و نسب

ان کا نام ہزیلہؓ ہے اور ان کی کنیت ام حفید ہے۔ یہ قبیلہ بنی قیس بن عیلان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ ہزیلہؓ بنتِ حارث بن حزن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن قفیفہ بن قیس بن عیلان۔

نکاح

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ان کا نکاح ایک بدو سے ہوا تھا۔ حافظ افروغ حسن ان کا نام ہزیلہؓ یا ام حفید کے بجائے حفیدہ لکھتے ہیں اور ان کے خاوند کا نام عبداللہ بن مالک ہلالی لکھتے ہیں۔ ان کے خاوند عبداللہ بن مالک ہلالی کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ "اُسدُ الغابہ" میں ۹ ایسے افراد کی معلومات درج ہیں، جن کا نام عبداللہ بن مالک ہے مگر ان میں کسی کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ہزیلہؓ کے شوہر ہیں یا بدو ہیں۔ ام حفید صحرانشین تھیں۔

مختصر حالات

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ بنتِ حارث کے گھر گئے تو آپؐ کے ہمراہ عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید بھی تھے۔ تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گوہ پیش کیا، جس میں انڈے بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ چیزیں کہاں سے آئیں۔ حضرت میمونہؓ نے بتایا کہ یہ میری بہن ہزیلہؓ نے تحفہ کے طور پر بھیجیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید اور عبداللہ بن عباس کو کھانے کے لئے کہا۔

یہ دونوں حضرات حضرت میمونہؓ اور حضرت ہزیلہؓ کے بھانجے تھے۔ ان دونوں نے دریافت کیا کہ آپؐ نہیں کھائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے خدا کی طرف سے کسی قاصد کا انتظار ہے۔

ابن عباس کی روایت ہے کہ میری خالہ حضرت ہزیلہؓ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی خدمت میں گھی، پنیر اور گوہ بھیجی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھی اور پنیر تو کھایا مگر گوہ نہ کھائی۔ مگر باقی سب لوگوں نے کھائی۔ اگر گوہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دسترخوان پر کھانے کی اجازت کیوں دیتے۔

□□□□□

سلمیٰ بنتِ عمیس

یہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ بنت حارث کی بہن ہیں۔ ہم ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابیوں میں کر چکے ہیں۔

□□□□□

اسماء بنتِ عمیس

حضرت اسماء بنت عمیس بھی اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ کی بہن ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھابیوں میں ان کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

□□□□□

اُمُّ الفضل بنتِ حارث

حضرت اُمُّ الفضل حضرت میمونہؓ کی بہن ہونے کی وجہ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں اور دوسری طرح آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی زوجہ ہیں۔ ہم نے ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچیوں میں کیا ہے۔

□□□□□

سیرین

حضرت سیرین حضرت ماریہ قبطیہ کی بہن ہیں۔ ان دونوں کو مقوقیس شاہِ اسکندریہ نے بطورِ ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ماریہؓ کو اپنے پاس رکھ لیا جن سے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے اور حضرت سیرینؓ حضرت حسانؓ

بن ثابت کو دے دیں۔ جو حضرت عبدالرحمان بن حسان بن ثابت کی ماں تھیں۔ حضرت سیرین کی روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو حضرت سیرینؓ اور حضرت ماریہؓ قبطیہ رونے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔ حضرت فضل بن عباس نے بچے کو نہلایا اور حضرت عباس بچے کو اٹھا کر لے چلے۔ حضرت سیرین کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیمؓ کی قبر کے ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیٹھے دیکھا۔ اس اثنا میں سورج کو گہن لگ گیا تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ یہ حضرت ابراہیمؓ کی وفات کی وجہ سے ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس کی وجہ کسی کی زندگی یا موت نہیں ہے"۔ بچے کی قبر پر ایک سوراخ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا۔ اس سے نہ کسی کو فائدہ پہنچتا ہے نہ نقصان مگر دیکھنے والوں کی آنکھ کو آرام محسوس ہوتا ہے اور جب کوئی بندہ ایسا عمل کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے استواری عطا کرتا ہے۔ حضرت سیرینؓ کے حالات اس سے زیادہ نہیں ملتے۔

□□□□□

ہندؓ بنتِ ابوسفیان

حضرت ہندؓ بنتِ ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔ یہ اُمُّ المؤمنین حضرت امِ حبیبہؓ بنتِ ابوسفیان کی بہن ہیں۔

نکاح

حضرت ہندؓ بنتِ ابوسفیان کا نکاح حضرت حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوا۔ یعنی حضرت ہند کے سسر نوفل بن حارث حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت حارث بن نوفل کی وفات کے متعلق بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمرؓ اور بعض لوگوں کے مطابق حضرت عثمانِ غنی کے عہد میں ہوئے اور اس وقت ان کی عمر ستر برس تھی۔

اولاد

حضرت حارث بن نوفل سے حضرت ہندؓ کا ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا۔ یہ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے دو برس پہلے پیدا ہوئے۔ یہ خدمتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ میں چھوہارا چبا کر ان کے تالو میں لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت ہند بنتِ ابوسفیان کے بیٹے عبداللہؓ کی کنیت ابو محمد اور لقب ببہ ہے۔ حضرت ہندؓ بنت ابوسفیان اپنے بیٹے عبداللہ بن حارث کو کھلاتے وقت جو شعر پڑھا کرتی تھیں اس کا ترجمہ یہ ہے:

☆ ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر لی ہے اور ان لوگوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قول کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ لوگ قیامت کے دن نقصان میں رہیں گے۔

☆ میں ببہ (عبداللہ بن حارث) کا نکاح کسی فربہ لڑکی سے کروں گی جو عزت دار اور (اپنے شوہر سے) محبت کرنے والی ہو اور (حسن و جمال میں) تمام اہلِ مکہ سے فائق ہو گی۔

راویِ حدیث

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حارث نے اپنی ماں حضرت ہندؓ بنتِ ابوسفیان سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نمازِ جنازہ میں اس دعا کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی۔ (ترجمہ) اے اللہ ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو بخش دے۔ اور ہمارے درمیان صلح کرا دے اور ہمارے دلوں میں الفت پیدا کر۔ اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور ہم (اس کے متعلق) بھلائی جانتے ہیں اور تجھ کو اس کا (اس سے آگے کے الفاظ مٹے ہوئے ہیں)

□□□□□

عزہ بنتِ ابوسفیان

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجۂ محترمہ حضرت امِ حبیبہ بنتِ ابوسفیان کی بہن ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔

مختصر حالات

یہ قریش کے خاندان بنو امیہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عزہؓ بنتِ

ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے کچھ لوگوں نے انہیں عزہ اور کچھ نے درہ لکھا ہے۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق ان کا نام حمنہ بھی مذکور ہے اور ابو عزہ نے ان کا نام عزہ لکھا ہے۔

حضرت امِ حبیبہؓ نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ میری بہن عزہؓ سے نکاح کر لیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رشتہ میرے لئے جائز ہی نہیں۔

□□□□□

ام الحکم بنتِ ابوسفیان

ام الحکم دخترِ ابوسفیان صخر بن حرب قریشیہ امویہ جو امِ حبیبہ زوجۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر معاویہ کی ماں جائی ہمشیرہ تھیں۔ ان کی والدہ فتحِ مکہ کے موقع پر ایمان لائی تھیں اور جب آیت وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ نازل ہوئی تو یہ عیاض بن غنم فہری کے پاس تھیں۔ جنہوں نے انہیں طلاق دے دی اور عبداللہ بن عثمان ثقفی نے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا۔ یہ خاتون عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان کی والدہ تھیں۔ جو ابن ام الحکم کہلاتے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

□□□□□

فارعہؓ بنتِ ابوسفیان

حضرت فارعہؓ بنتِ ابوسفیان حضرت امِ حبیبہؓ کی بہن ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ابو احمد بن جحش کی بیوی ہونے کی وجہ سے بھابھی ہیں۔ ہم نے ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ بھابیوں کے باب میں کیا ہے۔

□□□□□

حمنہؓ بنتِ جحش

یہ ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی بہن ہیں۔

نام و نسب

ابو نعیم نے ان کا نام امِ حبیبہ اور کنیت حمنہؓ لکھی ہے۔ ابنِ مندہ کے مطابق حمنہؓ اور حبیبہ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ ابو عمر حمنہؓ بنتِ جحش اور حبیبہ بنتِ جحش کو دو مختلف خواتین کہتے ہیں۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ میں نے کنیتوں کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ ابو نعیم نے کنیتوں کے بیان میں کوئی ایسا اشارہ نہیں کیا کہ جس سے کوئی فیصلہ ہو سکے۔ صرف ابوعمر نے بصراحت لکھ دیا ہے کہ یہ دو مختلف خواتین ہیں۔ ابن ماکولا نے ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش کی بہنوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امِ حبیبہ بنت جحش عبدالرحمٰن بن عوف اور حمنہؓ بنتِ جحش طلحہ بن عبید اللہ کی زوجہ تھیں۔ ہم بھی حمنہؓ اور اُمِ حبیبہ کا ذکر الگ الگ کریں گے کیونکہ بات واضح نہیں ہو سکی کہ یہ ایک ہی خاتون ہے یا دو الگ الگ خواتین ہیں۔

مختصر حالات

حضرت حمنہؓ بنت جحش کا پہلا نکاح حضرت مصعبؓ بن عمیر سے ہوا اور ان کے ساتھ ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ حضرت مصعب بن عمیر اسلام قبول کرنے سے پہلے عمدہ سے عمدہ لباس اور بہتر سے بہتر عطریات استعمال کرتے اور حضرمی جوتا پہنا کرتے تھے جو اس زمانے میں صرف امراء کے لئے مخصوص ہوا کرتا تھا' غرض ان کا زیادہ تر وقت اپنی آرائش و زیبائش میں استعمال ہوتا تھا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی ان کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ مکہ میں مصعبؓ سے زیادہ کوئی حسین' خوش پوشاک اور پروردہ نعمت کوئی نہیں ہے۔ مگر جب اسلام قبول کیا تو جو وقت وہ پہلے اپنی آرائش و زیبائش میں استعمال کرتے تھے' وہ اسلام کی تبلیغ میں خرچ کرنا شروع کیا۔ جب مدینہ کے ایک معزز طبقہ سے اسلام قبول کیا اور اپنی تعلیم و تلقین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی مسلمان کے لیے کہا تو آپؐ نے انہیں منتخب فرمایا۔ یہ مدینہ پہنچے اور گھر گھر پھر کر قرآن اور اشاعتِ اسلام کی خدمت انجام دینے لگے۔ اور ان نیک کاموں میں ایسے الجھے کہ تمام تکلفات بھول گئے۔ ایک بار

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو لباس پر جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے۔ صحابہؓ کرام نے دیکھا تو نگاہیں جھکا لیں۔ اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "الحمدُ للہ! اب دنیا اور تمام اہل دنیا کی حالت بدل جانا چاہئے' یہ وہ نوجوان ہے جس سے زیادہ مکہ میں کوئی ناز پرور نہ تھا لیکن نیکو کاری کی رغبت اور خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت نے اس کو تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیا"۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر سے ایک بیٹی زینب پیدا ہوئیں۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر کی شہادت کے بعد حضرت حمنہؓ بنتِ جحش نے حضرت طلحہؓ سے نکاح کیا۔ حضرت طلحہ سے حمنہؓ بنت جحش کے دو بیٹے محمد اور عمران پیدا ہوئے۔

حضرت عمران بن طلحہ بن عبید اللہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہو گئے تھے۔ حضرت حمنہؓ کے بیٹوں عمران اور محمد بن طلحہ کے نام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے تھے۔

حضرت حمنہؓ بنتِ جحش نے غزوۂ اُحد میں نمایاں شرکت کی' وہ مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کیا کرتی تھیں۔

ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ طب و جراحت میں رفیدہ اسلمیہ' امِ مطاع' ام کبشہ' معاذہ لیلیٰ' امیمہ' امِ زیاد' ربیع بنت معوذ' امِ عطیہ' امِ سلیم اور حمنہؓ بنتِ جحش کو زیادہ مہارت تھی۔

□□□□□

حضرت اُمِ حبیبہؓ بنتِ جحش

حضرت امِ حبیبہ بنت جحش آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔ یہ اپنے بہن بھائیوں کی طرح دعوتِ توحید کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ یہ مدتوں راہِ حق میں مصائب جھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ یہ ہجرتِ نبوی سے پہلے مکہ سے مدینہ جا کر آباد ہو گئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے نکاح ہوا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امِ حبیبہؓ کو اپنی بہن ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنتِ جحش سے بہت محبت تھی اور دن میں کئی کئی مرتبہ ان کے گھر آیا کرتی تھیں۔

□□□□□

قریبہ بنتِ ابو امیہ رضی

یہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی بہن ہونے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔

مختصر حالات

ان کا نام قریبہؓ تھا اور ان کا نسب یہ ہے۔ قریبہؓ بنتِ ابو امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشیہ مخزومیہ۔

حضرت قریبہؓ کا نکاح زمعہ بن اسود سے ہوا۔ ان کا نسب یہ ہے۔ زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ قریشی۔ اسدی۔ زمعہ قریش کے رئیس تھے اور دوسرے روٗسائے قریش کی طرح یہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے۔ بدر میں کفار کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

حضرت قریبہؓ بنتِ ابو امیہ کے بیٹے عبد اللہ بن زمعہ بھی قریش کے رئیس تھے۔ حضرت عبد اللہ غالباً فتح مکہ کے لگ بھگ مسلمان ہوئے تھے۔ یہ اپنی خالہ حضرت امِ سلمہؓ کی نسبت سے یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر بہت آیا جایا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہؓ بن زمعہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان تھے۔ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لا دیا کرتے تھے۔

ابن اثیر حضرت قریبہؓ بنتِ ابو امیہ کے بیٹے عبد اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ عثمانؓ کے ہمراہ یوم الدار میں شہید ہوئے تھے۔ اور ان کی اولاد میں کثیر بن عبد اللہ اور یزید بن عبد اللہ حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ یزید بن عبد اللہ مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

□□□□□

حضرت عمرو بنتِ حارث رضی

حضرت عمرو بنتِ حارث ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث کی بہن ہیں۔ اس رشتہ سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالی ہیں۔

مختصر حالات

حضرت عمرو بنتِ حارث کا نسب یہ ہے۔ عمرو بنتِ حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن خزیمہ۔ ان کا خاندان قبیلہ بنو مصطلق سے ہے۔

ان کے بارے میں بہت کم معلومات ملتی ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور ان کا ذکر حافظ ابن عبد البر نے "الاستیعاب" میں کیا ہے کہ حضرت عمرو بنتِ حارث نے ایک حدیث روایت کی ہے۔ وہ حدیث ہے "الدنیا خضرۃ حلوۃ" یعنی دنیا شاداب و شیریں لگتی ہے۔

حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ——— بیٹیاں

حضرت زینبؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔

ولادت

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کی بڑی بیٹی ہیں۔ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ "ابو عمر کا قول ہے کہ یہ سب صاحبزادیوں میں بڑی صاحبزادی ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں، غلطی پر ہیں اور ان کا دعویٰ ناقابلِ التفات ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس امر میں کہ اولادِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اولاً" حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں یا حضرت قاسمؓ۔ علمائے نسب میں ایک گروہ کا قول ہے کہ اول حضرت قاسمؓ پیدا ہوئے ان کے بعد حضرت زینبؓ۔ ابنِ کلبی کہتے ہیں کہ پہلے حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں، پھر حضرت قاسم۔ بہرحال حضرت زینبؓ صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں"۔
حضرت زینبؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیس سال کی عمر میں پیدا ہوئیں۔

نکاح

حضرت زینبؓ کا نکاح ابوالعاص سے ہوا جو حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہؓ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ حضرت ابوالعاص کا نسب یہ ہے۔ ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدِ شمس بن عبدِ مناف بن قصی۔ حضرت ابوالعاص بہت بڑے تاجر تھے۔
حضرت زینبؓ نے آغاز ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب کفار نے دعوتِ حق پر لبیک کہنے والوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے تو اس موقع پر ابولہب کے دو بیٹوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو طلاق دے دی کیونکہ ان

کے نکاح ہو چکے تھے تاہم ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی۔ اس موقع پر کفار نے حضرت ابوالعاص کو بھی بہت اکسایا کہ وہ بھی حضرت زینبؓ کو طلاق دے دیں مگر ابوالعاص نے صاف انکار کر دیا اور حضرت زینبؓ سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالعاص کے اس عمل کی ہمیشہ تعریف کی۔ اس کے باوجود ابوالعاص نے اس موقع پر اسلام قبول نہ کیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے ہمیشہ کے لئے مدینہ طیبہ آ گئے۔ مگر حضرت زینبؓ بدستور اپنے سسرال میں رہیں۔

حضرت زینبؓ کا ہار

غزوہ بدر کے اسیروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاص بھی شامل تھے۔ اہلِ مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیہ بھیجا۔ اس موقع پر حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابوالعاص کی رہائی کے لئے ایک یمنی عقیق کا ہار اپنے دیور عمرو بن ربیع کے ہاتھ بھیجا۔ یہ ہار حضرت خدیجہؓ نے حضرت زینبؓ کو شادی میں دیا تھا۔ آقا حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ہار دیکھا تو حضرت خدیجہؓ یاد آ گئیں اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ "اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینبؓ کو واپس بھیج دو۔ یہ اس کی ماں کی نشانی ہے۔ ابوالعاص کا فدیہ صرف یہ ہے کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو واپس بھیج دیں"۔ تمام صحابہ بخوشی راضی ہو گئے اور حضرت ابوالعاص نے بھی یہ شرط منظور کر لی اور یہ رہا ہو کر مکہ پہنچ گئے۔ حضرت ابوالعاص نے وعدہ کے مطابق اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیا۔

حضرت زینبؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت

حضرت زینبؓ اپنے دیور کے ہمراہ ذی طوی کے مقام پر پہنچیں تو قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا اور ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا لیا۔ اس سے حضرت زینبؓ زخمی ہو گئیں۔ ان کے دیور کنانہ بن ربیع نے اپنے ترکش سے تیر نکالے اور کہا "اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیروں کا نشانہ ہو گا"۔ لوگ ہٹ گئے۔ ابوسفیان نے کنانہ سے کہا تیر روک لو، ہمیں کچھ بات کرنی ہے۔ زینبؓ کے باپ کی وجہ سے ہم پر جو مصیبتیں پڑی ہیں وہ تم کو معلوم ہی ہیں، اگر تم انہیں اعلانیہ لے گئے تو لوگ ہماری کمزوری

خیال کریں گے۔ ہمیں زینبؓ کو روکنے کی ضرورت نہیں مگر جب شور کم ہو جائے تو انہیں چوری چھپے لے جانا"۔ کنانہ نے یہ بات مان لی اور حضرت زینبؓ کو واپس مکہ لے گئے۔ چند روز کے وقفے کے بعد رات کے وقت لے کر روانہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی بطن یاجج کے مقام پر حضرت زیدؓ بن حارثہ کو بھیج رکھا تھا۔ کنانہ نے حضرت زینبؓ کو ان کے حوالے کیا اور وہ انہیں لے کر مدینہ پہنچ گئے۔

حضرت ابوالعاصؓ کا قبول اسلام

حضرت ابوالعاصؓ تجارتی تجربہ اور امانت داری کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ یہ جنگ بدر کے چند سال بعد بڑے سروسامان لے کر شام کی تجارت کے لئے نکلے لیکن واپسی پر مسلمان دستوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ مال و اسباب تو سپاہیوں میں تقسیم ہو گیا مگر یہ کسی طرح چھپ کر حضرت زینبؓ کے پاس پہنچ گئے۔ جب یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو ابوالعاص کا مال و اسباب واپس کردو۔ سب نے فورا" سامان واپس کردیا۔

حضرت ابوالعاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سلوک سے بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد مکہ واپس گئے اور قریش سے حساب کتاب کے بعد علی الاعلان کہنے لگے کہ اس بار مدینہ سے مکہ مَیں اسی غرض سے آیا ہوں کہ تمہارا حساب کتاب تمہیں سمجھا دوں اور تمہارے معاملات صاف کردوں تاکہ تم لوگ یہ نہ کہو کہ ہمارے روپیہ کے تقاضے کے خوف سے ابوالعاص مدینہ جاکر مسلمان ہوگیا۔ یہ کہہ کر مدینہ پہنچے اور اسلام قبول کرلیا۔

حضرت ابوالعاص کے قبول اسلام کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی نکاح کے لحاظ سے دے دیا اور کسی طرح کی تجدید نہ کی۔

خصوصیات زینبؓ

حضرت زینبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھیں۔ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعاصؓ بھی حضرت زینبؓ سے بہت محبت کرتے تھے۔ ان دنوں حضرت زینبؓ مدینہ میں تھیں۔ ایک بار سفر شام میں انہیں حضرت زینبؓ

بہت یاد آئیں تو انہوں نے جو اشعار پڑھے ان کا ترجمہ دیکھئے "جب کہ میں موضع ارم سے گزرا تو زینبؓ کو یاد کیا اور بے ساختہ یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو حرم میں سکونت پذیر ہے۔ امینؐ کی بیٹی کو خدائے تعالیٰ اجزائے نیک دے اور ہر شوہر اسی بات کی تعریف کرتا ہے۔ جس کو وہ خوب جانتا ہے"۔

وفات

حضرت زینبؓ ۸ ہجری میں فوت ہوئیں۔ حضرت زینبؓ کے غسل میں حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام عطیہؓ شریک تھیں۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ غسل کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاتے جاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا پہلے ہر عضو کو تین یا پانچ بار غسل دو اور اس کے بعد کافور لگاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا "اے ام عطیہؓ میری بیٹی کو اچھی طرح کفن میں لپٹنا، اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنانا اور اسے بہترین خوشبوؤں سے معطر کرنا"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبر میں اترے۔ نماز جنازہ خود پڑھائی۔ اور حضرت ابوالعاصؓ نے قبر میں اتارا۔ حضرت زینبؓ کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور فرمایا "زینبؓ میری سب سے اچھی لڑکی تھی۔ جو میری محبت میں ستائی گئی"۔ ان کی وفات کے بعد جلد ہی حضرت ابوالعاصؓ بھی فوت ہو گئے۔ نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کی وفات سے تھوڑے دن بعد حضرت ابوالعاصؓ بھی انتقال کر گئے۔ مولانا رحمان علی "اصحابی" میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعاصؓ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے دور میں ذی الحجہ ۱۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

اولاد

حضرت زینبؓ کی اولاد میں ایک بیٹا علی بن ابوالعاص اور ایک بیٹی امامہ بنت ابوالعاص ہیں۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ علی بن ابوالعاص ابتدائے شباب میں فوت ہو گیا تھا۔ یہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اونٹ پر سوار تھا۔ اور حضرت زینبؓ کی بیٹی کا نکاح حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے ہوا تھا۔ حضرت زینبؓ کے بچوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کفالت میں لے لیا تھا اور وہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں تربیت حاصل کرتے رہے۔

حضرت رقیہؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولادت

جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۳ برس تھی تو اس وقت حضرت رقیہؓ پیدا ہوئیں۔ یہ حضرت زینبؓ سے چھوٹی تھیں۔

نکاح

حضرت رقیہؓ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا اور ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی مگر جب سورہ تبت **یدا ابی لھب** نازل ہوئی تو عتبہ نے اپنے والدین کے حکم پر حضرت رقیہؓ کو طلاق دے دی۔ چند دنوں بعد حضرت عثمانؓ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عثمانؓ اپنے اسلام لانے کے واقعے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں خالہ اروی کے ہاں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ میں نے آپؐ کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ آپؐ کا تھوڑا بہت ان دنوں تذکرہ ہو چلا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر فرمایا "اے عثمانؓ کیا بات ہے۔ میں نے عرض کی کہ مجھے آپؐ پر بڑا تعجب ہے کہ آپؐ کا ہم لوگوں میں کیا مرتبہ تھا اور اب آپؐ پر کیا افترا پردازی کی جا رہی ہے"۔ حضرت عثمانؓ کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **لا الہ الا اللہ** کہو۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ خدا گواہ ہے کہ میں یہ سن کر کانپ گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی (ترجمہ) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیزیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا' آسمان و زمین کے پروردگار کی قسم۔ بے شک یہ سب اسی کا حق ہے۔ جس طرح کہ تم بات کرتے ہو۔ اس کے بعد آپؐ چل پڑے اور میں بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے چل دیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

حضرت عثمانؓ کے قبول اسلام کے بعد جلد ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ کی شادی کر دی۔ ان دونوں میں اس قدر محبت تھی کہ عرب میں یہ

مقولہ ضرب المثل کے طور پر مشہور ہو گیا کہ "**احسن الزوجین راھما الانسان رقیہ و زوجھا عثمان**" یعنی رقیہؓ اور عثمانؓ سے بہتر میاں بیوی کسی انسان نے نہیں دیکھے۔

حضرت ام عیاش حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت گار اور آزاد کردہ کنیز تھیں۔ ام عیاشؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی بیٹی کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس بھیجا تھا۔ حضرت ام عیاش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا کرتی تھیں۔

ہجرتِ حبشہ

حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور ایک عرصہ تک ان کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے جانے والوں سے ان کی خیریت دریافت کرنے کے لئے شہر سے باہر نکل جایا کرتے تھے۔ آخر ایک دن ایک عورت نے بتایا کہ اس نے ان دونوں میاں بیوی کو خیریت سے دیکھا ہے۔ یہ سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ ہجرت کی۔

حضرت رقیہؓ کی علالت

۲ ہجری میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ بدر کے لئے جا رہے تھے ان دنوں حضرت رقیہؓ چیچک کی وجہ سے بیمار تھیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لئے حضرت عثمانؓ کو جنگِ بدر میں جانے سے روک دیا۔

وفات

جس وقت حضرت زیدؓ بن حارثہ جنگِ بدر کی فتح کی خبر لے کر مدینہ پہنچے اس وقت حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی۔ حضرت ابنِ عباس سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر حضرت رقیہؓ کی وفات کے بارے میں بتایا گیا تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عثمانؓ بن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی ان سے جا ملو"۔ چونکہ مدینہ میں مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون پہلے فوت ہو چکے تھے۔ یہ ارشادِ

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر تمام عورتیں رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو روتا دیکھا کر ڈانٹا۔ حضرت عمرؓ کے منع کرنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ان کو رونا چھوڑ دو کیونکہ رونے کا تعلق قلب اور آنکھ سے ہو تو وہ اللہ کی رحمت پر مبنی ہوتا ہے اور اگر ہاتھ اور زبان تک نوبت آئے تو شیطانی تحریک سمجھنا چاہئے"۔

ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہؓ اپنی بہن رقیہؓ کی قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگیں تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر کے کناروں سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے۔

اولاد

حضرت رقیہؓ کا ایک بیٹا عبداللہ حبشہ میں پیدا ہوا تھا۔ چھ برس کی عمر میں ایک مرغ نے اس کی آنکھ میں چونچ ماردی۔ جس سے عبداللہ بن عثمان کا منہ سوج گیا اور جمادی الاول ۴ ہجری میں فوت ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتارا۔

□□□□□
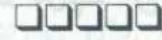
حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کی کنیت ام کلثومؓ اور بعض کے نزدیک ان کا نام آمنہ ہے۔

بچپن

حضرت ام کلثومؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور یہ نزول وحی سے چھ سال قبل پیدا ہوئی تھیں۔ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ جب حضرت خدیجہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان لائیں تو حضرت خدیجہؓ کی طرح حضرت ام کلثومؓ بھی ایمان لے آئیں۔

نکاح

حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا مگر رخصتی سے پہلے ہی سورہ لہب کے نزول کے بعد ابولہب اور اس کی بیوی نے حضرت رقیہؓ کی طرح

ام کلثومؓ کو بھی طلاق دلوا دی۔ حضرت ام کلثومؓ کی بہن حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ بے حد مغموم رہنے لگے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے وجہ دریافت فرمائی تو کہنے لگے کہ خانوادہ نبوت سے ہمیشہ کے لئے میرا رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ حضرت جبریلؑ آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ام کلثومؓ کا عقد حضرت عثمانؓ سے کر دیا ہے۔ تعمیل حکم میں حضرت رقیہؓ کے مہر کے مطابق مہر پر عقد ہوا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر نے اپنی بیوہ بیٹی حفصہ کے رشتہ کے لئے حضرت عثمانؓ سے بات کی تو انہوں نے تامل کیا۔ جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوئی تو حضرت عمرؓ سے فرمایا "میں تمہیں عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتا دیتا ہوں اور عثمانؓ کے لئے تم سے بہتر ڈھونڈتا ہوں۔ تم اپنی بیٹی کا بیاہ مجھ سے کر دو اور میں اپنی لڑکی کی شادی عثمانؓ سے کرتا ہوں"۔ اسی دن سے حضرت عثمانؓ ذوالنورین یعنی دو نوروں والے کے لقب سے یاد کئے جانے لگے کیونکہ نور رسالت کی دو شمعیں خانہ عثمانؓ میں فروزاں ہوئیں۔

وفات

حضرت ام کلثومؓ نے شعبان ۹ ہجری میں چھ سال حضرت عثمانؓ کے ساتھ گزار کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت لیلہ ثقفیہؓ ان عورتوں میں شامل تھیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو ان کی وفات کے بعد غسل دیا تھا۔ حضرت لیلیٰؓ فرماتی ہیں کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے کے پاس تشریف فرما تھے، آپ کے پاس کفن تھا اور آپؐ ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے۔ پہلے تہبند، پھر کرتہ، پھر اوڑھنی اور پھر ایک اور کپڑا جس میں حضرت ام کلثومؓ کو لپیٹا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت ام کلثومؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمانؓ کے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے اس درجہ خوش تھے کہ فرمایا اگر میری دس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمانؓ ہی کے رشتہ ازدواج میں منسلک کرتا۔ ایک روایت کے مطابق آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میری سو لڑکیاں بھی ہوتیں تو وہ سب یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں دے دیتا۔

حضرت ام کلثومؓ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت ام کلثومؓ سے محبت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی ام کلثومؓ سے بہت محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد آتیں تو آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ام کلثومؓ کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

□□□□□

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ولادت و بچپن

حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ولادت اس وقت ہوئی جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی۔ حضرت فاطمہؓ کی طبیعت میں بچپن ہی سے بہت زیادہ متانت سادگی اور سنجیدگی تھی۔ ان کا دل کھیل میں نہیں لگتا تھا۔ یہ کہیں آنے جانے کی بجائے حضرت خدیجہؓ کے پاس بیٹھی رہتی تھیں۔

نکاح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے کر دی اور جب حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر رخصت کیا تو حضرت ام ایمنؓ کو ان کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی غزوہ احد کے بعد ہوئی۔ نکاح کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ مہر ادا کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا ایک گھوڑا اور زرہ ہے۔ فرمایا "گھوڑا جہاد کے لئے ضروری ہے۔ زرہ بیچ ڈالو"۔ زرہ کو حضرت عثمانؓ نے ۴۸۰ درہم میں خرید لیا۔ حضرت علیؓ نے قیمت لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رقم میں سے کچھ حضرت بلالؓ کو دی کہ وہ خوشبو خرید لائیں اور باقی جہیز کے لئے ام

سلیمؓ کو دے دی۔ اس طرح نکاح ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زہرا کو ایک لحاف، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔ دو چکیاں، ایک مشکیزہ، دو گھوڑے عنایت فرمائے۔ ماہ ذی الحجہ میں رسم عروسی ادا کی گئی۔ حضرت علیؓ نے الگ مکان کرایہ پر لیا۔

خصوصیات فاطمہؓ

حضرت فاطمہؓ نہایت متقی، صابر، قانع اور دیندار خاتون تھیں۔ گھر کا کام کاج خود کیا کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ عبادت بھی کثرت سے کرتی تھیں۔ ایک بار کسی نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا۔ چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہو گی۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سب خدا کی راہ میں دے دوں"۔ حضرت فاطمہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ کی قبر پر تشریف لے جایا کرتیں اور اس کی مرمت کراتی تھیں۔

حضرت فاطمہؓ کو گھر کا سارا کام کاج کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز انہیں خبر ملی کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لونڈی، غلام آئے ہیں۔ وہ بھی ایک خادمہ مانگنے کے لئے در اقدس پر حاضر ہوئیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب صفہ کی ضروریات کے پیش نظر اپنی پیاری بیٹی کو خادمہ دینے سے معذوری کا اظہار فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت فاطمہؓ سے محبت

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت تھی۔ جب بھی کہیں سفر کے لئے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملاقات کرتے اور فرمایا کرتے "فاطمہؓ میرا جگر گوشہ ہے جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی، جس نے ان سے بغض رکھا، بلاشبہ اس نے مجھ سے بغض رکھا"۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے کسی شخص کو بھی حضرت فاطمہؓ سے زیادہ طور اطوار، متانت اور وقار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا۔ جب

حضرت فاطمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر انہیں چومتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے تو بھی ایسا ہی کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو فاطمہؓ آئیں اور فرط غم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گر پڑیں تو اس وقت میں نے انہیں بوسہ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت فاطمہؓ کی محبت

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت فاطمہؓ اکثر غمگین رہا کرتی تھیں اور وصال مبارک کے چھ ماہ بعد ۱۳ رمضان ۱۱ ہجری میں وفات پا گئیں۔ حضرت عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کے وقت بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت علیؓ عباسؓ اور فضلؓ نے انہیں قبر میں اتارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ فوت ہوئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد کسی نے حضرت فاطمہؓ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت انسؓ سے کہا اے انسؓ! تمہارا دل کیسے گوارا کرتا ہے کہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈال رہے ہو۔ غزوہ احد میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید زخمی ہو گئے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے ہاتھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کو بار بار دھویا مگر پیشانی کے زخم سے خون نہ تھمتا تھا۔ آخر کھجور کی چٹائی جلا کر زخم میں بھری تو خون تھم گیا۔

آخری روز بیٹی سے باتیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیات طیبہ کے آخری روز دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ سے کچھ باتیں کیں۔ ۱۲ ربیع الاول کو سورج طلوع ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو اپنے قریب بلایا۔ اپنے پاس بٹھایا اور سرگوشی کے انداز میں گفتگو فرمائی، جس کو سن کر وہ رو پڑیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے کوئی راز کی بات کی تو وہ ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا "میں نے آج تک خوشی اور غم کو اس قدر قریب نہیں

دیکھا۔ پھر دریافت کیا کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں کیا بھید بتایا ہے"۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا "میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں آپ کا راز فاش نہیں کر سکتی"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد پھر حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا تو حضرت فاطمہؓ نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اپنے وصال کی خبر سنائی تو میں رو پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مومنین کی عورتوں پر جنت میں تمہیں سیادت اور سرداری عطا کی جائے گی اور میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی۔ اس وقت میں ہنس پڑی۔

وفات

جب حضرت فاطمہؓ کی وفات کے وقت آیا تو انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس سے کہا اے اسماء مجھے یہ طریقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی لاش پر کپڑا ڈال دیتے ہیں، جس سے اس کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ حضرت اسماء نے عرض کی۔ اے جگر گوشہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کو ایک عجیب طریقہ بتاتی ہوں۔ انہوں نے کھجور کی تازہ ٹہنیاں منگوا کر ٹیڑھی کیں اور اوپر کپڑا ڈال دیا۔ یہ طریقہ حضرت فاطمہؓ نے پسند کیا اور کہا سوائے تمہارے اور حضرت علیؓ کے کوئی مجھے غسل نہ دے اور تدفین رات کے وقت ہو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

راوی حدیث

حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اٹھارہ احادیث مروی ہیں۔ ان کے راویوں میں حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ شامل ہیں۔

اولاد

حضرت فاطمہؓ کے چھ بچے تھے۔ تین بیٹے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت محسنؓ اور تین بیٹیاں حضرت ام کلثومؓ حضرت زینبؓ اور حضرت رقیہؓ۔ ان بچوں میں حضرت محسنؓ اور حضرت رقیہؓ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ باقی چاروں بچے تاریخ اسلام کی مشہور شخصیات ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

منہ بولی بیٹی

فاطمہؓ بنتِ حمزہؓ

حضرت فاطمہؓ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی بیٹی ہونے کی وجہ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن بنتی ہیں مگر اس خاتون کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی بنایا تھا۔ اس لیے یہ چچا زاد بہن کے علاوہ منہ بولی بیٹی بھی ہیں۔

نام و نسب

حضرت فاطمہؓ بنت حمزہؓ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ انہیں امامہ، عمارہ اور فاطمہؓ کہا جاتا ہے۔ ان کی کنیت کے بارے میں بھی اختلاف ہے ام ورقہ اور ام الفضل ان کی کنیت بیان کی گئی ہے۔ یہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت عمیس تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹی کہا

جنگِ احد میں ان کے والد حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جب مجاہد مسلمان مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے تو یہ بھی اپنے والد حضرت حمزہؓ کے استقبال کے لیے آئیں۔ انہیں حضرت حمزہؓ کی شہادت کا علم نہ تھا۔ اپنے باپ کی بھوک اور پیاس کے خیال سے شیرو خرما لائی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر جوق در جوق آ رہا تھا اور یہ اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑا کر اپنے والد کو تلاش کر رہی تھیں۔ جب باپ کہیں نظر نہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر ان سے پوچھنے لگیں کہ میرے والد کہاں ہیں، وہ ان لشکریوں میں نظر کیوں نہیں آتے۔ حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جب بتانے کی ہمت نہ ہوئی تو کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے ہی والے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

تشریف لاتے دیکھ کر یہ بھاگیں اور آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر پوچھا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ کہاں ہیں"۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تیرا باپ ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں کہ اس بات سے خون کی بو آ رہی ہے اور رونے لگیں۔ ان کو روتا دیکھ کر تمام صحابہؓ بھی رونے لگے۔ اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے اس کو یعنی فاطمہؓ بنت حمزہ کو اپنی فرزندی میں لے لیا ہے"۔

ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ریشم کا حلہ ہدیہ میں دیا اور فرمایا کہ اس کو فواطم میں تقسیم کر دو۔ اس پر حضرت علیؓ نے اس کپڑے کے چار دوپٹے بنائے۔ ایک دوپٹہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، ایک فاطمہؓ بنت اسد کے لیے، ایک فاطمہؓ بنت حمزہ کے لیے اور ایک چوتھی فاطمہ کے لیے جس کا نام راوی نے نہیں لیا۔ مگر یہاں ابن حجر لکھتے ہیں کہ شاید یہ فاطمہؓ عقیلؓ کی بیوی ہیں۔

پرورش

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضا کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ صلح نامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین دن کے قیام کے بعد مکہ سے چلنے لگے تو حضرت حمزہؓ کی کمسن بیٹی فاطمہؓ جو اپنی والدہ سلمیٰ بنت عمیس کے ہمراہ مکے ہی میں رہتی تھیں، "چچا چچا" پکارتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئیں۔ اس موقع پر حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب میں جھگڑا ہو گیا کہ وہ تینوں اس بات پر بضد تھے کہ وہ ان کی پرورش کریں گے۔ تینوں نے اپنا اپنا حق جتانا شروع کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ سب سے پہلے میرے پاس آئی ہے اور یہ میرے چچا کی بیٹی بھی ہے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ نے اپنا دعویٰ یوں پیش کیا کہ حمزہؓ میرے دینی بھائی تھے۔ اس لیے میں بھی ان کا چچا ہوں۔ حضرت جعفرؓ نے اپنا حق یوں جتایا کہ حضرت حمزہؓ تو میرے بھی دینی بھائی تھے اور اس یتیمہ کی خالہ میری بیوی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینوں کے دعویٰ کو برابر کا درجہ دیا اور فرمایا "خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے"۔ اس کے بعد فاطمہؓ کو حضرت اسماء بنت عمیس کے حوالے کر دیا۔

نکاح

حضرت فاطمہؓ بنت حمزہؓ جب سنِ شعور کو پہنچیں تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت سلمہؓ بن ابو سلمہ سے کردیا جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے بیٹے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ربیب تھے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کے موقع پر ان سے فرمایا کہ "کیا تمہیں سلمہ پسند ہے جس کی والدہ میری زوجہ ہے اور وہ میرا ربیب ہے"۔ حضرت فاطمہؓ بنت حمزہؓ اور حضرت سلمہؓ بن ابو سلمہؓ کے نکاح کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا "کیا تم مجھے خیال کرتے ہو کہ میں نے ان کی مکافات کر دی"۔ حضرت سلمہؓ اپنے بھائی عمرو بن ابو سلمہ سے بڑے تھے۔ یہ عبدالملک بن مروان کے زمانے تک زندہ رہے۔ ان کی روایت معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی اولاد ہے۔

راویٔ حدیث

حضرت فاطمہؓ بنت حمزہؓ سے عبداللہ بن شداد بن ہاد نے روایت کی ہے کہ ہمارا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا۔ اس کی ایک بیٹی تھی اور ایک بہن۔ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ترکہ نصف نصف کرکے ان میں بانٹ دیا۔ یہ ابو عمر کی روایت ہے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت حمزہؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک آزاد کردہ غلام ایک بیٹی چھوڑ کر مرا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ترکہ میرے اور اس کی بیٹی کے درمیان تقسیم کردیا اور نصف مجھے عطا فرمایا۔ بقول محمد وہ ابنِ شداد کی ماں جائی بہن تھی۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

سمدھنیں

اروی بنتِ کریز

اروی بنتِ کریز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور حضرت عثمانِ غنیؓ کی والدہ تھیں۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کی بیویاں بنیں اس لیے یہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن ہیں۔

نام و نسب

اروی بنتِ کریز کا خاندان بنو عبدِ شمس سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے۔ اروی بنتِ کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدِ شمس بن عبد مناف بن قصی۔ اروی بنتِ کریز کی والدہ کا نام ام حکیم بیضاء ہے جو حضرت عبدالمطلبؓ کی بیٹی تھیں۔

اروی کے بھائی عامر بن کریز فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ اروی بنتِ کریز کی بہن سعدیٰ بنتِ کریز کا ذکر بھی صحابیات میں ملتا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سعدیٰ کی والدہ ام حکیم بیضا ہی تھیں یا کوئی اور تھی مگر سعدیٰ زمانہ جاہلیت میں کہانت سے شغف رکھتی تھیں اور اس کی بڑی ماہر تھیں۔ بعض روایات کے مطابق یہ ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ ابنِ حجر کے مطابق انہوں نے ہی سب سے پہلے اپنے بھانجے حضرت عثمانِ غنیؓ کو اسلام کی طرف راغب کیا تھا۔ یہ شعرو شاعری میں بھی درک رکھتی تھیں۔

نکاح اول و ثانی

حضرت اروی کا پہلا نکاح عفان بن ابی العاص سے ہوا۔ عفان سے ایک بیٹا عثمانؓ بن عفان اور ایک بیٹی آمنہؓ پیدا ہوئیں۔ عفان کی وفات کے بعد اروی کا دوسرا نکاح عقبہ بن ابی معیط سے ہوا۔ عقبہ قریش کے ممتاز آدمیوں میں سے تھا۔ عقبہ بن ابی معیط سے ام

کلثوم پیدا ہوئیں۔ عقبہ اسلام کا سخت دشمن تھا۔ عتبہ بن ابی معیط غزوۂ بدر میں عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

اسلام

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوتِ حق کا آغاز کیا تو عقبہ بن ابی معیط حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانی دشمن بن گیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر اس کے باوجود اس کی بیوی حضرت **اروی** ؓ بنتِ کریز اور بیٹی ام کلثوم بنتِ عقبہ نے نہ صرف اسلام قبول کیا بلکہ اس پر قائم رہیں اور مخالفت کی پرواہ نہ کی۔ بعض روایات کے مطابق **اروی** ؓ نے ابتدائی تین برسوں میں اسلام قبول کیا تھا۔

اولاد

حضرت **اروی** ؓ بنتِ کریز کے پہلے شوہر عفان بن ابی العاص سے عثمان بن عفان اور آمنہ ؓ بنتِ عفان پیدا ہوئے اور دوسرے خاوند عقبہ بن ابی معیط سے ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

حضرت عثمان ؓ غنی کی پہلی بیوی حضرت رقیہ ؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ بدر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت رقیہ ؓ سخت بیمار ہو گئیں اور چند دنوں بعد ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عثمان ؓ بے حد مغموم رہنے لگے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان ؓ تم اس قدر کیوں حزن وملال میں مبتلا ہو۔ عرض کیا مجھ سے زیادہ بدنصیب کون ہو گا کہ نبی زادی خاک بسر ہوئیں اور خانوادۂ نبوت سے ہمیشہ کے لئے میرا رشتہ ٹوٹ گیا۔ ابھی یہ گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ جبریلِ امین ؑ اس حکم کے ساتھ حاضر ہوئے کہ آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم ؓ کا عقد حضرت عثمان ؓ سے کر دیا ہے۔

ایک بار حضرت عثمان ؓ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا "اے عائشہ ؓ! میں اس شخص سے حیا کیسے نہ کروں جس سے اللہ کی قسم فرشتے حیا کرتے ہیں"۔

اروی ؓ بنتِ کریز کے دوسرے خاوند عقبہ بن ابی معیط سے ام کلثوم ؓ پیدا ہوئیں۔ یہ مشہور صحابیات میں سے ہیں۔ **اروی** ؓ کی بیٹیوں حضرت آمنہ ؓ بنتِ عفان اور حضرت ام کلثوم ؓ

بنتِ عقبہ کا ذکر ہم بھانجیوں کے باب میں کر رہے ہیں۔

□□□□□
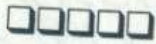
فاطمہ ؓ بنتِ اسد

حضرت **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہی قریبی رشتہ داروں میں سے تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا حضرت ہاشم کی چھ بیویاں تھیں۔ ان میں سے ان کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب ؓ سلمیٰ بنت عمرو بن زید نجاری کے بیٹے تھے اور ہاشم کی دوسری بیوی قیلہ جو "جزور" کے عرف سے مشہور تھیں۔ حضرت ہاشم کے بیٹے اسد کی ماں تھیں۔ حضرت **فاطمہ** ؓ اسد بن ہاشم کی بیٹی ہونے کی وجہ سے حضرت عبدالمطلب ؓ کی بھتیجی ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار اور محبوب چچا ابوطالب ؓ کی بیوی ہیں، حضرت علی ؓ کی ماں ہیں۔ حضرت **فاطمہ** ؓ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن بھی ہیں۔

فاطمہ بنتِ اسد کی فضیلت

حضرت **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد کو بہت ہی فضیلتیں حاصل ہیں۔ ان عظیم خاتون نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوتِ حق کے آغاز پر ہی صدقِ دل سے اسلام کی دولت حاصل کی۔ جب شعب ابی طالب کی محصوری کا وقت آیا تو **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد نے بھی شعب ابی طالب کے مصائب و مشکلات کے باوجود اپنے اہلِ کنبہ کے ساتھ کمال درجے کی ہمت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ حضرت **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد ان پانچ خوش نصیب افراد میں شامل ہیں جن کی قبر میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے تھے۔ **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد کو شعر و شاعری میں بھی درک حاصل تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت

حضرت **فاطمہ** ؓ بنتِ اسد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ماں جیسی محبت کرتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و خدمت اور محبت میں حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد حضرت ابوطالبؓ سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وفات کے موقع پر فرمایا "یہ خود بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھلایا کرتی تھیں۔ اپنے لباس کی ضرورت سے زیادہ مجھے پہناتی تھیں۔ یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں"۔

حضرت ابوطالبؓ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی کی ذمہ داری حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد نے اٹھالی اور اپنے فرزندوں سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شفیق تھیں۔

فاطمہؓ بنتِ اسد کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی قمیص عطا فرمائی اور ان کی قبر میں لیٹے تو صحابہؓ نے اس کرم فرمائی کی وجہ دریافت کی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابوطالبؓ کے بعد میرے ساتھ کسی اور نے ان سے بڑھ کر عمدہ سلوک نہیں کیا"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد سے بہت الفت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی زیارت کے لئے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور ان کے گھر میں آرام فرماتے۔ اور اکثر ان کی شفقت، شرافت اور خصائلِ حمیدہ کی تحسین فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہؓ بنتِ اسد کو "امی بعد امی" کہا۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ حضرت علیؓ، جعفرؓ اور عقیل کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری ماں کے احترام میں اٹھ جاؤ"۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے اور دارِ وفات پر پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا "اے میری ماں کے بعد میری ماں! اللہ تجھ پر رحم کرے" اور ان کی تعریف فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر میں خود اترے، اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، اس میں لیٹے اور پھر دعا فرمائی "یا اللہ! میری ماں فاطمہؓ بنتِ اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر

کو کشادہ کردے۔ بوسیلہ اپنے نبیؐ کے اور ان نبیوں کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو الرحمان الرحیم ہے"۔

اولاد

حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد پہلی ہاشمیہ ہیں، جن کے بطن سے ہاشمی نسل چلی۔ حضرت ابوطالبؓ اور حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد کی اولاد میں طالبؓ، عقیلؓ، جعفر اور حضرت علیؓ شامل ہیں اور بیٹیوں میں ام ہانیؓ اور جمانہؓ ہیں۔ چاروں بیٹوں میں دس دس سال کا فرق ہے۔

طالب اپنے والد حضرت ابوطالبؓ کی وفات کے فوراً بعد ایمان لائے بغیر فوت ہو گئے تھے۔ طالب بن ابوطالب کی کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت عقیلؓ بن ابوطالب صلح حدیبیہ سے پہلے ایمان لائے اور غزوہ موتہ میں شریک ہوئے۔ عقیلؓ واقعات اور انساب عرب کے بڑے واقف تھے اور اس علم میں انہیں خاص امتیاز حاصل تھا۔ ان کی کنیت ابویزید تھی۔ ایک بار آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا "اے ابویزید! میں تم سے دوگونہ محبت رکھتا ہوں۔ ایک تو محبتِ قرابت دوم اس لئے کہ مجھے علم ہے کہ میرے چچا کو تم سے محبت تھی۔ ان کا انتقال سلطنت امیر معاویہ میں ہوا تھا۔ ان کے بیٹے مسلم بن عقیل کو حضرت امام حسینؓ نے نائب بنا کر کوفہ بھیجا تھا اور مسلم کو ۳ ذی الحجہ ۵۹ کو شہید کر دیا گیا تھا۔ حضرت عقیلؓ سے دو بیٹے محمد بن عقیل اور عبدالرحمٰن بن عقیل اور ایک پوتا عبداللہ بن مسلم بھی کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت جعفرؓ بن ابوطالب بنو عبدِ مناف کے ان پانچ افراد سے تھے جن کی شکل و صورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی جلتی تھی۔ حضرت جعفرؓ بڑے فیاض اور سخی تھے۔ غربا و مساکین کو کھانا کھلا کر بڑی راحت محسوس کرتے تھے۔ اکثر ان کو ساتھ لے جا کر ان کی خاطر مدارت کیا کرتے تھے۔ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو "ابوالمساکین" کے لقب سے خطاب فرماتے اور فرمایا کرتے کہ "جعفرؓ تمہاری فطرت میری فطرت کے مشابہ ہے اور تمہاری خصلت میری خصلت سے مشابہ ہے۔ تم مجھ سے ہو اور میرے شجرے سے ہو"۔ جعفر کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے والد کا انتقال ہوا تو ہماری والدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری یتیمی اور اپنے غم کا اظہار کیا تو آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کیا تو ان

کی ناداری سے ڈرتی ہے۔ حالانکہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں"۔

حضرت علیؓ بن ابو طالب بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ ان کی عمر چار یا پانچ برس کی تھی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکرؓ خدا کے بارے میں سب سے زیادہ بولنے والے عمرؓ سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ اور سب سے بڑے قاضی علیؓ ہیں"۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ الزہرا کی شادی حضرت علیؓ سے نہایت سادگی سے کردی۔ ان کی کنیت "ابوالحسن" تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے "ابو تراب" کی کنیت ملی تھی۔

حضرت فاطمہؓ بنتِ اسد کی لڑکیوں کے بارے میں سلمان منصور پوری لکھتے ہیں کہ ان میں ام ہانی کا نکاح ہبیرہ بن ابی وہیب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم سے ہوا تھا۔ ام ہانیؓ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔ ان کا خاوند نجران بھاگ گیا تھا۔ اس کی واپسی اور قبولِ اسلام کی کوئی روایت نہیں ملی۔ ام ہانیؓ کو فقہ سے بہت دلچسپی تھی اور وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف مسائل دریافت کیا کرتی تھیں۔ فاطمہؓ بنتِ اسد کی اولاد میں جمانہؓ کا ذکر بھی ملتا ہے مگر ان کے حالات سے کوئی آگاہی نہیں ہوئی۔ ابنِ اسحاق کے مطابق جمانہؓ بنت ابو طالبؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیداوارِ خیبر میں سے تیس وسق خرما مقرر فرمایا تھا۔ ان کا تفصیلی ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہنوں کے ذکر میں ہے۔

□□□□□

حضرت ہالہؓ بنت خویلد

حضرت ہالہؓ بنتِ خویلد ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی بہن اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی ساس تھیں۔ حضرت ہالہؓ کے بیٹے حضرت ابو العاص سے حضرت زینبؓ کا نکاح ہوا تھا۔ اس رشتہ سے حضرت ہالہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمدھن بھی ہیں۔

نسب

حضرت ہالہؓ کا نسب یہ ہے۔ ہالہؓ بنتِ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی۔ ابنِ

اثیر حضرت ہالہؓ کا نسب تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "ہالہؓ کا جو نسب اوپر بیان ہوا ہے۔ وہ ابو العاص بن ربیع کی والدہ کا نسب ہے۔ نیز جناب خدیجہؓ الکبریٰ کی کوئی بہن اس نام کی نہیں تھی"۔

نکاح

حضرت ہالہؓ بنتِ خویلد کا نکاح ربیع بن عبد العزیٰ بن عبدِ شمس بن عبدِ مناف بن قصی سے ہوا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہالہؓ کو دعا دی

حافظ ابنِ عبد البر لکھتے ہیں کہ ہالہؓ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لئے مکہ مکرمہ سے مدینہ آئیں اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ دولت پر حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ ان کی آواز کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں کیونکہ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آواز سن کر حضرت عائشہؓ سے فرمایا ہالہؓ ہوں گی۔ پھر جب وہ اندر آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بے حد تعظیم و تکریم فرمائی۔

ابنِ اثیر اس موقع پر لکھتے ہیں کہ ہالہؓ کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوشی اور مسرت کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! تو ہالہؓ کو اپنی برکتوں سے نواز"۔ اس دعا پر حضرت ہالہؓ بے حد مسرور ہوئیں۔

اولاد

حضرت ہالہؓ کی اولاد میں صرف حضرت ابو العاصؓ ہیں۔ جن کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی زینبؓ سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ حضرت ابو العاصؓ سے بے حد محبت کرتی تھیں اور انہیں اپنا فرزند سمجھتی تھیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجیاں

زینبؓ بنتِ ابو سلمہ

یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی حضرت ابو سلمہؓ کی بیٹی ہیں۔ ابو سلمہؓ حضرت برہ بنتِ عبدالمطلبؓ کے بیٹے تھے۔ اس طرح یہ آپ کی بھتیجی ہیں۔

نام و نسب

ان کا نام برہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کر ان کا نام زینبؓ رکھا۔ یہ قبیلہ مخزوم سے تھیں اور ان کا نسب یہ ہے۔ زینب بنتِ ابی سلمہ (عبداللہ) بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ ان کی والدہ کا تعلق بھی قبیلہ بنی مخزوم سے تھا۔ زینبؓ بنتِ ابو سلمہؓ کے نانا کے بارے میں حافظ افروغ لکھتے ہیں کہ وہ داد و دہش کے باعث پورے قبیلے میں معزز و نامور تھے۔ ان کا دستر خوان بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ دورانِ سفر اپنے تمام ساتھیوں کی خوراک اور دوسری ضروریات کی ذمہ داری بڑی فراخدلی سے پوری کرتے۔ ان کی اس عادت کی وجہ سے لوگ انہیں "زاد الراکب" کے نام سے یاد کرتے تھے۔

پیدائش

حضرت زینبؓ کے والد ۳ھ میں فوت ہوئے اور یہ اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ ۴ ہجری میں حضرت ام سلمہؓ ام المومنین بنیں اور یہ اس وقت شیر خوار تھیں۔ یعنی جب پیدا ہوئیں تو ان کے والد فوت ہو چکے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام رکھا اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی بڑی بہن حضرت اسماء بنتِ ابوبکر نے دودھ پلایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سرپرست بنے

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سب کے ساتھ ساتھ بچوں پر شفقت و رحمت فرماتے تھے۔ جب حضرت ام سلمہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا تو یہ اپنی شیر خواری کے عالم میں اپنی والدہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیرِ سایہ آ گئیں۔ حضرت زینبؓ بنتِ ابو سلمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیبہ تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے خاص محبت رکھتے تھے۔

بچپن

جب یہ پیروں چلنے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ جاتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرماتے تو یہ وہاں چلتے چلتے وہاں پہنچ جاتیں تو آپ ان کے منہ پر پانی چھڑکتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس پانی کی برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا رنگ روپ تھا۔ ان کے چہرے پر بڑھاپے کی بدنمائیاں نہ تھیں۔ ان کے چہرے پر بڑھاپے میں جوانی کی آب و تاب تھی۔

نکاح

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ان کا نکاح عبداللہ بن رفعہ بن اسود اسدی سے ہوا۔ نیاز فتح پوری ان کے خاوند کا نام عبداللہ بن زمعہ بن اسود اور سعید انصاری انہیں عبداللہ بن ربیعہ بن اسود اسدی لکھتے ہیں۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ جب یہ جوان ہوئیں تو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے ان کی شادی اپنے بھانجے عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسدؓ بن عبدالعزیٰ بن قصی سے کر دی۔

فضائل

حضرت زینبؓ کو جو فضل و کمال حاصل تھا۔ اس میں وہ اپنی صنف کی فردِ فرید تھیں۔ یعنی کوئی عورت اس وصف میں ان کی ہمسری نہیں کر سکتی تھی۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ **کانت من افقہ نساء زمانہا** (ترجمہ) یہ خاتون اپنے عہد کی جلیل القدر فقیہہ تھیں۔ بڑے بڑے صاحبِ علم حضرات ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ "جب میں

نے مدینہ کی کسی فقیہہ عورت کا ذکر کیا تو زینبؓ بنتِ ابو سلمہ کو ضرور یاد کیا"۔

راویٔ حدیث

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ حدیثیں بیان کی ہیں انہوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ اور ام المومنین زینبؓ بنتِ جحش سے بھی کچھ حدیثوں کی سماعت کی۔ طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کے راویوں میں حضرت امام زین العابدین اور عروہ بن زبیر جیسی عظیم شخصیتیں شامل ہیں۔ نیاز فتح پوری ان کے راویوں میں ابو عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ' محمد بن عطاء' عراک بن مالک' حمید بن نافع' عروہ بن زبیر' ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور امام زین العابدین شامل ہیں۔ سعید انصاری ان افراد میں کلیب بن وائل اور ابوقلابہ جرمی کا اضافہ کرتے ہیں۔

اولاد

ابنِ اثیر ان کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی اولاد عبداللہ بن رفعہ بن اسود اسدی سے ہوئی۔ ان کے بعد حضرت زینبؓ بنتِ ابو سلمہ کے دو بیٹوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ یوم الحرہ میں جب اہلِ مدینہ قتل کیے جا رہے تھے تو مقتولین میں ان کے دو بیٹے بھی شامل تھے یہ دونوں بھائی عبداللہ بن زمعہ کے بیٹے تھے۔ یہاں ابنِ اثیر ان کے شوہر کا نام پہلے عبداللہ بن رفعہ اور بعد میں عبداللہ بن زمعہ لکھتے ہیں اور بیٹوں کے نام تحریر نہیں کرتے۔

سعید انصاری ان کی اولاد کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ عبداللہ سے ان کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک کا نام ابو عبیدہ تھا۔ یہ دونوں ۶۳ھ میں حرہ کی لڑائی کے کام آئے۔ طالب ہاشمی واقعۂ حرہ میں شہید ہونے والے دو بیٹوں کا نام یزید بن عبداللہؓ اور کثیر بن عبداللہؓ لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اولاد کا ذکر نہیں کرتے۔ مگر نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ عبداللہ سے ان کے نو بچے پیدا ہوئے جن میں سے چھ لڑکے عبدالرحمٰن' یزید' وہب' ابو سلمہ' کبیر اور تین لڑکیاں قریبہ' ام کلثوم اور ام سلمہ ہیں۔ ان کے بیٹوں کی لاشیں جب ان کے پاس لائی گئیں تو فرمانے لگیں بلاشبہ مجھے ان دونوں کا بڑا دکھ ہے مگر ایک کا دکھ دوسرے کے دکھ سے بڑا ہے کیونکہ یہ بیچارا اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ یزیدی اندر گھس آئے

اور بلاوجہ قتل کر دیا۔ دوسرے نے بہتر دشمن پر ہاتھ اٹھایا تھا اور جنگ کی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے نہایت صبر اور حوصلہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے کفن دفن کا انتظام کیا۔

وفات

یہ اپنے دونوں بیٹوں کی وفات کے ۱۰ برس بعد ۷۳ھ میں فوت ہوئیں۔ اس زمانے میں مدینہ پر طارق حکمران تھا۔ اس نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ ان کے جنازے میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی شریک تھے۔ یہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

□□□□□

درہؓ بنتِ ابو سلمہ

حضرت درہؓ بنتِ ابو سلمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں کیونکہ ان کے والد ابو سلمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے۔

نام و نسب

حضرت درہؓ بنتِ ابو سلمہ بن عبدالاسد قریشیہ مخزومیہ ہیں۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیبہ تھیں۔ ان کی والدہ ازواجِ مطہرات میں شامل تھیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں کہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ ام سلمہؓ کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیبہ تھیں' ابو سلمہؓ کے بچوں میں سلمہ اور عمرو اور درہؓ اور زینبؓ شامل ہیں۔ ابنِ اثیر ایک بیٹی ام کلثومؓ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

مختصر حالات

ایک بار ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ درہؓ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اگر میری ربیبہ نہ بھی ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہ تھی کیونکہ اس کے باپ ابو سلمہؓ نے بھی ثوبیہؓ کا دودھ پیا تھا۔ اس طرح وہ میرے رضاعی بھائی تھے۔ ان کے مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

ام کلثومؓ بنتِ ابو سلمہ

یہ ابو سلمہؓ بن عبدالاسد مخزومیہ اور ام سلمہؓ کی بیٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی تھیں۔ ابنِ اثیر ان کا ذکر کرتے ہیں۔

مختصر حالات

ام کلثومؓ بنتِ ابو سلمہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیبہ تھیں۔ ان کے حالات نہیں ملتے۔ ابنِ اثیر نے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ میں نے نجاشی کو کچھ اشیا بطور تحفہ بھیجی تھیں مگر نجاشی مرگیا ہے اس لیے وہ اشیا جلد واپس آجائیں گی۔ ان اشیا میں ایک حلہ بھی ہے اور کچھ کستوری۔ جب وہ ہدیہ واپس آئے گا تو میں تمہیں وہ حلہ دوں گا۔ جب ہدیہ واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ازواجِ مطہرات کو ایک ایک اوقیہ کستوری عطا فرمائی اور حلہ اور باقی ماندہ کستوری مجھے عطا فرمادی۔ ابنِ مندہ نے ان کا نسب نہیں لکھا صرف ام کلثوم غیر منسوبہ لکھا ہے اور یہ حدیث نقل کی ہے۔

□□□□□

ام ہانی بنتِ عقیل

ان کے حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

اسماء بنتِ عقیل

ان کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔

□□□□□

فاطمہ بنتِ عقیل

صرف "سیر الصحابہ" میں ان کا تذکرہ ہے۔

□□□□□

رملہ بنتِ عقیل

یہ حضرت عقیلؓ بن ابوطالب کی بیٹی ہیں اس لیے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہوئیں۔ حضرت رملہ بنتِ عقیل کی والدہ کا نام خلیلہ ہے۔

□□□□□

ام قاسم بنتِ عقیل

حضرت عقیل کی اولاد میں ان کا ذکر ہے مگر ان کے حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

زینبؓ بنتِ عقیل

ان کے حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

ام نعمان بنتِ عقیل

ان کے حالاتِ زندگی اور دیگر معلومات نہیں ملتیں۔

□□□□□

ام مغیرہ بنتِ نوفل

حضرت ام المغیرہ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں۔

مختصر حالات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت تمیم الداری سے کیا تھا۔ ان کا ذکر ابو موسیٰ نے کیا ہے۔ حضرت ام مغیرہ کے خاوند کا نسب ہشام بن محمد نے یوں بیان کیا ہے تمیم بن اوس بن حارثہ بن سود بن جذ بن ذراع بن عدی بن دار بن ہانی بن حبیب بن غارہ بن لحم بن عدی بن حارث بن مرہ بن اود بن زید بن یشجب بن غریب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

حضرت تمیم پہلے نصرانی تھے اور یہ ۹ ہجری میں ایمان لائے۔ ان کی شادی کے بارے میں واقعہ یہ ہوا کہ حضرت تمیم شام سے واپسی پر اپنے ہمراہ چند قندیلیں اور تیل لے کر آئے اور جمعہ کی رات کو مدینہ پہنچے۔ اس وقت شام ہو رہی تھی۔ انہوں نے اپنے غلام ابوالبراء کو حکم دیا کہ قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد میں لٹکا دے۔ ابوالبراء نے حکم کی تعمیل کی۔ جب رات ہو گئی تو انہوں نے لیمپ روشن کر دیئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو مسجد میں چمک دمک دیکھ کر خوش ہوئے اور دریافت کیا کہ یہ کس نے کیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ تمیم نے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں اسے تجھ سے بیاہ دیتا"۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی نوفلؓ بن حارث نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری بیٹی ام مغیرہ کے بارے میں آپؐ مختار ہیں۔ جو چاہیں کریں۔ اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہیں کھڑے کھڑے حضرت ام مغیرہ اور حضرت تمیم کا بیاہ کر دیا۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ حضرت تمیمؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد میں چراغ روشن کیے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلسطین کے مقامِ عنیوں انہیں بخش دیا تھا اور ایک تحریر انہیں لکھ دی تھی۔ یہ مقامِ عنیوں آج تک بیت المقدس کے پاس مشہور ہے۔ یہ بہت زیادہ نمازِ تہجد پڑھا کرتے تھے اور بہت خوش وضع اور خوش پوش شخص تھے۔

اولاد

حضرت تمیمؓ کی اولاد میں ایک بیٹی رقیہ تھی اور اس کے سوا ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور یہ ابو رقیہ کی کنیت رکھتے تھے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ ام مغیرہ بن نوفل بن حارث کی بیٹی تھی یا حضرت تمیمؓ کی کسی دوسری بیوی سے تھیں۔

□□□□□

رملہ بنتِ علی

یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی تھیں۔ رملہ بنتِ علی سیدنا معاویہ ابنِ مروان کے نکاح میں تھی۔ رملہ کی والدہ کا نام ام سعید ہے۔ ان کے مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

خدیجہ بنتِ علی

یہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی ہیں۔ سیدہ خدیجہ بنتِ علیؓ امیر عامر بن کریز اموی کے فرزند عبدالرحمٰن کے نکاح میں تھی۔ محمد سلطان نظامی خدیجہ بنتِ علی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کی شادی مشہور اموی خلیفہ عبدالمالک بن مروان سے ہوئی۔

□□□□□

سیدہ بنتِ علی

سیدہ بنتِ علی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر کے عقد میں آئیں۔ ان کے حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

ام جعفر بنتِ علی

حضرت علیؓ کی بیٹیوں میں ام جعفر کا نام بھی آتا ہے جو حضرت علیؓ کی ایک لونڈی سے تھیں۔ ان کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں مگر ام جعفر نامی حضرت علیؓ کی ایک کنیز کا پتا ملتا ہے۔ ابنِ سعد لکھتے ہیں کہ ام جعفر کہتی ہیں کہ حضرت علیؓ کی شہادت سے چند دن پہلے میں حضرت علیؓ کے ہاتھ دھلا رہی تھی کہ انہوں نے سر اٹھایا اور اپنی ریش مبارک کو پکڑا

اور فرمایا "حیف تجھ پر تو خون سے رنگی جائے گی"۔

□□□□□

رقیہ بنتِ علیؓ

رقیہ بنتِ علی کی والدہ کا نام ام حبیب بنتِ ربیعہ ہے۔ مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

ام الحسن بنتِ علی

ان کی والدہ کا نام ام سعید بنتِ عروہ ہے۔

□□□□□

ام ہانی بنتِ علی

ان کی والدہ ایک لونڈی تھیں۔ ان کے حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

میمونہ بنتِ علی

ان کی والدہ ایک لونڈی تھیں۔

□□□□□

ام کلثوم صغریٰ بنتِ علی

محمد صدیق کھوکھر لکھتے ہیں کہ ام کلثوم صغریٰ کی والدہ کا نام حبیبہ بنتِ خارجہ تھا اور یہ سانحۂ کربلا میں موجود تھیں۔ ابنِ عبدالشکور اور نواز رومانی ان کی والدہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ لونڈی تھیں۔

□□□□□

زینب صغریٰ بنتِ علی

ابنِ عبدالشکور زینب اور صغریٰ کو الگ الگ لکھتے ہیں۔ نواز رومانی لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ لونڈی تھیں۔

□□□□□

رلہ صغریٰ بنتِ علی

ان کی والدہ لونڈی تھیں۔

□□□□□

فاطمہ بنتِ علیؓ

حضرت زینب بنتِ علیؓ جو حضرت فاطمہ بنتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں۔ کربلا کے میدان میں اپنے بھائی حضرت حسینؓ کے ہمراہ تھیں۔ وہ بہت بہادر خاتون تھیں۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؓ نے یزید سے اپنی بہن فاطمہ کو آزاد کرا لیا تھا۔ حضرت اسماء بنت عمیس کی راویوں میں حضرت فاطمہؓ بنت علی کا نام بھی آتا ہے۔ ان کی والدہ لونڈی تھیں۔

□□□□□

امامہ بنتِ علی

ان کی والدہ ایک لونڈی تھیں۔

□□□□□

ام سلمہ بنتِ علی

ان کی والدہ ایک لونڈی تھیں۔

□□□□□

نفسیہ بنت علی

ان کی والدہ لونڈی تھیں۔ ام فاروق اپنی کتاب "خواتین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں" میں لکھتی ہیں کہ حضرت علیؓ کی اولاد میں نفیسہ ایسی مستند محدثہ تھیں کہ فسطاط میں امام شافعی ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوا کرتے تھے حالانکہ اس وقت انہیں بھی شہرت اور عروج حاصل تھا۔

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے متعدد شادیاں کیں۔ حضرت فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں حضرت حسنؓ و حسینؓ اور محسنؓ کے علاوہ لڑکیوں میں حضرت زینبؓ کبریٰ اور حضرت ام کلثومؓ کبریٰ تھیں۔ حضرت علیؓ کی کل سترہ لڑکیاں اور چودہ لڑکے تھے جن میں سے صرف حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ محمد بن حنفیہ اور عمر سے سلسلہ نسب جاری رہا۔

سلمان منصوری پوری اپنی کتاب "رحمۃ للعالمین" حضرت علیؓ کے ۱۸ لڑکے اور ۱۸ لڑکیاں لکھتے ہیں مگر اپنی دوسری کتاب "اصحاب بدر" میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے ۱۸ بیٹے اور ۲۹ بیٹیاں تھیں۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں حضرت علیؓ کی سترہ لڑکیاں اور چودہ لڑکے لکھا ہوا ہے۔

□□□□□

جمانہ بنت علی

ان کی والدہ ایک لونڈی تھیں۔

□□□□□

ام الکرام بنت علیؓ

حضرت علیؓ کی صاحبزادیوں میں ام الکرم کا نام بھی ملتا ہے مگر مزید معلومات نہیں ملتیں۔ معین الدین لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ لونڈی تھیں۔

□□□□□

حارثہ بنت علیؓ

سید خضر حسین چشتی حضرت علیؓ کی ۱۸ بیٹیوں میں حارثہ بنت علیؓ کا نام بھی لکھتے ہیں۔

□□□□□

نصیر بنت علیؓ

حضرت علیؓ کی بیٹیوں میں نصیر بنت علیؓ کا نام بھی ملتا ہے مگر حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

نعمیؓ بنت جعفر

یہ حضرت جعفرؓ بن ابو طالب کی بیٹی ہیں۔ ابن اثیر ابن مندہ اور ابو نعیم کے حوالے سے ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک دن حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعمی بنت جعفر سے دریافت فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ جعفر کے بال بچے دبلے پتلے ہیں۔ کیا انہیں کوئی تکلیف ہے۔ انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) بیماری کوئی نہیں مگر انہیں جلدی نظر لگ جاتی ہے۔ کیا میں ان پر منتر پڑھ دیا کروں اور انہوں نے منتر پڑھ کر سنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ مجھے اس منتر کا جو ان کی والدہ اسماء پڑھا کرتی تھیں، علم ہے مگر میں حضرت جعفرؓ کی اولاد میں نعمی کو نہیں جانتا۔

□□□□□

ہند بنت ربیعہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ اور اس رشتہ سے یہ آپؐ کی بھتیجی تھیں۔

مختصر حالات

حضرت ہند بنت ربیعہ بن حارث کی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی اور ان کی شادی جبار بن واسع سے ہوئی تھی۔ ان کی دادی کا نام غزہ بنت قیس ہے۔ فتحِ مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ہند کے ایک بھائی کے خون کے بارے میں کہا تھا کہ میں سب سے پہلا خون جس کو معاف کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کا خون ہے۔ حضرت ہند بنتِ ربیعہ کے بھائی اور حضرت ربیعہ بن حارث کے بیٹے کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ان کا نام آدم یا تمام یا ایاس کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ربیعہ بن حارث کو خیبر کے مال غنیمت سے سو وسق دیئے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ صدقہ لوگوں کا میل ہے۔ ربیعہ بنت حارث ۲۳ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے عہد میں مدینہ میں فوت ہوئے۔

□□□□□

بنتِ ابو سبرہ

بنت ابو سبرہؓ کی دادی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ اس رشتہ سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں۔

مختصر حالات

ان کے نام کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ اس لیے کہ جہاں بھی ان کا ذکر ہے وہاں بنتِ ابو سبرہ ہی تحریر ہے۔

ان کا نسب یہ ہے۔ بنتِ ابو سبرہ بن ابو رہم بن عبد العزیٰ بن ابو قیس بن عبدو بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی عامری۔

حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کے وقت ہم سے عہد لیا کہ ہم مرنے والوں پر نوحہ و زاری نہیں کریں گے۔ چنانچہ پانچ خواتین کے علاوہ باقی عورتیں اپنا عہد پورا نہ کر سکیں۔ ان میں حضرت ابو سبرہؓ کی بیٹی، معاذ کی بیوی، حضرت ام سلیمؓ ایک اور عورت شامل ہے۔ ابو سبرہؓ قدیم الاسلام اور دو ہجرتوں میں شامل ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ یہ ابو سلمہ بن عبدالاسد کے اخیافی بھائی ہیں۔ زبیر بن

بکار کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے بعد ابو سبرہؓ واپس مکہ میں آ بسے تھے مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ابو سبرہؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مکہ میں منتقل ہوئے تھے۔ ابو سبرہؓ حضرت عثمانِ غنیؓ کے عہد میں فوت ہوئے۔

شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ ابو سبرہؓ کنیت تھی مگر یہ اسی سے مشہور تھے۔ حبشہ کی دونوں ہجرتوں کا شرف انہیں حاصل ہے اور دوسری ہجرت میں ان کی بیوی کلثوم بھی ان کے ساتھ تھیں۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد دوسرے مہاجرین کے ساتھ حبشہ سے مدینہ آئے اور منذر بن محمد کے یہاں اترے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں اور سلمہ بن سلامہ میں مواخات کرا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد واپس مکہ میں قیام کیا۔

□□□□□

رملہؓ بنتِ زبیر

حضرت رملہؓ بنتِ زبیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی صفیہ کے بیٹے زبیرؓ بن عوام کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ رباب بنت انیف ہیں۔ حضرت رملہؓ کے سگے بھائی مصعب بن زبیر اور حمزہ بن زبیر بن عوام ہیں۔ ان کے مزید حالات نہیں ملتے۔

□□□□□

حبیبہؓ بنتِ زبیر

حضرت حبیبہؓ بنتِ زبیر بن عوام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں۔ ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن سعید ہیں۔

□□□□□

سودہ بنتِ زبیرؓ

یہ حضرت زبیرؓ کی بیٹی ہیں اور ان کی والدہ کا نام ام خالدؓ ہے۔

□□□□□

حفصہ بنتِ زبیر

حضرت حفصہؓ بنتِ زبیرؓ بن عوام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام زینبؓ بنتِ بشر ہے۔ ان کے مزید حالات زندگی کے بارے میں آگاہی نہ ہو سکی۔

□□□□□

زینب بنتِ زبیر

یہ حضرت زبیرؓ بن عوام کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ ام کلثومؓ بنتِ عقبہ ہیں۔ حضرت عثمانِ غنیؓ ان کے ماموں ہیں۔

□□□□□

ہند بنت زبیرؓ

حضرت ہند بنتِ زبیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد حضرت زبیرؓ کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام "ام خالد" ہے۔

□□□□□

خدیجۃ الکبریٰ بنتِ زبیر

حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنتِ زبیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں کیونکہ ان کے والد حضرت زبیر بن عوام حضرت، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر ہیں۔

□□□□□

ام الحسن بنتِ زبیرؓ

حضرت ام الحسن بنت زبیرؓ بن عوام کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی اسماء بنت ابوبکر ہیں۔

□□□□□

عائشہؓ بنتِ زبیرؓ

عائشہؓ بنت زبیرؓ بن عوام کی والدہ کا نام اسماء بنت ابوبکر ہے۔

□□□□□

حبیبہ بنتِ عبید اللہ بن جحش

حضرت حبیبہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی عبید اللہ بن جحش کی بیٹی ہیں۔ اس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ربیب بھی تھیں۔

ان کی دادی حضرت امیمہ بنت عبد المطلب تھیں۔ جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ حضرت حبیبہؓ بنتِ عبید اللہ کی والدہ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ بنتِ ابوسفیان تھیں۔ حضرت ام حبیبہؓ کا نسب یہ ہے۔ حبیبہ بنتِ عبید اللہ بن جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔ حضرت ام حبیبہؓ اور عبید اللہ بن جحش نے ابتدا میں ہی اسلام قبول کیا اور حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ وہاں حبش میں حبیبہ بنتِ عبید اللہ پیدا ہوئیں مگر عبید اللہ بن جحش کی بد نصیبتی کہ حبش میں وہ بری صحبت میں پڑ گئے اور اسلام سے منحرف ہو کر عیسائی ہو گئے اور اسی حالت میں وفات پائی۔ حضرت ام حبیبہ بیوہ ہو گئیں تو کچھ عرصہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا اور نجاشی نے ان کا غائبانہ نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔ حضرت ام حبیبہؓ غزوۂ خیبر کے موقع پر حبش سے تشریف لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حبیبہ بنتِ عبید اللہ بن جحش کو اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا اور نہایت محبت سے ان کی پرورش کی۔

حضرت حبیبہؓ بنتِ عبید اللہ نے اپنی والدہ سے وہ حدیث روایت کی جس میں چار صحابیات کا نام آتا ہے۔ اسے ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ ابو موسیٰ نے ابنِ مندہ پر استدراک کیا ہے حالانکہ اس کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت حبیبہؓ کی

مزید معلومات میں صرف اس بات کا پتا چلتا ہے کہ ان کا نکاح داؤد بن عروہؓ بن مسعود سے ہو
جو بنو ثقیف کے رئیس تھے۔

□□□□□

ام کلثوم بنتِ فضل

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے فضل بن عباس کی
بیٹی تھی اور اس رشتہ سے یہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھتیجی ہیں۔

مختصر حالات

حضرت ام کلثوم اپنے والد فضل بن عباس کی اکلوتی اولاد ہیں۔ ان کے والد
نہایت حسین آدمی تھے۔ حضرت عباس کے بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔ حضرت عباس کی
کنیت انہیں کے نام پر تھی۔ یہ فتحِ مکہ اور غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ
شریک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے۔ فضل
بن عباس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل میں بھی شریک تھے۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے لیے مکہ تشریف لے گئے اور یوم النحر کو مزدلفہ سے منیٰ آتے
ہوئے اپنے چچا زاد بھائی حضرت فضل بن عباس کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا تھا۔
حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت امام
حسنؓ سے ہوا۔ حضرت حسنؓ بن علی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صورت میں مشابہ تھے۔
حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ حضرت حسنؓ بن علی سے زیادہ کوئی صورت میں حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام حسنؓ اور ان کی
کنیت ابو محمد رکھی۔ اور ولادت سے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا۔ حضرت امام حسنؓ نے
حضرت ام کلثومؓ بنت فضل سے نکاح کے چند روز بعد ہی طلاق دے دی تو پھر ان کا دوسرا
نکاح حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ہوا۔ ابو موسیٰ اشعری کا اصل نام عبداللہ بن قیس تھا اور
کنیت ابو موسیٰ اشعری تھی۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن
حرب بن عامر بن عتر بن بکر بن عامر بن عدی بن وائل بن ناجیہ بن جابر بن اشعر بن ادد بن

شیحب۔ ابو موسیٰ کی والدہ کا نام طیبہ بنتِ وہب تھا اور وہ قبیلہ عک کی خاتون تھیں۔ یہ
مسلمان ہوئیں اور مدینہ میں ہی فوت ہوئیں۔ ان کی وفات بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں اور
بعض کوفہ میں ہوئی تھی۔ اسی طرح سنِ وفات کے متعلق بھی مختلف اقوال ہیں مثلاً "۴۲ھ'
۴۴ھ' ۴۹ھ' ۵۰ھ' ۵۲ھ اور ۵۳ھ کا نام لیا جاتا ہے۔ بعض کے مطابق ۴۴ھ میں ان کی
عمر ترسٹھ برس تھی۔
قرثع سے روایت ہے کہ جب ابو موسیٰ بہرے ہو گئے تو ان کی بیوی چیخنے لگیں۔
اس پر ابو موسیٰ نے اسے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کیا فرمایا تھا۔ وہ کہنے لگیں کہ ہاں مجھے معلوم ہے اور خاموش ہو گئیں۔ ان سے پوچھا
گیا کہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا تو کہنے لگیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے جو کسی کی موت پر سر منڈائے یا کپڑے پھاڑے
یا کسی کو برا بھلا کہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ابو موسیٰ اشعری کی یہ بیوی ام کلثوم بنتِ فضل
تھیں یا کوئی اور۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

منہ بولی بھتیجی

محیاہ بنتِ خالد

یہ حضورِ اکرم رحمتِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ دار نہیں تھیں مگر یہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور اپنا نسب بیان کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر بچھائی اور اس خاتون کو چادر مبارک پر بٹھایا اور فرمایا کہ بنو ضیعہ کی یہ خاتون میری بھتیجی ہے۔

مختصر حالات

ان کا نام محیاہ اور یہ خالد بن سنان کی بیٹی تھیں۔ ابن اثیر نے خالد بن سنان کا نسب یہ لکھا ہے کہ خالد ابن سنان بن غیث بن مریطہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس عبسی اور لکھتے ہیں کہ ابو موسیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے مگر ان کا نسب نہیں لکھا۔ صرف یہ کہا ہے کہ عبدان نے بیان کیا ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔ نہ انہوں نے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا ہے مگر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ایک نبی ہوں گے اور ان کی قوم ان کی بے قدری کرے گی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عبس بن بغیض بن سنان بن غیث کی اولاد سے ہیں۔ ان کی بیٹی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی تھی۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قل ہو اللہ احد پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ میرے باپ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ ابنِ اثیر کہتے ہیں کہ نہ جانے ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیوں کیا۔ بہرحال ان کو اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بھتیجی کہا ہے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منہ بولی بھتیجی ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بھانجیاں

کریمہؓ بنتِ مقداد

حضرت کریمہؓ بنت مقداد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچا زاد بہن ضباعہؓ بنت زبیر بن عبدالمطلبؓ کی بیٹی ہیں اور اس نسبت سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھانجی ہیں۔

مختصر حالات

حضرت کریمہؓ کا نسب یہ ہے: کریمہؓ بنت مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن لوئی بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ابی ہون بن قاس بن دریم بن قین بن رہون بن بہرا بن عمرو بن حاف بن قضاعہ ہراوی۔

ابنِ اثیر حضرت ضباعہؓ بنت زبیرؓ کی اولاد میں کریمہؓ اور عبداللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ کی طرف سے لڑے اور مارے گئے۔

حضرت کریمہؓ بنت مقداد کے بارے میں طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ انہیں شرفِ صحابیات حاصل ہے مگر صحابیات کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

حضرت کریمہؓ کے والد حضرت مقدادؓ اول ایمان لانے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔ کچھ عرصے کے بعد وہاں سے واپس آ گئے۔ جب مدینے کو ہجرت شروع ہوئی تو مقدادؓ ہجرت نہ کر سکے۔ کچھ عرصے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے اور بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبیدہ بن حارث کو ایک دستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس دوران میں ان کی ملاقات مشرکین کے ایک گروہ سے ہو گئی۔ اس گروہ میں ابو جہل اور عکرمہ بھی موجود تھے۔ اسی گروہ میں مقدادؓ اور عتبہؓ بن غزوان بھی شامل تھے تاکہ جہاں بھی اسلامی دستہ فوج سے ملاقات ہو جائے تو وہ ان سے مل جائیں۔ جب مسلمانوں

اور کفار کا گروہ آمنے سامنے ہوا تو کفار کے گروہ سے مقدادؓ اور عتبہؓ نکل کر اسلامی دستے میں شامل ہو گئے اور دونوں دستوں میں کوئی جھگڑا نہ ہوا۔

مقدادؓ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور انھوں نے نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں سوائے مقداد بن اسود کے، کسی اور کے پاس گھوڑا نہ تھا۔ اور مقداد پہلے آدمی ہیں جنھوں نے مکے ہی میں اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا اور مشرکین سے بالکل مرعوب نہیں ہوئے تھے۔ یہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ صفی الرحمن مبارک پوری، نور بخش توکلی اور عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب لکھتے ہیں کہ جنگِ بدر میں مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے تھے۔ ایک حضرت زبیرؓ اور دوسرا مقدادؓ کے پاس تھا۔ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں کہ ایک گھوڑا مقدادؓ اور دوسرا مرثدؓ بن ابی غنوی کا تھا۔ سید اولاد حیدر فوق بلگرامی اور مفتی عزیزالرحمن کے مطابق ایک گھوڑا مقداد اور دوسرا حضرت زبیر بن عوامؓ یا ابی مرثد کے پاس تھا۔ "انوار محمدیہ" میں لکھا ہے کہ تین گھوڑے لشکر اسلام میں تھے اور وہ مقداد، زبیر اور مرثد کے پاس تھے۔

□□□□□

ام کلثومؓ بنتِ عقبہ

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن حضرت اروی بنت کریز کی بیٹی ہونے کی وجہ سے بھانجی ہیں۔

نام و نسب

ام کلثومؓ بنت عقبہ قریش کے خاندان بنو شمس میں سے تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ ام کلثوم بنتِ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ یہ ولید بن عقبہ کی بہن تھیں۔ ان کے دادا ابو معیط کا نام ابان اور ابو عمرو کا نام ذکوان تھا۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں اور یہ عبداللہ بن عامر کی پھوپھی اور حضرت عثمانؓ بن عفان کی اخیافی بہن تھی۔

اسلام اور ہجرت

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ نے مکہ میں اسلام قبول کیا اور دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتی تھیں۔ جب آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو یہ بھی ہجرت کرنے کے لیے تڑپتی تھیں مگر کنواری تھیں اور باپ اور بھائی ان کی کڑی نگرانی کرتے تھے، اس لیے یہ ایک مدت تک ہجرت نہ کر سکیں۔ غزوۂ بدر میں ان کا باپ عقبہ بن ابی معیط مر گیا مگر بھائیوں نے پہلے سے زیادہ نگرانی شروع کر دی۔ آخر صلح حدیبیہ کے بعد انھیں گھر سے نکلنے کا موقع مل گیا اور یہ بنی خزاعہ کے ایک شریف آدمی کے ساتھ پیدل ہی مدینہ چل پڑیں اور دن رات کے سفر کے بعد آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئیں۔

ان کے بھائیوں عمارہ بن عقبہ اور ولید بن عقبہ نے ان کا تعاقب کیا مگر یہ راستے میں کہیں نہ رکیں۔ یہ دونوں بھائی پیچھا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی بہن کی واپسی کا مطالبہ کیا کہ صلح نامہ حدیبیہ کے مطابق اس شرط کو پورا کریں کہ قریش سے آئے ہوئے آدمی کو واپس کر دیں گے۔ حالانکہ صلح حدیبیہ میں عورت کی واپسی کا ذکر نہیں تھا۔ ایک طرف حضرت ام کلثومؓ کے بھائی ان کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے اور دوسری طرف یہ فریاد کرتی تھیں کہ مجھے واپس نہ بھیجیں کہ آیت نازل ہوئی "اے مومنو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لو، اللہ ان کے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ ایمان پر ہیں تو ان کو کافروں کے حوالے نہ کرو"۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

نکاح

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ کو کفار کے حوالے نہ کیا گیا، وہ ناکام ہو کر چلے گئے۔ اس کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کر دیا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جس لشکر میں حضرت زیدؓ بن حارثہ شریک ہوتے، امارت کا سہرا انہی کو عطا کیا جاتا۔ حضرت زیدؓ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے اور ان کا شمار ان

مشاہیر صحابہ میں ہوتا تھا جو اس فن میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ حضرت زبیرؓ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تو حضرت زیدؓ بن عوام نے حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ سے نکاح کر لیا مگر حضرت زبیرؓ کے مزاج کی سختی کی وجہ سے نباہ نہ ہو سکا اور علیحدگی ہو گئی۔ پھر ان کا نکاح حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے ہوا۔ اور جب حضرت عبدالرحمٰن فوت ہوئے تو حضرت ام کلثومؓ نے حضرت عمروؓ بن العاص سے شادی کر لی جو فاتح مصر تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص سے نکاح کے ایک مہینے کے بعد حضرت ام کلثومؓ فوت ہو گئیں۔ اس وقت حضرت عمروؓ مصر کے حاکم تھے۔

راوی حدیث

حضرت ام کلثوم سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔ دیگر راویوں میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف اور حمید بن نافعؓ بھی شامل ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے حمید بن عبدالرحمٰن نے روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "لوگوں میں مصالحت کرانے والا جھوٹا نہیں کہلاتا' اگر اس کا ارادہ نیک ہو"۔

اولاد

حضرت ام کلثومؓ کی حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت عمروؓ بن العاص سے کوئی اولاد نہیں ہوئی مگر حضرت زبیرؓ بن عوام سے ایک بیٹی زینبؓ بنت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے چار بیٹے ابراہیم بن عبدالرحمٰن، حمید بن عبدالرحمٰن، محمد بن عبدالرحمٰن اور اسماعیل بن عبدالرحمان پیدا ہوئے۔

□□□□□

آمنہؓ بنتِ عفان

حضرت آمنہؓ بنت عفان حضرت اروی بنت کریز کی بیٹی ہیں اور حضرت اروی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی پھوپھی ام حکیم بیضا کی بیٹی ہونے کی وجہ سے پھوپھی زاد بہن ہیں۔ اس لیے آمنہ بنت عفان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھانجی ہیں۔

حضرت آمنہؓ بنتِ عفان حضرت عثمانؓ بن عفان کی سگی اور ام کلثومؓ بنت عقبہ کی اخیافی بہن ہیں۔ یہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں۔ جو سعد حلیف بنو مخزومؓ سے ان خواتین میں شامل تھیں جو فتحِ مکہ کے موقع پر ہند زوجہ ابوسفیان کے ساتھ اسلام لائی تھیں۔ جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے زاہد بن احمد سے' انہوں نے سلمہ بن فضل سے' انہوں نے ابنِ اسحاق سے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ــــــ نواسیاں

حضرت امامہؓ بنتِ ابو العاص

حضرت امامہؓ بنت ابو العاص آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی زینبؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کے والد ابو العاصؓ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہؓ کے بیٹے تھے۔ حضرت امامہؓ کا نسب یہ ہے: امامہؓ بنت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزیٰ بن عبد مناف قریشیہ عبشیہ۔ ابن مندہ نے ان کا نام امامہ کی بجائے احامہ لکھا ہے۔

پیدائش

حضرت امامہؓ بنت ابو العاص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ پاک میں پیدا ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے محبت

آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے عورتوں کے ساتھ ساتھ بچوں سے بھی سرد مہری کا برتاؤ ہوتا تھا اور ان پر ظلم کیا جاتا تھا۔ خصوصاً" لڑکیوں کے ساتھ کہ انہیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ اس ظلم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم کر کے اس کے بجائے، بچوں پر شفقت اور محبت کا درس دیا۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ "جو شخص بچوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اولاد سے بے حد محبت کرتے، کمسنی میں انتقال کر جانے والے بیٹوں اور شادی شدہ بیٹیوں اور نواسے، نواسیوں سے بھی بہت محبت اور شفقت فرماتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نواسی حضرت امامہؓ بنت ابو العاص سے بہت محبت فرماتے اور انہیں دورانِ نماز اٹھائے رکھتے اور صرف سجدہ کے وقت اتارتے تھے۔

نیاز فتح پوری لکھتے ہیں کہ حضرت امامہؓ سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر محبت تھی کہ نماز کے دوران بھی خود سے جدا نہ کرتے اور اپنے شانہ مبارک پر بٹھا لیتے۔ جب رکوع میں جاتے تو شانہ مبارک سے اتار دیتے اور جب سجدہ کر کے سر اٹھاتے تو پھر کندھوں پر بٹھا لیتے۔ اور اسی طرح پوری نماز ادا فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ان کے لئے تحفہ

حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کیا جس میں یمنی ہار تھا۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ ہار میں اس کو دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے"۔ سب کو خیال ہوا کہ یہ ہار حضرت عائشہؓ کے حصے میں آئے گا۔ لیکن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امامہؓ کو بلایا اور یہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بعض روایات کے مطابق وہ ہار کے بجائے ایک انگوٹھی جو سونے کی تھی اور وہ نجاشی نے بارگاہِ نبوت میں ہدیہ کی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امامہؓ بنت ابو العاص کو دے دی۔

حضرت امامہؓ کی شادی

جب حضرت امامہؓ بنت ابو العاص سنِ شعور کو پہنچیں تو حضرت زبیرؓ بن عوام نے حضرت ابو العاصؓ کی وصیت کے مطابق ان کی شادی کا انتظام کیا اور حضرت فاطمہؓ کی وصیت کے مطابق حضرت علیؓ المرتضیٰ سے ان کی شادی کر دی۔ پھر جب حضرت علیؓ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو انہیں خدشہ ہوا کہ کہیں معاویہ ان سے نکاح نہ کر لیں، اس لئے انہوں نے مغیرہ بن نوفل بن حارث کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد امامہؓ سے نکاح کر لیں۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد معاویہ نے مروان کو خط لکھا کہ امامہؓ کو پیغام دو اور ایک ہزار دینار اس تقریب پر خرچ کرو، مگر جب یہ خبر حضرت امامہؓ کو ہوئی تو انہوں نے مغیرہ بن نوفل کو اطلاع بھیجی اور مغیرہ بن نوفل نے حضرت امام حسنؓ کی اجازت سے حضرت امامہؓ بنت ابو العاص سے نکاح پڑھوا لیا۔

اولاد

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت امامہؓ کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ جس کا نام یحیٰ تھا۔ یہ مغیرہ بن نوفل بن حارث کا بیٹا تھا۔ ابن اثیر مزید یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔ نیاز فتح پوری اُسد الغابہ' استیعاب اور دار لمنشور کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت امامہؓ کے بیٹے یحیٰ مغیرہ کے صلب سے تھے اور مغیرہ نے اسی نام سے اپنی کنیت "ابو یحیٰ" رکھی تھی۔

وفات

حضرت امامہؓ کی تاریخ وفات یا سن وفات کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔ "اسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت مغیرہ بن نوفل سے نکاح اور یحیٰ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد حضرت امامہؓ فوت ہو گئیں۔ نیاز فتح پوری بھی لکھتے ہیں کہ "حضرت امامہؓ کی آخری زندگی مغیرہ بن نوفل کے ساتھ بسر ہوئی۔ حتیٰ کہ آپؓ کا انتقال بھی مغیرہ کے گھر میں ہوا"۔

□□□□□

ام کلثومؓ بنتِ علیؓ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کی بیٹی تھیں۔ یعنی حضرت ام کلثومؓ بنت علی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی ہیں۔ یہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ حضرت ام کلثومؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے پہلے پیدا ہوئیں۔

نکاح

حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کیا۔ شبلی لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق کو اپنی آخر عمر میں خیال ہوا کہ خاندانِ نبوت سے تعلق پیدا کریں جو ان کے لئے مزید شرف اور برکت کا باعث ہو' اس لئے انہوں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں رشتہ کی درخواست کی۔ حضرت علیؓ نے حضرت ام کلثومؓ کی کم سنی کی وجہ سے انکار کر دیا مگر جب حضرت عمرؓ نے زیادہ تمنا ظاہر کی اور کہا کہ اس رشتہ سے مجھے حصولِ شرف مقصود ہے تو

حضرت علیؓ نے منظور کر لیا اور ۱۷ ہجری میں ۴۰ ہزار مہر پر نکاح ہوا۔ نکاح کے وقت حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے مبارک دو کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ قیامت کے دن تمام تعلقات' نسب اور سسرال کے رشتے ختم ہو جائیں گے مگر میرا تعلق' نسب اور سسرال کا رشتہ باقی رہے گا۔ مجھے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق اور نسب تو حاصل تھا مگر میری خواہش تھی کہ خاندان نبوت سے سسرال کا رشتہ بھی قائم ہو جائے۔ چنانچہ میں نے ام کلثومؓ بنت علیؓ سے نکاح کر کے یہ کمی پوری کر لی۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کے نکاح کا ولی حضرت عباسؓ کو بنایا تھا۔

جب حضرت عمر کی وفات ہوئی تو حضرت علیؓ حضرت ام کلثومؓ کو اپنے گھر لے آئے۔ حضرت امام باقر سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ جب عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ اپنی عدت کہاں پوری کرے۔ حضرت امام باقر نے کہا "جہاں جی چاہے"۔ اس کے بعد فرمایا بلاشبہ جب عمرؓ فوت ہوئے تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے"۔

حضرت علیؓ نے حضرت ام کلثومؓ کا دوسرا نکاح عون بن جعفر بن ابی طالب سے کر دیا' جو ابھی لڑکے ہی تھے اور چار ہزار درہم مہر قرار پایا۔ عون بن جعفر بن ابو طالب کی وفات کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر بن ابو طالب نے ام کلثومؓ بنت علیؓ سے نکاح کر لیا۔

حضرت علیؓ کی شہادت اور ام کلثومؓ

حضرت فضیل بن زبیر نے عمرذی مرے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کے زخمی ہونے پر میں ان کی خدمت میں گیا اور ان کا زخم دیکھا اور کہا "زخم خفیف ہے' فکر کی کوئی بات نہیں"۔ حضرت علیؓ نے فرمایا "میں تم لوگوں کو چھوڑنا چاہتا ہوں"۔ یہ سن کر ان کی بیٹی ام کلثومؓ رونے لگیں۔ حضرت علیؓ نے بیٹی سے فرمایا۔ اگر تم وہ دیکھ رہی ہوتیں جو میں دیکھ رہا ہوں تو ہرگز نہ روتیں۔ حضرت ام کلثومؓ نے دریافت کیا کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "یہ فرشتے آئے ہیں اور یہ انبیا ہیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اے علیؓ خوش رہو کیونکہ تم جس حالت کی طرف رجوع کرنے والے ہو' وہ اس حالت سے بہتر ہے جس میں تم ہو"۔

ابن سعد کے مطابق جب حضرت علیؓ کو زخمی کیا گیا اور قاتل گرفتار ہو گیا تو اسے پکڑ کر حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت حضرت علیؓ شدید زخمی حالت میں تھے۔ اس موقع پر حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثومؓ نے اس کو پکار کر کہا "اے دشمنِ خدا! تو نے امیر المومنین کو قتل کر ڈالا"۔ قاتل بولا "میں نے امیر المومنین کو نہیں، تمہارے باپ کو قتل کیا ہے"۔ حضرت ام کلثومؓ کہنے لگیں "میں امید کرتی ہوں کہ میرے باپ کا بال بیکا نہ ہو گا"۔ قاتل نے کہا "میں نے ایک مہینہ اپنی تلوار کو زہر پلایا ہے۔ اگر اب بھی یہ بے وفائی کرے تو خدا اسے غارت کرے"۔

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے بہت سے مرثیے لکھے۔ ان میں ابوالاسود یا ام ہیثم بنت عریان نخعیہ سے منسوب مرثیہ کے ایک شعر کا ترجمہ ہے "تو امیر المومنین کے لئے کیوں نہیں روتی، ام کلثومؓ ان کے لئے رو رہی ہے"۔

اولاد

حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ کے پہلے خاوند حضرت عمر فاروق سے زید بن عمر اور رقیہ نامی ایک لڑکی پیدا ہوئیں۔ زید بن عمر کی وفات کی وجہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ایک دن بنو عدی کے ایک جھگڑے میں صلح کرانے کے لئے ان کے ہاں گئے۔ رات کے اندھیرے میں کسی شخص نے ان کے سر پر ضرب لگائی، جس سے ان کا سر پھٹ گیا اور وہ گر پڑے اور کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گئے۔ اور ساتھ ہی ان کی والدہ بھی فوت ہو گئیں۔ دونوں کی نماز جنازہ عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ دوسرے خاوند عون بن جعفر سے کوئی اولاد نہ ہوئی مگر تیسرے شوہر محمد بن جعفر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو لڑکپن میں ہی فوت ہو گئی۔

وفات

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ "ایک روایت ہے کہ حضرت ام کلثومؓ کے بطن مبارک سے حضرت عمر کا ایک بیٹا زید پیدا ہوا۔ ماں اور بیٹا دونوں ایک ہی ساعت میں فوت ہو گئے"۔ حضرت امام باقر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی بیٹی ام کلثومؓ اور ان کا بیٹا زید بن عمرؓ ایک ہی دن فوت ہوئے اور ان کا جنازہ بھی ایک ہی دن اٹھایا گیا۔

□□□□□

حضرت زینبؓ بنتِ علیؓ

حضرت زینبؓ بنت علیؓ حضرت فاطمۃ الزہرا کی بیٹی تھیں اور ان کے نانا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔

پیدائش

حضرت زینبؓ بنت علیؓ بن ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئیں۔ مستند روایات کے مطابق حضرت زینبؓ جمادی الاولیٰ ۵ ہجری میں پیدا ہوئیں۔ ان کی پیدائش حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال سے چھ سال پہلے حضرت علیؓ و فاطمہؓ کے ہاں ہوئی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں موجود نہیں تھے۔ تین دن کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو بچی کو گود میں لیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر دہن مبارک میں کھجور چبائی اور لعاب مبارک بچی کے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ "یہ ہم شبیہِ خدیجہؓ ہے"۔ زینب کے معنی درخت خوشبودار یا خوبصورت کے ہیں۔

کنیت و القابات

حضرت زینبؓ بنت علیؓ کے بارے میں طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ ان کی کنیت ام الحسن یا بروایت دیگر ام کلثومؓ تھی۔ واقعہ کربلا کے بعد ان کی کنیت ام المصائب بھی مشہور ہو گئی۔ ان کے چند مشہور القاب یہ ہیں۔ نائبۃ الزہرا، شریکۃ الحسین، راضیہ بالقدر والقضا، ناموس الکبریٰ، صدیقۃ الصغریٰ، شجاعہ، فصیحہ، بلیغہ، زاہدہ فاضلہ، عالمہ عابدہ، محبوبۃ المصطفیٰ، عاقلہ کاملہ، موثقہ، ولیۃ اللہ، کعبۃ الرزایا، امینۃ اللہ، قرۃ عین المرتضیٰ اور خاتونِ کربلا۔

بچپن

حضرت زینبؓ بنت علیؓ کی پرورش اور تربیت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے زیرِ سایہ ہوئی۔

حجۃ الوداع اور حضرت زینبؓ

ابنِ سعد کے مطابق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ ہجری کو ہفتے کے دن مدینہ سے روانہ ہوئے اور یہ قافلہ دوشنبہ کے دن مرالظہران پہنچا۔ اس سفر میں آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ تمام امہات المومنین اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور مہاجرین و انصار کے قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار جانثار تھے۔ آپؐ نے ہجرت کے بعد اس کے علاوہ کوئی حج ادا نہیں فرمایا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد بہت سے حج کئے تھے مگر علما کو ان کے شمار کی اطلاع نہیں ہے، اسی وجہ سے ان کی تعداد کو احاطہ ضبط میں نہ لایا جاسکا۔ حجۃ الوداع کے اس موقع پر حضرت زینبؓ بھی اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ہمراہ شریک تھیں۔ اس وقت ان کی عمر قریباً پانچ سال کی تھی اور یہ ان کا پہلا سفر تھا۔

نکاح

حضرت زینبؓ سن شعور کو پہنچیں تو قبیلہ کندہ کے رئیس اشعث بن قیس نے نکاح کا پیغام بھیجا، جس کو حضرت علیؓ نے انکار کردیا اور اپنے بھتیجے حضرت عبداللہؓ بن جعفر سے ان کا نکاح کردیا۔ حضرت جعفرؓ بن ابوطالبؓ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹوں کی پرورش و تربیت آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمائی تھی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علیؓ ان کے سرپرست و نگران تھے۔ حضرت جعفرؓ سے آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "جعفر تمہاری فطرت میری فطرت کے مشابہ ہے اور تمہاری خصلت میری خصلت سے مشابہ ہے۔ تم، مجھ سے ہو اور میرے شجرے سے ہو"۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ بن جعفرؓ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن جعفر خلق میں مجھ سے مشابہ ہے۔ حضرت عبداللہؓ صورت و سیرت میں قریش کے نوجوانوں میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۴۸۰ درہم اور بعض کے مطابق چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا۔ دونوں کی ازدواجی زندگی نہایت خوشگوار گزری۔ حضرت عبداللہؓ فرمایا کرتے تھے کہ "زینبؓ بہترین گھر والی ہے"۔

خصوصیاتِ زینبؓ

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضرت زینبؓ کو اپنے باپ حضرت علیؓ کی فصاحت و بلاغت اور زورِ بیاں ورثہ میں ملے تھے۔ ان کے عدیم المثال خطبات تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔ حضرت علیؓ بھی اپنی بیٹی کے علم و فضل سے مطمئن تھے۔ ان کے زمانۂ خلافت میں حضرت زینبؓ کا قیام کوفہ ہی میں رہا۔ کوفہ کی خواتین اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوکر قرآنِ مجید کے معانی و مطالب پوچھا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت زینبؓ کچھ عورتوں کے سامنے سورہ کہیعص کی تفسیر بیان کر رہی تھیں کہ حضرت علیؓ تشریف لائے۔ وہ بڑے غور سے ان کی تقریر سنتے رہے اور بعد میں خوش ہو کر فرمایا "جانِ پدر، میں نے تمہارا بیان سنا اور مجھے خوشی ہوئی کہ تم کلامِ الٰہی کے مطالب اتنے عمدہ طریقے سے بیان کرسکتی ہو"۔

کوفہ میں حضرت زینبؓ نہایت تندہی سے درس و تدریس اور وعظ و ہدایت کا کام انجام دیتی رہیں اور یوں ان کے علم و فضل کا چرچا گھر گھر پھیل گیا۔ مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علم و فضل میں صرف بنوہاشم ہی نہیں بلکہ تمام قریش میں کوئی لڑکی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی تھی۔ حضرت زینبؓ کے شوہر حضرت عبداللہؓ بن جعفر نہایت کشادہ دست اور فیاض تھے۔ اور انھی کی طرح حضرت زینبؓ بھی کسی سائل یا حاجت مند کو خالی نہ جانے دیتیں۔ اگر کسی کی مصیبت کا انہیں پتا چلتا تو اس کی خبر گیری کرتیں۔ حضرت زینبؓ سادگی، صبر و قناعت اور جفاکشی کا پیکر تھیں۔

"اسد الغابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ بڑی عقل مند، ذی فہم اور کریم النفس خاتون تھیں۔ حضرت زینبؓ زہد و عبادت، عفت و عصمت، عقل و فراست آداب و جلالت کا نمونہ کاملہ تھیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ جب حضرت زینبؓ سے روایت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ "قالت عقیلتنا" یعنی یہ خبر ہمیں ہماری عقیلہ نے دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ان سے محبت

آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی حضرت زینبؓ بنتِ علی سے بے حد محبت و شفقت فرماتے اور کئی بار حضرت حسنؓ و حسینؓ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوش مبارک پر

سوار ہوئیں۔ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کا وقت قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ کے بچوں کو بلایا۔ حضرت زینبؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک پر اپنا سر رکھ کر سسکیاں لینے لگیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پیشانی چومی' اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

واقعۂ کربلا اور زینبؓ

ذی الحجہ ۶۰ ہجری میں حضرت امام حسینؓ نے اہلِ کوفہ کی دعوت پر اپنے اہل و عیال اور جانثاروں کی ایک مختصر جماعت کے ہمراہ مکہ سے کوفہ کا عزم کیا تو حضرت زینبؓ بھی اپنے فرزندوں کے ہمراہ اس مقدس قافلے میں شامل ہو گئیں۔ حضرت عبداللہؓ بن جعفر اگرچہ خود اس قافلے میں شریک نہ ہوئے مگر انہوں نے حضرت زینبؓ اور اپنے بچوں کو بھیج دیا۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری میں کربلا کا دلدوز سانحہ پیش آیا جس میں حضرت زینبؓ کی آنکھوں کے سامنے ان کے بیٹے' بھتیجے' بھائی اور متعدد جاں نثار شامی فوج سے مردانہ وار لڑتے ہوئے ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت زینبؓ نے جس حوصلے' شجاعت اور صبرو استقامت کا مظاہرہ کیا' تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جب امام حسینؓ شہید ہو گئے تو یزیدی انہیں دمشق میں یزید کے دربار میں لے آئے۔ انہوں نے یزید سے دربار میں جو گفتگو کی' وہ سب کو معلوم ہے اور انہوں نے یزید سے اپنی ہمشیرہ فاطمہؓ کو آزاد کرا لیا تھا۔ وہ بڑی ذہین اور دلیر خاتون تھیں۔

وفات

مدینہ منورہ پہنچنے کے تھوڑے عرصہ بعد ۶۲ ہجری میں حضرت زینبؓ نے وفات پائی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت زینبؓ اپنے شوہر حضرت عبداللہؓ بن جعفر کے ساتھ شام چلی گئی تھیں۔ دمشق میں حضرت عبداللہ کی کچھ زمینداری تھی۔ یہ وہاں پہنچ کر بیمار ہوئیں اور فوت ہوئیں۔ مدینہ سے ان کے جانے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ حضرت زینبؓ شہیدانِ کربلا کے مصائب نہایت دردانگیز لہجہ میں کمال فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو سنایا کرتی تھیں۔ لوگ ان سے بہت متاثر ہوئے اور ان میں اہلِ بیت کی حمایت

کا جذبہ پیدا ہوتا۔ ان حالات کی اطلاع عامل مدینہ نے یزید کو دی۔ یزید نے حکم دیا کہ زینبؓ کو کسی دوسرے شہر بھیج دو۔ مگر حضرت زینبؓ نے انکار کیا پھر بعض لوگوں کے سمجھانے سے رضامند ہو گئیں اور حضرت امام حسینؓ کی بیٹیوں سکینہ' فاطمہ اور دوسری قرابت دار خواتین کے ہمراہ مصر چلی گئیں۔ مصر کے والی حضرت مسلمہؓ بن مخلد انصاری نے ان کی غایت درجہ عزت و تکریم کی اور اپنے دارالخلافہ میں ٹھہرایا۔

اولاد

حضرت عبداللہؓ بن جعفر سے ان کی شادی ہوئی اور ان کے پانچ بیٹے علی' عون' اکبر' عباس اور محمد ہوئے۔ اور ایک بیٹی ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔ میدانِ کربلا میں حضرت زینبؓ کے دو بیٹے عون بن عبداللہ اور محمد بن عبداللہ شہید ہوئے۔

ماخذ و مراجع

○ آسمانِ ہدایت کے ستر ستارے (طالب ہاشمی)

○ ازواجِ مطہرات۔ جلد اول و دوم (حافظ افروغ حسن)

○ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ (ابن اثیر) جلد اول تا یازدہم

○ اسلام کی بہادر بیٹیاں (مسعودہ بیگم)

○ اسلامی انسائیکلوپیڈیا (سید قاسم محمود)

○ اسوۃ الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ جلد دوم و سوم (سید اولادِ حیدر فوق بلگرامی)

○ اسوۂ حسنہ (محمد شریف قاضی)

○ اسوۂ حسنہ (عبد السلام ندوی)

○ اسوۂ صحابیات (عبد السلام ندوی)

○ اصابہ فی تمیز الصحابہ۔ جلد اول، دوم، چہارم (ابن حجر عسقلانی)

○ اصح السیر (مولانا عبد الرؤف دانا پوری)

○ اصحابِ بدر (قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری)

○ اصحابی (مولانا رحمان علی)

○ الخصائص الکبریٰ۔ جلد اول و دوم (علامہ جلال الدین سیوطی)

○ الرحیق المختوم (صفی الرحمان مبارکپوری)

○ الرسولؐ (باڈلے)

○ السیرۃ الحلبیہ۔ جلد اول۔ (علی بن برہان الدین الحلبی)

○ المشاہد (حکیم رحمان علی)

○ النبی الاطہر (عبد الرحمان ابن جوزی)

○ النجم (پندرہ روزہ) لکھنؤ۔ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

○ الوفا باحوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (عبد الرحمن ابن جوزی)

○ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ (نیر ندیم)

○ ام المومنین سیدہ عائشہؓ صدیقہ (میاں محمد سعید)

○ برکاتِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی)

○ بناتِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (مولانا اللہ یار خاں)

○ پیامِ عمل (ماہنامہ) لاہور۔ جون ۱۹۶۶ء۔ شریکۃ الحسین نمبر۔ جلد ۱۰۔ شمارہ ۴

○ پیغمبرِ انسانیت (جعفر شاہ پھلواری)

○ پیغمبرِ عالم (عبد الصمد رحمانی)

○ تابعین (جلال الدین احمد جعفری)

○ تاجدارِ دو عالمؐ کے والدین (محمد رحیم دہلوی)

○ تاریخ مدینہ (حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

○ تب و تابِ جاودانہ (مفتی محمد سعید خان)

○ تذکارِ صحابیات (طالب ہاشمی)

○ تذکرۃ الخواص (سبط ابن جوزی مترجم سید صفدر حسین نجفی۔ مکتبہ تعمیر ادب (رجسٹرڈ) لاہور۔ اپریل ۱۹۶۸ء

○ تواریخ حبیب الٰہ (مولانا عنایت احمد کاکوروی)

○ تیس پروانے شمعِ رسالتؐ کے (طالب ہاشمی)

○ جرنیل صحابہؓ (نواز رومانی)

○ جمالِ مصطفیٰؐ حصہ چہارم (عبد العزیز عرفی)

○ جنات النعیم فی ذکرِ نبی الکریمؐ (نظام الدین احمد جعفری)

○ چودہ ستارے (سید نجم الحسن کراروی)

○ حبیبِ خدا (مولانا اشرف علی تھانوی)

○ حرا کا آفتاب (صفیہ صابری)

○ حضرت علیؓ (یونس ادیب)

○ حضرت علی المرتضیٰ (عبد النبی کوکب)

○ حضرت محمدؐ ولادت سے نزولِ وحی تک۔ جلد اول (علی اصغر چودھری)

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بچے (راجا رشید محمود)

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بچپن (شہناز کوثر)

○ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سیاہ فام رفقا (اظہر محمود)

○ حیات الصحابہ جلد اول مشتمل بر حصہ دوم، سوم

○ حیاتِ رسالتمآبؐ (راجا محمد شریف)

○ حیاتِ صحابہؓ کے درخشاں پہلو۔ اول (محمود احمد غضنفر)

○ حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (شہناز کوثر)

○ حیاتِ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) (محمد حسین ہیکل)

○ خاتونِ جنت (مائل خیر آبادی)
○ خطباتِ رسولؐ (محمد میاں صدیقی)
○ خلفائے راشدین (معین الدین ندوی)
○ خلفائے رسولؐ (سید خضر حسین چشتی سیالوی)
○ خیر البشرؐ کے چالیس جانثار (طالب ہاشمی)
○ دخترانِ اسلام (عبدالغنی گھلن)
○ رسالتمابؐ (مفتی عزیز الرحمان)
○ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیاسی زندگی (ڈاکٹر حمید اللہ)
○ رسولِ رحمت (مولانا ابوالکلام آزاد)
○ رسولِ عربیؐ (عمر ابو النصر)
○ رسولِ کائنات (حکیم عبدالکریم ثمر)
○ رسولِ کریمؐ (مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی)
○ رحمتِ عالمؐ (سید سلیمان ندوی)
○ رحمۃ للعالمینؐ۔ دوم (سلمان سلیمان منصور پوری)
○ رحمۃ للعالمینؐ (سید محمد عابد)
○ رہبرِ کاملؐ (عبدالمجید سوہدروی)
○ سراپائے اقدس (حکیم غلام نبی)
○ سرورِ عالمؐ (محمد صالح)
○ سرورِ عالمؐ کے سفر مبارک (محمد کلیم ارائیں)
○ سرورِ کائناتؐ حضرت محمد مصطفیٰ (قاضی عبدالنبی کوکب)
○ سیارہ ڈائجسٹ (ماہنامہ) لاہور۔ رسولؐ نمبر۔ جلد اول
○ سیدِ انسانیتؐ (نعیم صدیقی)
○ سیدنا حسن ابنِ علی (حکیم فیض عالم صدیقی)
○ سیر الصحابہ۔ جلد دوم۔ مہاجرین حصہ اول (شاہ معین الدین احمد ندوی)
○ سیر الصحابہ۔ جلد سوم۔ مہاجرین حصہ دوم (شاہ معین الدین احمد ندوی)
○ سیر الصحابہ۔ جلد چہارم۔ حصہ ہفتم (شاہ معین الدین احمد ندوی)
○ سیر الصحابہ۔ جلد پنجم۔ حصہ ہشتم و نہم (عبدالسلام ندوی)
○ سیر الصحابہ۔ جلد دہم (سیر الصحابیات) مولانا سعید انصاری

○ سیر الصحابہ۔ جلد ۱۱ (عبدالسلام ندوی)
○ سیر الصحابہ۔ جلد ۶۔ حصہ دوازدہم۔ اہلِ کتاب صحابہ و تابعین (حافظ مجیب اللہ ندوی)
○ سیر الصحابیات (مولانا سعید انصاری)
○ سیرتِ ابن ہشام۔ جلد اول و دوم
○ سیرتِ ابو تراب (ابنِ عبدالشکور)
○ سیرتِ احمدِ مجتبیٰ۔ جلد اول (شاہ مصباح الدین شکیل)
○ سیرتِ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب (فضل اللہ بہاری عظیم آبادی)
○ سیرتِ المصطفیٰ۔ حصہ اول (مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی)
○ سیرت النبیؐ۔ جلد اول (علامہ شبلی نعمانی)
○ سیرتِ دحلانیہ (احمد بن زین دحلان)
○ سیرتِ رسولؐ (صاحبزادہ ساجد الرحمٰن)
○ شجرۂ رسولِ مقبول (محمد رحیم دہلوی)
○ شرف النبیؐ (عبدالملک بن عثمان نیشاپوری)
○ شریف التواریخ اول (سید شریف احمد شرافت نوشاہی)
○ شواہد النبوۃ (مولانا عبدالرحمٰن جامی)
○ صحابیات (نیاز فتح پوری)
○ ضیاء النبیؐ (پیر محمد کرم شاہ)
○ عورت کا مقدمہ (غلام اکبر ملک)
○ عہدِ نبویؐ کا اسلامی تمدن (رضی الدین احمد فخری، مولانا)
○ عہدِ نبویؐ کے غزوات و سرایا (ڈاکٹر رؤفہ اقبال)
○ عہدِ نبویؐ کے نادر واقعات (علی اصغر چودھری)
○ غزواتِ نبویؐ (مصطفیٰ خان)
○ غزوۂ حنین (محمد احمد باشمیل)
○ غزوۂ موتہ (محمد احمد باشمیل)
○ غلامانِ اسلام (سعید احمد)
○ غلامانِ محمدؐ (محمد احمد پانی پتی)
○ فروغِ ابدیت (آقائے جعفر سبحانی)
○ فصاحتِ نبویؐ (ظہور احمد اظہر)

○ قوسِ قزح (شہناز کوثر)

○ کتاب المعارف (ابن قتیبہ)

○ ماں باپ کے حقوق (راجا رشید محمود)

○ محفل (خیرالبشر نمبر) مارچ ۱۹۸۱

○ محمد رسول اللہ (شیخ محمد رضا)

○ محمد رسول اللہ (عبدالصمد صارم)

○ مختصر سیرۃ الرسولؐ (عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب)

○ مدارج النبوت۔ جلد دوم (عبدالحق محدث دہلوی)

○ مدینۃ الرسولؐ (ابوالنصر منظور احمد شاہ)

○ معارج النبوت۔ حصہ اول (ملا معین واعظ کاشفی)

○ معجزاتِ سرورِ عالمؐ (ولید الاعظمی)

○ مغازی الرسولؐ (واقدی)

○ مقالاتِ صدیقی (مولانا محمد صدیق)

○ مکی مدنی ماہی (پنجابی) قدر آفاقی

○ مودۃ فی القربیٰ یعنی بنوہاشم اور بنوامیہ کی قرابت داریاں (مرتبہ محمد سلطان نظامی)

○ مولوی۔ (ماہنامہ) دہلی۔ رسولؐ نمبر ۱۳۴۷ھ

○ نامور خواتینِ اسلام (ارمان سرحدی)

○ نبیؐ اکرمؐ کاشانۂ نبویؐ میں (علی اصغر چودھری)

○ نبیؐ اور یارانِ نبیؐ کے آخری لمحات (مولانا ابوالکلام آزاد)

○ نبیؐ رحمت (مولانا ابوالحسن علی ندوی)

○ نعت (ماہنامہ) لاہور۔ مارچ ۱۹۸۹

○ نقوش۔ رسولؐ نمبر۔ جلد ۱، جلد ۲، جلد ۴، جلد ۷، جلد ۱۱

○ نوائے وقت (روزنامہ) کراچی ۲۱ جنوری ۱۹۷۸ء

○ نوادرات (محمد اسلم جیراجپوری)

○ نور الحبیب (ماہنامہ) بصیرپور۔ ربیع الاول۔ ۱۳۹۸ھ۔ مارچ ۱۹۷۸ء

○ والدینِ مصطفیٰ (جلال الدین سیوطی مترجم صائم چشتی)

○ ہادیٔ کونین (محمد اسماعیل ظفر آبادی)

○ ہاشم کے تجارتی کارواں معہ ارض القرآن (محمد رحیم دہلوی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

شہناز کوثر (ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور کی تصنیف)

جس میں

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بچپن اور لڑکپن کے واقعات کا سال بہ سال ذکر کیا گیا ہے۔
- سیرت نگاروں کی لغزشوں پر بے باکانہ گرفت کی گئی ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضاعت کے بارے میں قلمکاروں کی بے احتیاطیوں کی نشاندہی ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پرورش کرنے والے دس بزرگوں کا پہلی بار تذکرہ کیا گیا ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک شفیق بزرگ پر لگائے جانے والے الزامات کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔
- بچپن میں ہونے والے معجزات کے حوالے سے اس مفروضے کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔
- تجزیہ کیا گیا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاندان واقعی اتنا غریب تھا کہ کوئی دائی ادھر کا رخ نہیں کرتی تھی یا حضرت حلیمہؓ اس مقصد کے لیے چُن لی گئی تھیں۔

کتابت و طباعت معیاری۔ صفحات ۳۵۲۔ قیمت ایک سو ساٹھ روپے

ناشر

اختر کتاب گھر

اظہر منزل۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ۔ لاہور (کوڈ ۵۴۵۰۰)